شعرائے امرتسر کی نعتیہ شاعری

محمد سلیم چودھری

مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی لاہور

Scanned with CamScanner

شعرائے امرتسر کی نعتیہ شاعری

مؤلف:
محمد سلیم چوہدری

مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور

Scanned with CamScanner

جملہ حقوق محفوظ

.....

سلسلہ مطبوعات: ۲۰۶

جون 1996ء

نام کتاب:	شعرائے امرتسر کی نعتیہ شاعری
مصنف:	محمد سلیم چوہدری
ناشر:	ڈاکٹر وحید قریشی
.	جنرل سیکرٹری
باہتمام:	پروفیسر محمد اسلم
.	مغربی پاکستان اردو اکیڈمی
.	۷۹۳ - این ، سمن آباد لاہور
مطبع:	ظفر سنز پرنٹرز ۵۵ بی شمع پلازہ لاہور
کمپوزر:	محمد اویس قریشی
اشاعت اول:	۱۹۹۶ء
تعداد اشاعت:	۵۰۰
صفحات:	۳۳۶
قیمت:	۳۰۰ روپے

Scanned with CamScanner

انتساب

دادا حضور

چوھدری شہاب الدین مرحوم

کے نام

Scanned with CamScanner

فہرست

آ

۱۔ آغا سائل کاشمیری

ا

۲۔ ابر کاشمیری ۳۹
۳۔ ابوالکلام آزاد ۴۲
۴۔ احمد راہی ۴۴
۵۔ اختر امرتسری ۴۶
۶۔ اختر حسین شیخ ۴۸
۷۔ اخگر امرتسری ۵۱
۸۔ اسماعیل داؤدی ۵۳
۹۔ اشک امرتسری ۵۴
۱۰۔ اطہر نظامی ۵۶
۱۱۔ اعجاز فاروقی ۵۸
۱۲۔ اقبال بالا ۶۱
۱۳۔ اللہ دتہ صابر ۶۳
۱۴۔ امام الدین مجاہد ۶۵
۱۵۔ انوار الحسن بٹ ۶۸
۱۶۔ اے جی جوش ۶۹
۱۷۔ امین گیلانی ۷۱

Scanned with CamScanner

ب

۱۸ - بابا عالم شاہ ۷۲
۱۹ - بابا محمد شریف ۷۴
۲۰ - بخشی شوری لال اختر ۷۶
۲۱ - برجموہن تکو زیبا امرتسری ۷۷
۲۲ - برجموہن لال زیبا امرتسری ۷۷
۲۳ - برہم ناتھ دت قاصر ۷۸
۲۴ - برکت علی شاہ خطیانوی ۸۱
۲۵ - بیدل امرتسری ۸۲
۲۶ - بشیر رزمی ۸۳
۲۷ - بو ادتی ۸۶
۲۸ - بیکس فتح گڑھی ۸۷
۲۹ - بیکل امرتسری ۸۸

پ

۳۰ - پورن سنگھ ہنر ۸۹

ت

۳۱ - تجمل حسین ۹۰
۳۲ - تسلیم امرتسری ۹۲

ج

۳۳ - جانباز مرزا ۹۳
۳۴ - جلیل عالی ۹۵

Scanned with CamScanner

ح

۳۵۔ حافظ امرتسری ۹۷

۳۶۔ حافظ مظہر الدین ۱۰۰

۳۷۔ حامد حسن حامد ۱۰۳

۳۸۔ حسن بخت رانا ۱۰۶

۳۹۔ حیدر شاہ ۱۰۷

خ

۴۰۔ خالد بزمی ۱۰۹

۴۱۔ خدا بخش اظہر امرتسری ۱۱۲

ر

۴۲۔ راشد حسن رانا ۱۱۳

۴۳۔ رحیم امرتسری ۱۱۴

۴۴۔ رشید انور ۱۱۶

۴۵۔ رفیق تشنہ ۱۱۷

۴۶۔ ریاض الدین ریاض سہروردی ۱۱۹

ز

۴۷۔ زاہد الحسن زاہد ۱۲۰

س

۴۸۔ ساغر بٹ ۱۲۲

۴۹۔ ساغر صدیقی ۱۲۵

۵۰۔ سخی بہادر شاہ نوشاہی ۱۲۷

Scanned with CamScanner

۵۱ - کنی میراں شاہ ہاشمی ۱۲۸

۵۲ - سائیں لبھو شاہ ۱۲۹

۵۳ - سردار حسین سردار ۱۳۱

۵۴ - سرور بٹ ۱۳۱

۵۵ - سرور کاشمیری ۱۳۲

۵۶ - سلیم کاشر ۱۳۴

۵۷ - سعید جعفری ۱۳۵

۵۸ - سیف الدین سیف ۱۳۷

ش

۵۹ - شائق امرتسری

۶۰ - شریف اشرف ۱۳۹

۶۱ - شریف الدین نیر سہروردی ۱۴۱

۶۲ - شرقی بن شائق ۱۴۲

۶۳ - شعری کاشمیری ۱۴۵

۶۴ - شفاعت احمد تسنیم امرتسری ۱۴۸

۶۵ - شمس بینائی ۱۴۹

۶۶ - شورش کاشمیری ۱۵۱

۶۷ - شوکت راز ۱۵۳

۶۸ - شہزاد احمد ۱۵۴

۶۹ - شیخ محمد عارف اختر ۱۵۸

ص

۷۰ - صابر خلیلی ۱۶۰

Scanned with CamScanner

۱۶۴

۷۱ ۔ صائم چشتی ۱۶۶

۷۲ ۔ صادق امرتسری ۱۶۸

۷۳ ۔ صدیق ثانی ۱۶۹

۷۴ ۔ صدیق کلیم ۱۷۱

۷۵ ۔ صوفی مسعود احمد رہبر ۱۷۳

۷۶ ۔ صلاح الدین ندیم

ض

۷۷ ۔ ضمیر اظہر ۱۷۴

۷۸ ۔ ضیاء الحق قاسمی ۱۷۸

۷۹ ۔ ضیاء اللہ ضیاء ۱۷۹

ط

۸۰ ۔ طفیل دارا ۱۸۱

ظ

۸۱ ۔ ظہیر صدیقی ۱۸۴

۸۲ ۔ ظہیر کاشمیری ۱۸۵

ع

۸۳ ۔ عارف امرتسری ۱۸۹

۸۴ ۔ عارف عبد المتین ۱۹۱

۸۵ ۔ عبیر ابوذری ۱۹۴

۸۶ ۔ عبدالجبار شاکر ۱۹۵

۸۷ ۔ عبدالحمید امر ۱۹۶

۸۸ ۔ عبدالحمید فانی ۱۹۸

Scanned with CamScanner

۹۹ ۔ عبدالخالق گوہر سہروردی ۱۹۹

۹۰ ۔ عبدالرحیم عاجز ۲۰۰

۹۱ ۔ عبدالرشید حکیم ۲۰۲

۹۲ ۔ عزیز خاں شرم ۲۰۳

۹۳ ۔ عزیز مخدومی امرتسری ۲۰۴

۹۴ ۔ عطاء الحق قاسمی ۲۰۵

۹۵ ۔ عطاء اللہ شاہ بخاری ۲۰۶

۹۶ ۔ علی محمد ملوک ۲۰۹

۹۷ ۔ علیم ناصری ۲۱۰

۹۸ ۔ عیسیٰ امرتسری ۲۱۲

غ

۹۹ ۔ غلام رسول ساقی ۲۱۴

۱۰۰ ۔ غلام رسول گوہر ۲۱۵

۱۰۱ ۔ غلام قادر شاہ ۲۲۰

۱۰۲ ۔ غلام محمد ترنم ۲۲۳

۱۰۳ ۔ غلام مصطفےٰ تبسم ۲۲۵

۱۰۴ ۔ غلام نبی حکیم ۲۲۹

ف

۱۰۵ ۔ فائق ظہور کاشمیری ۲۳۱

۱۰۶ ۔ فرخ امرتسری ۲۳۲

۱۰۷ ۔ فیروز سائیں ۲۳۴

۱۰۸ ۔ فیروز دین شرف ۲۳۷

Scanned with CamScanner

۱۰۹ ۔ فیروز الدین فیروز طغرائی ۲۳۹
۱۱۰ ۔ فیض احمد فیض ۲۴۴

ق

۱۱۱ ۔ قاضی عبدالرحمن ۲۴۷
۱۱۲ ۔ قربان علی نوشاہی ۲۴۸
۱۱۳ ۔ قمر اجنالوی ۲۴۹
۱۱۴ ۔ قمر امرتسری ۲۵۳
۱۱۵ ۔ قیوم نظر ۲۵۵

ک

۱۱۶ ۔ کرم امرتسری ۲۵۶
۱۱۷ ۔ کشن سنگھ عارف ۲۵۹

ل

۱۱۸ ۔ لالہ صحرائی ۲۶۰

م

۱۱۹ ۔ ماہی کمبوہ ۲۶۱
۱۲۰ ۔ محکم دین ۲۶۲
۱۲۱ ۔ مجید جامی ۲۶۳
۱۲۲ ۔ محمد اسحاق ۲۶۷
۱۲۳ ۔ محمد اسماعیل منظر ۲۶۹
۱۲۴ ۔ محمد ایوب اظہر ۲۷۱
۱۲۵ ۔ محمد ایوب رضوی ۲۷۲

Scanned with CamScanner

۱۲۶ ۔ محمد بخش فرشی	۲۷۴
۱۲۷ ۔ محمد جلال الدین شاہ زریانی	۲۷۵
۱۲۸ ۔ محمد حسین شاہ	۲۷۷
۱۲۹ ۔ محمد حسین عرشی	۲۷۹
۱۳۰ ۔ محمد حنیف رہبر	۲۸۱
۱۳۱ ۔ محمد حنیف نازش قادری	۲۸۳
۱۳۲ ۔ محمد دین تاثیر	۲۸۴
۱۳۳ ۔ محمد دین غریب	۲۸۶
۱۳۴ ۔ محمد رمضان گوہر	۲۸۸
۱۳۵ ۔ محمد صادق ضامن	۲۹۰
۱۳۶ ۔ محمد کبیر احمد مظہر	۲۹۱
۱۳۷ ۔ محمد یونس حسرت امرتسری	۲۹۳
۱۳۸ ۔ مسلم اویسی امرتسری	۲۹۴
۱۳۹ ۔ معراجدین اختر	۲۹۵
۱۴۰ ۔ معراج دین معراج امرتسری	۲۹۷
۱۴۱ ۔ معراج الدین معراج	۲۹۸
۱۴۲ ۔ موج فتح گڑھی	۳۰۰
۱۴۳ ۔ مولا بخش کشتہ	۳۰۱
۱۴۴ ۔ مولا شاہ سائیں	۳۰۳
۱۴۵ ۔ مونس امرتسری	۳۰۵
۱۴۶ ۔ منیر سیفی	۳۰۶
۱۴۷ ۔ منیر قصوری	۳۰۷
۱۴۸ ۔ میاں مقبول احمد	۳۰۹

Scanned with CamScanner

۱۴۹ - میر سعید اللہ سعید امرتسری ۳۱۰
۱۵۰ - میر منظور ولی وارثی ۳۱۲

ن

۱۵۱ - نادم عصری ۳۱۴
۱۵۲ - نازش کاشمیری ۳۱۶
۱۵۳ - نرمل امرتسری ۳۱۸
۱۵۴ - نبی بخش اسد امرتسری ۳۱۸
۱۵۵ - نفیس خلیلی ۳۲۰
۱۵۶ - نقش ہاشمی ۳۲۲

و

۱۵۷ - ہاشم شاہ ۳۲۳
۱۵۸ - ماخذ و مراجع ۳۲۶

حرف آغاز

مدحت سرور عالم توفیق خداوندی ہے ۔ یہ سعادت جس خوش نصیب کو میسر آجائے اس کی دنیا و آخرت دونوں سنور جاتے ہیں ۔ نعت فخر دو عالم کہنا سنت الٰہی ہے رب کائنات خود اپنے پیارے محبوب کی مدح سرائی فرماتا ہے قرآن مجید فرقان حمید کے صفحات خود اس امر کی شہادت دے رہے ہیں ۔ جس ذات پاک کے اوصاف حمیدہ خالق ارض و سماء بیان کر رہا ہو اس کے مقام و مرتبہ کا ادراک مخلوق خدا کیسے کر سکتی ہے ۔

بقول غالب :

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
کان ذات پاک مرتبہ دان محمد است

سچ تو یہ ہے ثنائے خواجہ کا حق ادا ہو ہی نہیں سکتا صرف کوشش کی جاسکتی ہے بلاشبہ یہ کوشش بھی پروانہ نجات ملنے کے مترادف ہے ۔ چنانچہ عہد رسالت میں ہی جناب حسان بن ثابتؓ ، نبی محترمؐ کے حضور نعت گوئی کی سعادت حاصل کرتے رہے ، عربی ادب میں نعت گو شعراء کی ایک لمبی فہرست دکھائی دیتی ہے جن میں امام بوصیریؒ کا نام سرفہرست ہے ۔ دربار رسالتؐ میں جناب ابوبکر صدیقؓ ، جناب عمر فاروقؓ ، جناب عثمان غنیؓ ، جناب علی مرتضیٰؓ اور حسان بن ثابتؓ نعت پڑھتے دکھائی دیتے ہیں ۔ عہد رسالتؐ کے بعد جناب حضرت شرف الدین بوصیریؒ نعت کہہ کر ردائے مصطفیٰؐ کا انعام پاتے ہیں ۔

فارسی ادب میں ابوالقاسم فردوسی ، جلال الدین رومی ، سعدی شیرازی ، امیر خسرو ، عبدالرحمن جامی ، جان محمد قدسی اور مرزا اسد اللہ غالب

جیسی نعت کسی سے ادا نہ ہو سکی ۔اردو شاعری بقول محمد حسین آزاد عربی اور فارسی کا دودھ پی کر عالم شباب کو پہنچی ، چنانچہ اُردو میں نعت گوئی اس زبان کی تخلیق کے ساتھ ہی شروع ہو گئی ۔ دکن ، دلی ، لکھنو ، بہار ، وہ کونسا علاقہ اور کونسا خطہ ہے جہاں کے اُردو شعراء نے شعر کہا ہو اور نعت سرور عالم نہ کہی ہو ۔ اُردو شاعری کا دامن گلہائے نعت سے مالا مال ہے ۔

شہرِ امرتسر برصغیر پاک و ہند کا وہ شہر ہے جسے ہندوستان کے ادب ، سیاست ، طب ، ثقافت ، تہذیب و تمدن اس کی اعلیٰ روایات اس کے کلچر اور اس کی تہذیبی اقدار میں بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے ۔ اس شہر نے ہر شعبۂ زندگی میں وہ نابغہ روزگار ہستیاں پیدا کیں جن کی مثال خال خال ہی کہیں نظر آئے گی ۔ جن میں ہاشم شاہ ، ابو محمد حسن شعری کاشمیری ، مولانا غلام رسول قاسمی ، مولانا عبداللہ عزنوی ، مولانا نور احمد امرتسری ، مولانا غلام مصطفےٰ قاسمی ، مفتی عبدالصمد خان کاشمیری ، مولانا محمد عالم آسی ، حکیم فیروز الدین طغرائی ، صوفی غلام مصطفےٰ تبسم حکیم محمد ابراہیم جالندھری ثم امرتسری ، حکیم عزیزالدین ، حکیم غلام جیلانی ، حکیم فقیر محمد چشتی نظامی ، خواجہ عباداللہ اختر ، علامہ عبداللہ العمادی ، مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری ، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری ، مولانا غلام محمد ترنم ، مولانا بہاء الحق قاسمی ، مولا بخش کشتہ ، ڈاکٹر سیف الدین کچلو ، شیخ صادق حسن ، علامہ عنایت اللہ مشرقی ، علامہ محمد حسین عرشی اور مولانا ابوالکلام آزاد جیسے لوگ یہاں چلتے پھرتے دکھائی دیتے ہیں ۔

ایسی قدآور شخصیتیں جو گردش فلک کی سیکڑوں برس کی ریاضت کے بعد پردہ غیب سے ظہور میں آتی ہیں آپ کو ہندوستان کے کسی اور شہر میں کم ہی دکھائی دیں گی

بقول حالی:

جھگڑے دیکھے ہیں جن لوگوں کے ان آنکھوں نے
آج ویسا کوئی دے ہم کو دکھا ایک ہی شخص

زیر نظر تصنیف میں امرتسر کے ایسے شعراء کا نحتیہ کلام اور تذکرہ مقصود ہے جن کی علمی اور ادبی زندگی یا اس کا کوئی پہلو امرتسر سے مربوط ہے شہر امرتسر نے ان سے فیض اٹھایا وہ امرتسر کے علمی و ادبی ماحول سے متاثر ہوئے یا وہ بکثرت امرتسر آتے جاتے رہے ہوں ظاہر ہے کہ اس میں وہ شاعر بھی شامل ہیں ۔ جن کا وطن ہی امرتسر تھا کچھ شاعر ایسے بھی ہیں کہ ملازمت کے سلسلہ میں ان کی تعیناتی امرتسر میں ہوئی اور دوران ملازمت انہوں نے امرتسر کو اپنا مسکن بنایا اور یہاں کی محافل کو اپنی شاعری سے گرمایا جیسے کہ مشہور شاعر فیض احمد فیض ان حضرات کا ذکر بھی امرتسر کے حوالے سے آئے گا ۔ ایسے لوگ کچھ عرصہ امرتسر میں رہ کر چلے گئے ۔ لیکن امرتسر ان کی یادوں کا خزینہ ہے اور انہوں نے زندگی میں امرتسر کو کبھی فراموش نہ کیا اور اپنی تحریروں میں کبھی محبت سے اور کبھی حسرت سے امرتسر کا ذکر کرتے رہے جو انگریزی دور حکومت سے پاکستان کے قیام تک علم و فضل کا مرکز رہا ۔ جیسے ہی پاکستان کا قیام عمل میں آیا اس شہر کی رونقیں ماند پڑ گئیں ۔ جو متحدہ ہندوستان کے وقت علم وادب کا بہت بڑا مرکز تھا ۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ بہتر ہو گا کہ امرتسر ہندوستان کا قرطبہ تھا اور اس کا کمپنی باغ اس کا الحمراء تھا " امرتسر کی یادیں " از ۔ اے حمید امرتسر کے مسلمانوں کے ساتھ اس شہر کی رونقیں قائم دائم تھیں جیسے ہی امرتسر کے مسلمان پاکستان کی سر زمین پر آئے یہ شہر ویران ہو گیا اور اس کی پہلی سی حیثیت برقرار نہ رہی ۔

زیر نظر کتاب میں شمع رسالت کے دو پروانے جمع کیے گئے ہیں

جن کا ایک ایک شعر عاشقان و محبان جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے "جرم کوثر" سے کم نہیں ہے۔

ان پاک طینت حضرات میں آپ کو ہاشم شاہ، حسن شعری کاشمیری، علامہ فیروز الدین طغرائی، اسمٰعیل عیسیٰ، محمد بخش فرشی، مولانا غلام احمد اخگر، سید جلال الدین شاہ زریانی، منشی غلام قادر فرخ امرتسری، خدا بخش اظہر امرتسری، شمس بینائی، غلام محمد بیدل امرتسری، مسلم اویسی امرتسری، نفیس خلیلی، نادم عصری، ڈاکٹر تاثیر، مولا بخش کشتہ، مولانا غلام محمد ترنم، صوفی غلام مصطفےٰ تبسم، ساغر صدیقی، صادق امرتسری، آغا شورش کاشمیری، صابر خلیلی، میر منظور ولی وارثی، اللہ دتہ صابر، حافظ مظہر الدین، حافظ امرتسری، علامہ محمد حسین عرشی، شرقی بن شائق، آغا سائل کاشمیری، سیف الدین سیف، ظہیر کاشمیری اور قمر امرتسری بھی ملیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ موجودہ دور کے وہ شعراء حضرات جن میں عارف عبدالمتین، احمد راہی، شہزاد احمد، امین گیلانی، نقش ہاشمی، صائم چشتی، ریاض سہروردی، لالہ صحرائی، حکیم غلام نبی، خالد بزمی، عطاء الحق قاسمی، حامد حسن حامد، عبیر ابوذری، پروفیسر صدیق کلیم، اعجاز فاروقی، ضمیر اظہر اور مجید جامی بھی ملیں گے جن کا تعلق امرتسر سے ہے اور جن کا نعتیہ کلام اکثر مختلف اخبارات، جرائد اور رسائل کی زینت بنتا رہتا ہے۔

زیر نظر تصنیف کی تیاری میں تین طرح کے شعراء حضرات کے حالات اور انکا نعتیہ کلام شامل کیا گیا ہے۔ اول، امرتسر کے وہ شعراء حضرات جنہوں نے قیام پاکستان سے پہلے ہی امرتسر میں شاعری کے حوالے سے شہرت کی بلندیوں کو چھو لیا تھا، دوم وہ شعراء حضرات جن کی شاعرانہ صلاحیتیں خطہ پاکستان کی زینت بنیں اور یہاں انہوں نے فن شعر و ادب کے حوالے سے بلند مرتبہ حاصل کیا، سوم اس میں ایسے غیر مسلم شعراء کا مختصر

تعارف اور ان کا نعتیہ کلام شامل کیا گیا ہے جن کی زندگی کے کسی نہ کسی حصے کا تعلق امرتسر سے رہا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کتاب میں اُردو ، پنجابی اور فارسی تینوں زبانوں میں مختلف شعراء کے نعتیہ کلام کو شامل کیا گیا ہے ۔

زیر نظر تصنیف کی تیاری کے سلسلہ میں جس شخصیت کی ترغیب و تعاون سے یہ کتاب پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب ہوا ۔ ان میں جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری دامت برکاتہم کی شفیق شخصیت کا میں خاص طور پر ذکر کرنا مناسب خیال کروں گا کہ جنہوں نے متنوع موضوعات پر ہر فکر کے لکھنے والوں کی ہمیشہ حوصلہ افزائی فرمائی اور میں خود بھی ان کی شخصیت سے مستفید ہوا اور انہوں نے میری ہر مرحلے پر رہنمائی فرمائی ۔

اس کے علاوہ میں جناب استاد محترم پروفیسر محمد اسلم صاحب سابق صدر شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی اور ناظم مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی ، لاہور کا بھی شکر گزار ہوں کہ مذکورہ کتاب کی تیاری اور اشاعت کے ضمن میں انہوں نے میری قدم قدم پر رہنمائی فرمائی ۔

اس کے ساتھ ساتھ میں سید جمیل احمد رضوی صاحب ڈپٹی چیف لائبریرین ، پنجاب یونیورسٹی لائبریری کا بھی ممنون ہوں کہ جن کے خصوصی تعاون سے مجھے (ذخیرہ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسری) کو متعدد بار دیکھنے کا موقع ملا ۔ اس کے علاوہ میں ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی مرحوم ، پروفیسر خالد رسول صاحب ، حامد حسن حامد صاحب ، ساغر بٹ صاحب ، میاں ظفر مقبول صاحب ، چوہدری محمود علی صاحب لائبریرین اور محمد طفیل صاحب اسسٹنٹ لائبریرین ، گورنمنٹ کالج ، راوی روڈ ، شاہدرہ لاہور کا بھی تہہ دل سے ممنون ہوں کہ ان سب احباب نے زیر نظر کتاب کی تکمیل میں میری ہر ممکن مدد اور راہنمائی فرمائی میں ان تمام احباب کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ

ادا کرتا ہوں ۔

زیر نظر کتاب کی تیاری کے سلسلہ میں ، میں نے اخبارات ، خط و کتابت ٹیلی فون کے ذریعے اور خود حاضر ہو کر امرتسر سے متعلق احباب سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس کے باوجود اگر کسی شخصیت کا ذکر رہ گیا ہو یا اس کے علاوہ اگر کوئی خامی رہ گئی ہو تو احباب سے امید ہے کہ وہ میری اس خامی کو درگذر فرمائیں گے اور فرد گزاشت سے مطلع فرما کر شکر گزاری کا موقع فراہم کریں گے ۔ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کمی کو دور کیا جا سکے ۔

احقر

محمد سلیم چوھدری
لیکچرار ۔ تاریخ
گورنمنٹ کالج راوی روڈ
شاہدرہ لاہور ۔ ۳۵

ویسے تو نعت نگاری کو کسی ایک ملک یا کسی ایک شہر کی پہچان قرار دینا درست نہیں ہے کہ یہ صنف شاعری تو جغرافیائی حدود و شعور سے آزاد ہے مگر تاریخ کے استاد پروفیسر محمد سلیم نے صرف امرتسر سے وابستہ شعراء کی نعت نگاری پر اپنی علمی تحقیق کو مرکوز کرکے ایک ایسے نیک کام کا آغاز کیا ہے جو مستقبل میں مزید شہروں ، مزید ملکوں اور مزید زبانوں میں نعت نگاری کی تفاصیل اجاگر کرنے کا ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے ۔

امرتسر کے شعراء کی فہرست میں محترم مرتب نے مولانا ابوالکلام آزاد ، سید عطا اللہ شاہ بخاری اور فیض احمد فیض کو بھی شامل کیا ہے اور پوری ذمہ داری سے شامل کیا ہے ۔ ان حضرات کی نعتوں کے آغاز میں مرتب کے تعارفی جملے درج ہیں جن میں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ امرتسر کے ساتھ یہ حضرات کسی نہ کسی پہلو سے وابستہ رہے ہیں ۔ علمی و فنی لحاظ سے امرتسر کی شہرت ملک گیر رہی ہے مگر شعرائے امرتسر کی فہرست میں ان عظیم شخصیات کی شمولیت سے نعتوں کے اس مجموعے کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے ۔

ایک سو پچاس سے زیادہ امرتسری شعراء کی نعتیں اس مجموعے میں شامل ہیں لیکن میرے خیال میں اگر محمد سلیم صاحب بیسویں صدی عیسوی سے پہلے کے امرتسر میں اردو اور فارسی اور پنجابی زبان میں نعتیں لکھنے والوں کا کھوج لگاتے تو یہ فہرست بہت طویل ہو سکتی تھی ۔ انہوں نے صرف بیسویں صدی میں کہی جانے والی نعتوں کو پیش نظر رکھا ہے مگر یہ بھی بجائے خود ایک بڑا کام ہے ۔

شعرائے امرتسر کی نعت نگاری کے بیان میں اردو اور پنجابی کے متعدد بڑے بڑے شعراء کے حالات اور منتخب نعتیہ کلام درج ہے ۔ ان میں

صوفی غلام مصطفیٰ تبسم ، علامہ عرشی ، سیف الدین سیف ، ظہیر کاشمیری ، احمد راہی ، شورش کاشمیری ، قیوم نظر ، عارف عبدالمتین ، شہزاد احمد اور نفیس خلیلی کے ساتھ ساتھ ، مولا بخش کشتہ ، استاد کرم امرتسری ، فیروز طغرائی اور اللہ دتہ صابر بھی شامل ہیں اور حافظ مظہر الدین اور خالد بزمی کے سے نامور نعت نگار بھی ۔ ان کے علاوہ امین گیلانی ، حافظ امرتسری ، اختر حسین شیخ ، خدا بخش اظہر ، رشید انور ، ساغر صدیقی ، شرقی بن شائق ، عطا الحق قاسمی ، علیم ناصری ، طفیل دارا ، قمر اجنالوی ، غلام نبی جانباز ، نازش کاشمیری ، صلاح الدین ندیم اور متعدد دیگر شعراء کو امرتسر کی نمائندگی ملی ہے ۔ پھر گیارہ غیر مسلم نعت نگار بھی اس مجموعے میں شامل ہیں اور یوں ، شعرائے امرتسر کی نعتیہ شاعری کو ایک تاریخی تذکرے کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے ۔ اہل علم و ادب اور ارباب شعر و فن کی طرف سے پروفیسر محمد سلیم کی یہ کاوش بھرپور تحسین کی مستحق ہے ۔

احمد ندیم قاسمی

Scanned with CamScanner

محمد سلیم چوہدری لیکچرار شعبہ تاریخ گورنمنٹ کالج راوی روڈ لاہور ہم سب کے شکریے کے مستحق ہیں، جنہوں نے شعرائے امرتسر کی نعتیہ شاعری کے زیر عنوان ایک بہت عمدہ کتاب مرتب کی ہے۔ محمد سلیم چوہدری خود تو پاکستان میں پیدا ہوئے ہیں لیکن ان کے آباء و اجداد کا تعلق امرتسر سے ہے۔ یہ بات بڑی دلچسپ ہے کہ غیر منقسم پنجاب کے لوگوں میں جتنے ماضی پسند امرتسر کے لوگ ہیں اتنے شاید ہی کسی دوسرے شہر کے ہوں ان میں سے بعض مصنفین نے تو اپنے آپ کو امرتسر کی یادوں کے لئے وقف کر رکھا ہے لیکن دلچسپ تر بات یہ ہے کہ محمد سلیم چوہدری محض امرتسر سے آبائی تعلق ہونے کے باوجود اس شہر کے ادب کو موضوع تحقیق بنا رہے ہیں میں نے یہ کتاب جستہ جستہ دیکھی ہے پوری کتاب سے ان کی تلاش، تحقیق اور محنت آشکارا ہے۔ انہوں نے امرتسر کے علمی و ادبی کارناموں کے جائزے کا آغاز نعت جیسی با برکت صنف سے کیا ہے۔ امید ہے کہ ان کا کام محض یہیں تک محدود نہیں رہے گا بلکہ وہ اس کام کو آگے بڑھائیں گے اور مسلمانان امرتسر کے کارناموں پر مشتمل متعدد دیگر مجموعے تیار کرکے ہر علاقے کے باذوق لوگوں کی قلبی و ذہنی تسکین کا کام اس طرح جاری رکھیں گے۔

۱۱ فروری ۱۹۹۵ء

(پروفیسر ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا)
ڈین کلیہ علوم اسلامیہ و شرقیہ
پرنسپل اورینٹل کالج
پنجاب یونیورسٹی لاہور

Scanned with CamScanner

مسلمانانِ امرتسر

مولانا ظفر علی خاں

۲۹ - اکتوبر ۱۹۳۶ء کی صبح کو میں جامعہ اسلامیہ امرتسر کے معائنہ کے لئے گیا - مولوی محمد عمر صاحب ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول کے صاحبزادے عزیز نصر اللہ خاں نے جامعہ کے ایک قرطاس پر فرمائش لکھ رکھی تھی کہ اس کاغذ پر کچھ اشعار فی البدیہہ درج کر دئے جائیں - میں نے قلم اُٹھا کر یہ شعر لکھ دیا:

کس آسانی سے آ جاتے ہیں نصراللہ کے دم میں
بڑے ہی بھولے بھالے ہیں مسلمانانِ امرتسر

اس پر اشعار ذیل اُسی وقت مستزاد ہو گئے:

ڈریں گے کیا کسی فرعون بے ساماں کی دھمکی سے
خدا سے ڈرنے والے ہیں مسلمانانِ امرتسر

وہی ہے رنگ آن کا خود خدا کو بھی جو پیارا ہے
نہ گورے ہیں نہ کالے ہیں مسلمانانِ امرتسر

نہیں لاحول سے ماحول بہتر کوئی ہو سکتا
اور اس کے ہی حوالے ہیں مسلمانانِ امرتسر

نہ ہو مغرب کے استعمار کی تدبیر کیوں اُلٹی

مقدر کے جب آلے ہیں مسلمانان امرتسر

شہادت کی قبائے ارغوانی دی گئی ان کو
لہکنے والے لالے ہیں مسلمانان امرتسر

خدا جس خانداں کی آبرو کا خود محافظ ہے
اُسی کے لڑکے بالے ہیں مسلمانان امرتسر

ترنم چاند ہو اس شہر میں علم اور حکمت کا
درخشاں اس کے ہالے ہیں مسلمانان امرتسر

قطار اندر قطار اسلام کا لشکر گزرتا ہے
اور اس کے ہی رسالے ہیں مسلمانان امرتسر

ہرا جس ابر رحمت نے کیا بطحا کی کھیتی کو
اُسی بادل کے جھالے ہیں مسلمانان امرتسر

Scanned with CamScanner

اے مرے شہر

سیف الدین سیف

اے مرے شہر تیرے پہلو میں
کتنے شاداب دن گزارے ہیں

اب بھی رقصاں مری نگاہوں میں
کمپنی باغ کے نظارے ہیں

دل کو آغوش میں لئے اب تک
نہر کے شبنمی کنارے ہیں

جو کبھی رہزن دل و جاں تھے
آج بھی جان و دل سے پیارے ہیں

تیری دیکھی ہوئی بہاروں کے
دل پہ نقشے کئی اتارے ہیں

کتنی ویران ہو گئیں راتیں
اب نہ وہ چاند ہے نہ تارے ہیں

جن کے سائے دلوں کی ٹھنڈک تھے
وہ در و بام یاد آتے ہیں

Scanned with CamScanner

دھیان پڑتے ہیں آشنا چہرے
اجنبی نام یاد آتے ہیں

یاد آتی ہے ہجر کی تلخی
وصل کے جام یاد آتے ہیں

کس قدر تہمتیں اٹھائی تھیں
کتنے الزام یاد آتے ہیں

جن کی یادوں کے داغ دھل نہ سکے
وہ دلآرام یاد آتے ہیں

دامن دل کے ریگزاروں میں
غم کے اہرام یاد آتے ہیں

اے مرے شہر تیرے پہلو میں
اولیں چوٹ دل پہ کھائی تھی

آرزوؤں کے لالہ زاروں میں
غم کی پہلی بہار آئی تھی

تونے رکھی تھی درد کی بنیاد
تونے تعمیرِ غم اٹھائی تھی

تونے بخشا تھا ہجر کا صدمہ
تونے شمع وفا جلائی تھی

Scanned with CamScanner

وصل کی لذتیں نثار اُس پر
وہ جدائی بھی کیا جدائی تھی

ہاں مجھے یاد ہے وہ گوشۂ غم
دل کی دولت جہاں لٹائی تھی

صبح دم بتکدے کی راہوں میں
جھٹپٹے وہ پری جمالوں کے

دیکھتے تھے ابھر ابھر کے مجھے
اونچے اونچے کلس شوالوں کے

وہ تڑپنا تڑپنے والوں کا
وہ دلاسے گزرنے والوں کے

وہ تسلی شریر آنکھوں کی
وہ تقاضے خراب حالوں کے

وہ مہکتی ہوئی گزرگاہیں
مشکبو راستے خیالوں کے

ان کی بادہ فروش آنکھوں میں
سارے انداز تھے غزالوں کے

اے مرے شہر کتنی اُجلی تھی
چاندنی تیرے بوستانوں میں

Scanned with CamScanner

تنگ راہوں میں نیند کے سائے
نیلگوں روشنی مکانوں میں

اور گلیوں میں راہ چلتے ہوئے
لوریوں کی صدائیں کانوں میں

ہائے وہ لوگ چلمنوں سے اُدھر
جیسے کردار ہوں فسانوں میں

سبزہ زاروں میں دن گزرتا تھا
رات کٹتی تھی بادہ خانوں میں

اب کہاں وہ نگر کہاں وہ لوگ
رہ گیا ذکر داستانوں میں

وہ چھتوں پر بسنت رت کا سماں
دل سراپا امنگ ہو جائے

گورے گورے بھرے بھرے وہ بدن
ہر قبا جن پہ تنگ ہو جائے

ایک آنچل اگر ہوا میں اُڑے
روشنی ہفت رنگ ہو جائے

دلِ بیتاب کو اماں نہ ملے
شوق نظارہ دنگ ہو جائے

Scanned with CamScanner

کیا سلیقہ تھا آنکھوں آنکھوں میں
صلح ہو جائے جنگ ہو جائے

ہاتھ انگڑائی کو ذرا جو اُٹھیں
خود وہ کافر پتنگ ہو جائے

لے اُڑی گو ہوائے غم مجھ کو
وقت کے تیز رو سفینے میں

تیری ہر آہ میرے لب پر ہے
تیرا ہر زخم میرے سینے میں

تیری مٹی مرے خمیر میں ہے
تیری خوشبو مرے پسینے میں

کوئی موسم نہ دل کو راس آیا
جی نہ بہلا کسی مہینے میں

مجھ میں جو گوہر وفا کھویا
پھر نہ پایا کسی خزینے میں

اب بھی ہوتے ہیں دل کے داغ ہرے
پھول کھلتے ہیں جس مہینے میں

پھر وہ دن آئے کہ سر بازار
وحشیوں کے ہجوم لڑنے لگے

Scanned with CamScanner

اس طرح تیرگی نے کی یلغار
روشنی کے قدم اکھڑنے لگے

بستیوں میں فساد کے شعلے
بے گناہوں کی سمت بڑھنے لگے

جان کا خوف آن کا دھڑکا
چاند سے چہرے ماند پڑنے لگے

خاندانوں میں ابتری پھیلی
لوگ روتے ہوئے بچھڑنے لگے

جن کی رونق تھی رشک باغ عدن
وہ محلے وہ گھر اُجڑنے لگے

رات روشن تھی سیل آتش سے
دن کا چہرہ دھوئیں سے کالا تھا

ہر طرف وحشیوں کے لشکر تھے
بربریت کا بول بالا تھا

تیغ قاتل نے کمسنوں کا لہو
در و دیوار تک اُچھالا تھا

کتنی بہنیں تھیں بھائیوں نے جنہیں
اپنے ہاتھوں سے مار ڈالا تھا

Scanned with CamScanner

اُن کی لاشیں بھی دفن کر نہ سکے
ناز و نعمت سے جن کو پالا تھا

بیکسوں نے دعائیں کیں لیکن
اُس گھڑی کون سننے والا تھا

اک یقین تھا خدا تو سنتا ہے
جب کوئی دوسرا نہیں سنتا

وہ سمیع و بصیر ہے لیکن
بے عمل کی صدا نہیں سنتا

ڈوبتا ہے جو وقت سے پہلے
شور موج بلا نہیں سنتا

شہر جل جائیں بستیاں مٹ جائیں
غافلوں کی دعا نہیں سنتا

فیصلہ ہے یہ دین فطرت کا
بزدلوں کی خدا نہیں سنتا

قوم پر جب زوال آتا ہے
رہنما بے ضمیر ہوتے ہیں

جو خوشامد کے فن میں کامل ہوں
وہ مشیر و وزیر ہوتے ہیں

Scanned with CamScanner

جن کی فرد عمل ہو اپنی سیاہ
وہی منکر نکیر ہوتے ہیں

چھپتے پھرتے ہیں اس کے اہل ہنر
اہل فن گوشہ گیر ہوتے ہیں

ملک بٹتا ہے فوج کٹتی ہے
اس کے بیٹے اسیر ہوتے ہیں

موت سے چھپ کے بھاگنے والے
لقمہ دارو گیر ہوتے ہیں

ہو گئی خواب نیند راتوں کی
دن . عجب خوف میں گزرنے لگے

زندگی جن پہ ناز کرتی تھی
وہ حسیں زہر کھا کے مرنے لگے

جن پہ مغرور تھی بہار وہ پھول
شاخ سے ٹوٹ کر بکھرنے لگے

کفر و ایماں کے تصادم میں
بیٹیوں کے لباس اترنے لگے

ایسا ہمسائے نے سلوک کیا
اپنے سائے سے لوگ ڈرنے لگے

بچنے والوں نے وہ سماں دیکھا
مرنے والوں پہ رشک کرنے لگے

اے مرے شہر اُن دنوں تو نے
گو ہمیں خستہ حال دیکھا ہے

پھر بھی چشمِ فلک نے صدیوں میں
یہ سماں خال خال دیکھا ہے

ہم نہتے بھی لڑ گئے اکثر
تو نے یہ بھی کمال دیکھا ہے

تیرے جلتے ہوئے دریچوں نے
غازیوں کا جلال دیکھا ہے

تو نے جلتی ہوئی چھتوں کے تلے
وہ جدال و قتال دیکھا ہے

راہِ حق میں لٹا دیا سب کچھ
جان دیکھی نہ مال دیکھا ہے

دل سے جاتا نہیں دھواں اب تک
تیرے جلتے ہوئے مکانوں کا

آن بھی گونجتا ہے کانوں میں

شور فریاد ناتوانوں کا

موت چھائی ہوئی ضعیفوں پر
رنگ اُترا ہوا جوانوں کا

ماؤں کی چھاتیوں سے لگ لگ کر
دل دھڑکتا تھا بے زبانوں کا

دور تک قافلے غریبوں کے
ہائے وہ عزم سخت جانوں کا

موت کی بے بسی نگاہوں میں
پیٹھ پر بوجھ آسمانوں کا

ہائے وہ آخری شبِ وحشت
نیند آئی نہ غم کے ماروں کو

ہم نے رخصت کیا تھا رو رو کر
صبح کے ڈوبتے ستاروں کو

ساتھ لاکھوں کے چل دئے ہم بھی
بے کفن چھوڑ کر ہزاروں کو

آنکھوں آنکھوں میں کر لیا سجدہ
مسجد شہر کے مناروں کو

Scanned with CamScanner

کتنی حسرت سے ہم نے دیکھا تھا
سیتلا کے حسین نظاروں کو

دور سے آخری سلام کیا
اپنے اجداد کے مزاروں کو

روئے لگ کر تری فصیلوں سے
چھوڑ کر تیری رہگزاروں کو

کیا خبر کھا گئی نظر کس کی
تیرے باغوں تری بہاروں کو

Scanned with CamScanner

امرتسر میں

وہاں میں نے کبھی کتنے اچھوتے خواب دیکھے تھے!

وہاں اک شہر تھا جس کو اپنا شہر کہتا تھا
وہاں میری وہ گلیاں تھیں میں جنمیں پھرتا رہتا تھا

وہاں کچھ باغ تھے کچھ کھیت تھے اور کچھ تھے ویرانے
میں اُن کا جانا پہچانا وہ میرے جانے پہچانے

وہاں تھیں جنگلوں کی اوٹ میں بہتی ہوئی نہریں
جہاں میں نے گزاریں کتنی پیاسی پیاسی دوپہریں

وہاں بچپن لڑکپن نوجوانی کی بہار آئی
ذرا سی عمر میں مجھ پر جوانی بار بار آئی

وہاں میں نے کبھی شیریں کبھی لیلی کو دیکھا تھا
وہاں میں نے کبھی دل میں چھپی دنیا کو دیکھا تھا

کہاں وہ خواب لیکن کھو دیا اے زندگی تو نے
اک اپنی قبر بھی دیکھی تھی اپنی ماں کے پہلو میں

وہاں میں نے کبھی کتنے اچھوتے خواب دیکھے تھے!

شریف اشرف (لاہور)

Scanned with CamScanner

آغا سائل کاشمیری:

اصل نام ۔ غلام محمد خواجہ ، قلمی نام ۔ آغا سائل کاشمیری ، تخلص سائل ، والد کا نام ۔ غلام نبی خواجہ ، آپ غالباً ۱۹۲۶ء میں چوک فرید امرتسر بھارت میں پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم امرتسر کے مدارس میں حاصل کی مسلم ہائی سکول سے درجہ چہارم میں وظیفہ کا امتحان دیا اور ضلع امرتسر کے طالب علموں میں کامیاب ہو کر وظیفہ حاصل کیا ۔ اس کے بعد مسلم ہائی سکول سے میٹرک اور اورینٹل کالج لاہور سے منشی فاضل کیا اور صوبے بھر میں اول رہ کر ، سر محمد اقبال ، مبارک علی گولڈ میڈل حاصل کیا ۔ اسی زمانے میں نیشنل کالج آف آرٹس (سابق میو کالج آف آرٹس) سے فائن آرٹ میں سرٹیفکیٹ حاصل کیا ۔

تقسیم ہند کے بعد آپ لاہور چلے آئے اور عملی زندگی کا آغاز بانا کمپنی میں ملازمت سے کیا ۔ اس کے بعد کچھ دیر نیشنل بنک آف پاکستان میں ملازم رہے بعد ازاں " روز نامہ امروز " کے شعبہ آرٹس سے وابستہ ہو گئے ۔

ان کی شاعری کا آغاز طالب علمی ہی کے زمانے میں سکول میگزین کی اشاعت میں حصہ داری سے ہی ہو گیا تھا ۔ اردو ادب سے دلی لگاؤ رکھنے کی وجہ سے امرتسر میں انجمن ترقی ہند کی شاخ کے زیر اہتمام مولانا غلام محمد ترنم کے سکول میں ماہانہ مشاعرے منعقد کرانے لگے جن میں امرتسر کے معروف اور نامور شعراء حصہ لیتے تھے جن میں علامہ محمد حسین عرشی ، نصیر احمد ناصر ، سائیں فیروز امین گیلانی ، ساغر صدیقی ، غلام حسن بخت ، فرخ امرتسری ، ظہیر کاشمیری ، نیر امرتسری ، برہم ناتھ دتھ قاصر ، عادل روپ اور سیف الدین سیف وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں ۔

تحریک آزادی نے آپ کو شعر گوئی پر مائل کیا تھا ۔ شاعری میں آپ کو علامہ سیماب اکبر آبادی سے شرف تلمذ حاصل رہا اور بیخود دہلوی سے بھی مشورہ سخن کیا جناب علامہ لطیف انور اور آغا خلش کاشمیری سے بھی استفادہ کیا۔

Scanned with CamScanner

حکیم غلام قادر مرحوم برادر اکبر حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے آپ کا تخلص سائل رکھا۔ (بقول حکیم محمد موسیٰ امرتسری) حامد حسن حامد خواجہ جو آپ کے چھوٹے بھائی ہے اور خود بھی صاحب ذوق شاعر ہے۔ انارکلی لاہور میں حامد برادرس تاجران کتب کے نام کتب کا کام کرتے ہیں

۱۹۳۸ء میں انڈین شیکسپیر آغا حشر کاشمیری کی یاد میں آغا سائل کاشمیری نے " ماہنامہ کائنات " اور ہفت روزہ " فلم کار " بھی امرتسر سے شائع کرنا شروع کیا۔ " ماہنامہ کائنات " سے قبل آپ نے " ماہنامہ ہما " اور کشکول بھی شائع کیا تھا۔ اس کے بعد ۱۹۳۹ء میں آپ نے پہاڑ گنج دہلی سے " ماہنامہ راوی " بھی نکالا تھا۔ اس کے علاوہ دیوان سنگھ مفتون کے ہفت روزہ " ریاست " کے ادارے سے وابستہ رہے۔ مرحوم آغا سائل کاشمیری عرصہ بائیس سال ادارہ " امروز " سے وابستہ رہنے کے بعد ۳۱ دسمبر ۱۹۸۲ء کو انتقال کر گئے۔ آپ کے جسد خاکی کو میانی صاحب دفن کیا گیا۔

نعتیہ کلام:

تو کہ ہے فخر دو جہاں ، مرسل آخرالزماں
تیرا کلام جاں نواز ، تیرا پیام جاوداں
میری حکایت ادب میرے جنوں کی داستاں
میری جبین شوق اور ، تیرا بلند آستاں
اے کہ تیرے فقیر ہیں روم و عجم کے بادشاہ
اے کہ ہے تیری بارگاہ سجدہ گہہ شہنشہاں
خلق عظیم ہے تیرا لطف عمیم کی نمود
تیرے فیوض عام سے بن گے دشت گلستاں
تیرے کرم سے بہرہ یاب جلوہ حسن زندگی
تو کہ ہے رحمت تمام تو کہ ہے بحر بیکراں

تیری حیات پاک کا آئینہ ہے کلام پاک
مرتبہ داں و مدح خواں ہے تیرا رب دو جہاں
نشتر درد و غم سے یوں دامن دل ہے چاک چاک
زخم جگر پہ جس طرح خندہ گل کا ہو گماں
ان کی نظر کا ہوں فقیر، ان کا گدائے در ہوں میں
میرا قلم میری زباں مدحت شاہ دوجہاں

بخط شاعر

آغا سائل کاشمیری

۱ ہوں ثنا خوانِ نبیؐ، سب کچھ مرا اسلام ہے
۲ عدل و انصاف و صداقت تیری تعلیمات ہیں
۳ سیدِ عالم بھی تو ہے۔ خلق کا مولا بھی تو
۴ زندگی کا ضابطہ اب بھی ترا فرمان ہے
۵ تو جرا کی روشنی ہے تو اجالا نور کا
۶ محترم ہے آج بھی تو اہلِ عالم کے لئے
۷ روشنی ہی روشنی ہے ہر طرف بکھری ہوئی
۸ بے نواؤں، بے کسوں اور غمزدوں کے واسطے
۹ جس کا دل، دیوانۂ سرکارِ عالم ہے اُسے
۱۰ محوِ حیرت ہے زمانہ دیکھ کر میرا وجود
۱۱ درپے بربادئ اسلام ہیں دشمن تمام

ہے یہی آغاز میرا اور یہی انجام ہے
امن و ایمان و اُخوت لفظِ اسلام ہے
جو ترا پیغام ہے۔ قرآن کا پیغام ہے
آج بھی ہر بات تیری وقت کا پیغام ہے
تو شہِ کونین، تو پیغمبرِ اسلام ہے
تیری ذاتِ پاک وجہِ عظمتِ اسلام ہے
جس طرف بھی دیکھتے ہیں تیرا فیضِ عام ہے
باعثِ تسکینِ خاطر صرف تیرا نام ہے
فکرِ دنیا ہے، نہ خوفِ گردشِ ایام ہے
جیسے اس کے سامنے اک ذرۂ ایام ہے
یا نبیؐ خطرے میں سارا عالمِ اسلام ہے

12 کفر سے جنگ آزما ہیں اب بھی تیرے جاں فروش — آج بھی دنیا میں اونچا پرچمِ اسلام ہے
13 ہے یہ خطہ بھی تمہارے جاں نثاروں کا وطن — ارضِ پاکستان بھی گہوارۂ اسلام ہے
14 درد دے یا شکوۂ میرے دلِ مجبور کو — وہ بھی تیرا لطف ہے یہ بھی ترا انعام ہے
15 بات ہے جو بھی تری وہ ہے حقیقت کا پیام — قول ہے جو بھی ترا، آئینۂ الہام ہے
16 نام تیرا گونجتا ہے دیر و گردوں چار سُو — تیرا ذکرِ محتشم صدیوں سے صبح و شام ہے
17 سب برابر ہیں تری سرکار میں پیر و فقیر — ایک ہیں سب، خاص ہے کوئی نہ کوئی عام ہے
18 اُس شہِ والا کے در کا میں بھی ہوں ادنیٰ غلام — جس کا ہے رحمت لقب، جس کا محمدؐ نام ہے
19 چھا رہا ہے آج بھی ہر سُو ترا ابرِ کرم
تجھ سے سائل پر بھی تیری بارشِ اکرام ہے

ابر کاشمیری:

اصل نام ۔ ظفر حسن ، قلمی نام ۔ ابر کاشمیری ، تخلص ۔ ابر ۔ والد صاحب کا نام خواجہ محمد حسن تھا آپ کے آباؤ اجداد کشمیر سے نقل مکانی کر کے امرتسر میں آباد ہو گئے تھے آپ ۱۹۳۲ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم امرتسر سے حاصل کی ۔

ابھی آپ بحیثیت طالب علم زندگی گزار رہے تھے کہ تقسیم ہند کا واقعہ پیش آ گیا آپ کے والدین لاہور چلے آئے ۔ موصوف نے قیام پاکستان کے بعد ایف اے کا امتحان پاس کیا اور عملی زندگی میں ملازمت کرنے لگے اور آج کل ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہے ہیں اور شاہدرہ میں مقیم ہیں ۔

شعر و شاعری کا بھی ذوق رکھتے ہیں ، شاعری میں آپ کے استاد طالب بدایونی مرحوم تھے آپ کے مجلسی دوستوں میں سیراب اسلم ، زبیر بٹ ، ساغر بٹ ، لطیف ساحل ، اشرف حسن اور یادر حیات نمایاں ہیں ۔

Scanned with CamScanner

آپ کا شعری مجموعہ "عکس خیال یار" کے نام سے الحمد پبلی کیشنز نے شائع کیا ہے۔ آپ کے زیر طبع مجموعوں میں "یادوں کا بھنور" اور "سرود محبت" شامل ہیں آپ نے چھ فلموں کے گیت اور ٹیلی ویژن کے ڈرامے بھی لکھے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا رنگ ان کے نعتیہ اشعار میں ملاحظہ کیجیے:

سب سے عظیم تر ہو
اے والیے مدینہ
نبیوں کے راہبر ہو
اے والیے مدینہ
تیرے کرم کے صدقے
تیری نظر کے قرباں
کیا کیا نگاہ بخشی
کیا کیا ہیں تیرے احساں
ایمان کی سحر ہو
اے والیے مدینہ
سب سے عظیم تر ہو
اے والیے مدینہ
تو نے دکھائے رستے
بھٹکے مسافروں کو
تو نے عطا کی منزل
دنیا میں گمرہوں کو
ہم پر بھی اک نظر ہو

اے ولیے مدینہ
سب سے عظیم تر ہو
اے ولیے مدینہ
ہر لب پہ ہر نظر میں
تری ہی گفتگو ہے
اس ابر ناتواں کے
سب سے عظیم تر ہو
اے ولیے مدینہ
نبیوں کے راہبر ہو
اے ولیے مدینہ
تیرے کرم کے صدقے
تیری نظر کے قرباں
کیا کیا نگاہ بخشی
کیا کیا ہیں تیرے احساں
ایمان کی سحر ہو
اے ولیے مدینہ
سب سے عظیم تر ہو
اے ولیے مدینہ
تو نے دکھائے رستے
بھٹکے مسافروں کو
تو نے عطا کی منزل
دنیا میں گمرہوں کو
ہم پر بھی اک نظر ہو

Scanned with CamScanner

اے ولیے مدینہ
سب سے عظیم تر ہو
اے ولیے مدینہ
ہر لب پہ ہر نظر میں
تری ہی گفتگو ہے
اس ابر ناتواں کے
دل میں یہ آرزو ہے
جانب ترے سفر ہو
اے ولیے مدینہ
سب سے عظیم تر ہو
اے ولیے مدینہ

مولانا ابوالکلام آزاد:

والد نے تاریخی نام فیروز بخت رکھا تھا دوسرا نام محی الدین احمد تھا۔ ان کی کنیت ابوالکلام تھی۔ آپ ذوالحجہ ۱۳۰۵ھ کو مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے آپ کے والد دہلی کے رہنے والے تھے۔ جبکہ والدہ ماجدہ کا تعلق مکہ معظمہ سے تھا پندرہ سال کی عمر تک فاضل اور عالم استادوں کے علاوہ جامعہ ازہر قاہرہ میں تعلیم حاصل کی۔ بارہ تیرہ سال کی عمر میں شعر گوئی شروع کر دی تھی۔ ۱۹۰۲ء کے لگ بھگ جب آپ نے ماہوار "لسان الصدق" نکالا تو عمر عزیز پندرہ سولہ برس سے زیادہ نہ تھی۔ آپ کا درجہ ایک جید عالم، صاحب طرز انشاء پرداز، قادر الکلام مقرر، صحافی و ادیب، سیاستدان اور مفسر کی حیثیت سے مسلم ہے مذہبی بصیرت پر ان کی کاوش "ترجمان القرآن" گواہ ہے مکتوبات میں "غبار خاطر" اپنے

رنگ میں منفرد ہے ۔ " الہلال " کے پرچے ان کی انشاء پردازی کی دلیل ہیں ۔ اس پرچہ کی نسبت سے اردو زبان کی جو ترویج و اشاعت ہوئی اور طرح مولانا کے اسلوب نے اہل علم و ادب کو کھینچا اس کی مثال نہ ملے گی ۔ چنانچہ ایک زمانہ میں " الہلالی اردو " کی زبان رائج ہو گئی تھی ۔

مولانا تقریر اور تحریر دونوں میں لاجواب تھے ۔ ان کی وسعت مطالعہ اور قوت حافظہ غیر معمولی تھی ۔ " الہلال " جو جنگ کے دوران بند کر دیا گیا تھا تو آپ نے " البلاغ " شائع کیا ۔ اس کے علاوہ اٹھارہ سال کی عمر میں روزنامہ " وکیل " امرتسر کے ایڈیٹر بھی رہے ۔ آپ نے قرآن پاک کے درس کے لئے ایک مدرسہ قائم کیا تھا ۔ تحریک ترک موالات اور اور تحریک آزادی ہند میں سرگرم حصہ لینے کے جرم میں کئی بار قید ہوئے ۔ آپ کی تصانیف میں ترجمان القرآن ، تذکرہ ، غبار خاطر ، اور آزادی ہند مشہور ہیں ، تقسیم ہند کے بعد انہوں نے ہندوستان میں رہائش اختیار کی اور ہندوستان کے وزیر تعلیم رہے ۔ آپ کا انتقال ۱۹۵۸ء میں ہوا ۔

نمونہ کلام ملاحظہ ہو :

موزوں کلام میں جو ثنائے نبیؐ ہوئی
تو ابتدا سے طبع رواں منتہی ہوئی
ظلمت رہی نہ پر تو حسن رسولؐ سے
بیکار اے فلک شب مہتاب بھی ہوئی
دل کھول کر رسولؐ سے میں نے کیے سوال
ہر گز طلب میں عار نہ پیش سخی ہوئی
سالک ہے جو کہ جادہ عشق رسولؐ کا
جنت کی راہ اس کے لیے ہے کھلی ہوئی

Scanned with CamScanner

آزاد اور فکر جگہ پائے گی کہاں
الفت ہے دل میں شاہ زمن کی بھری ہوئی
پہنچوں در سرکار پہ چاہا تو یہی ہے
آگے میری تقدیر تمنا تو یہی ہے
وہ منزل مقصود بھی اللہ دکھائے
انوار بتا دیتے ہیں رستہ تو یہی ہے
اک خاص مہک آنی لگی موج ہوا میں
آثار بتاتے ہیں مدینہ تو یہی ہے
یہ ان کی رضا ہے مجھے بھیجیں مجھے روکیں
واپس میں نہیں آؤں گا سوچا تو یہی ہے

احمد راہی :

اصل نام ۔ غلام احمد ، ادبی نام ۔ احمد راہی ، تخلص ۔ راہی ،
آپ ۱۲ نومبر ۱۹۲۳ء کو کوچہ دھرم شالہ سوداں کٹڑہ بھائیاں امرتسر میں پیدا ہوئے والدین کی طرف سے آپ کا نام غلام احمد ہے ۔ مرشد کی طرف سے خورشید احمد رکھا گیا اور آپ نے خود احمد راہی اختیار کیا ۔ آپ کے والد خواجہ عبدالعزیز شالوں کا کاروبار کرتے تھے ۔ احمد راہی کی پیدائش سے پہلے ان کے سات بہن بھائی فوت ہو چکے تھے ۔ جب ان کی پیدائش ہوئی تو والدین نے ان کو کسی بزرگ کی دست شفقت میں دے دیا ۔ جنہوں نے ان کا نام بڑے بھائی رشید احمد کے نام کی مناسبت سے خورشید احمد رکھا تھا ۔

آپ نے ۱۹۴۲ء میں میٹرک پاس کر کے ۔ ایم ۔ اے او کالج امرتسر میں داخلہ لیا ۔ لیکن جب سال دوم میں تھے تو طلبہ یونین کی تحریک میں حصہ لینے کی پاداش میں کالج سے نکال دیئے گئے اس طرح آپ تعلیم ادھوری چھوڑ کر اپنے والد

صاحب کے ساتھ شالوں کی تجارت کے سلسلہ میں کلکتہ چلے گئے۔

احمد راہی کے ماموں صادق امرتسری بہت بڑے شاعر تھے۔ احمد راہی کو شاعری کا شوق اپنے ماموں سے ورثہ میں ملا۔ آپ نے ۱۹۴۲ء میں شعر کہنے شروع کیے۔ تقسیم ہند کے بعد آپ لاہور چلے آئے اور یہاں پر باقاعدہ شاعری کا آغاز کیا اس دوران رسالہ "سویرا" کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۹ء میں سعادت حسن منٹو کی فلم "بیلی" کے لئے پنجابی گانے تحریر کیا۔ اس کے علاوہ "ترنجن" کے نام سے ایک کتاب تحریر کی۔ ۱۹۵۳ء میں فلمی دنیا میں چلے گئے اور وہاں مختلف فلموں کی کہانیاں، مکالمے اور گیت تحریر کئے۔ اردو شاعری میں آپ نے سیف الدین سیف سے اصلاح لی۔ آپ کی شہرت کی بڑی وجہ پنجابی شاعری ہے آج کل آپ ریواز گارڈن لاہور میں رہائش پذیر ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں آپ نے نعتیہ شاعری بھی کی ہے بے شک وہ چند نعتوں پر مشتمل ہے لیکن اس میں آپ کی نبیؐ سے عقیدت کے اظہار کا پتہ چلتا ہے:

نمونہ کلام:

سرور کونین ختم المرسلین
آپ کی مدحت کے میں لائق نہیں
قابل صد رشک ہے وہ خوش نصیب
آپ کا در اور ہو جس کی جبیں
روضہ اقدس جہاں ہے آپ کا
عرش سے کچھ کم نہیں ہے وہ زمیں
جو صحیفہ آپ پر نازل ہوا
میرا مسلک میرا ایماں، میرا دین

ہر نفس بجھ کو سکوں کی ہے تلاش
دہر میں لیکن سکوں ملتا نہیں
ہر قدم محرومیوں کا ساتھ ہے
ہو کرم اے رحمت للعالمیں
ٹمٹماتی سی کرن امید کی
یاس کی تاریکیوں میں کھو گئیں

اختر امرتسری:

اصل نام ۔ عبد الروف خان ، قلمی نام ۔ اختر امرتسری ، تخلص ۔ اختر ، آپ کے والد کا نام میاں عبدالرحمن خان تھا ۔ آپ ایک متوسط راجپوت گھرانے کے چشم و چراغ تھے ۔ ۱۱ مئی ۱۹۲۱ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ آپ نے ابتدائی تعلیم قریبی مسجد سے حاصل کی ۔ اس کے بعد پرائمری سکول میں داخل ہو گئے پرائمری کرنے کے بعد اسلامیہ ہائی سکول امرتسر میں داخلہ لے لیا ۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۱ء کو والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا اس وقت آپ کی عمر ۱۰ ماہ تھی ۔ ۱۹ دسمبر ۱۹۳۴ء کو والد صاحب انتقال کر گئے ۔ آپ نویں جماعت تک تعلیم حاصل کر سکے ۔

آپ کی عملی زندگی کا آغاز ۱۹۳۵ء سے ہوتا ہے آپ نے بہ سلسلہ کاروبار قریباً ایک سال لاہور میں قیام کیا ۔ اس دوران حضرت احسان دانش ، حضرت الطاف مشہدی اور جناب مجید لاہوری کی صحبت سے فیض یاب ہوئے ۔ اس کے بعد بمبی چلے گئے ۔ بمبی میں خوئی بخت سے حضرت مولانا شباب بدایونی جیسے شفیق اور واقف فن سے باقاعدہ فخر تلمذ حاصل کیا ۔ ۱۹۳۷ء میں انجمن "معراج ادب" کے نام سے شعراء کی ایک الگ بزم قائم کی ، ادبی مشاغل کے

ساتھ ساتھ ذوق سخن بھی بڑھتا گیا قریباً بمبی کے ہر مشاعرہ میں حصہ لیتے رہے۔ غزل سرائی کے دوران میں قدر دان سخن و فہم حضرات داد و تحسین کے ذریعے مخصوص طور پر حوصلہ افزائی فرماتے رہے بمبی، سورت اور پونا کے ادبی حلقوں میں مقبول ہوئے زندگی کی پہلی غزل فروری ۱۹۳۸ء میں بمبی کے ہفتہ وار اخبار "سروش" میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد الہلال، ہندوستان، جمہور، انقلاب، الہام، دہلی کے مشہور کہکشاں اور لاہور کے ادبی دنیا، زمیندار، احسان، تعلیم و تربیت، صبح صادق، چترا، اداکار، پکچر، پارس، ایوننگ نیوز، کراچی کے انجام، جنگ، انسان، گل فروش، ڈان اور پشاور کے شہباز اور افلاح میں آپ کا کلام شائع ہوتا رہا ہے، چند فلموں کے گانے بھی تحریر کئے تھے۔

موصوف عملی زندگی میں رفوگری کا کام کرتے رہے اس سلسلہ میں پشاور اور کراچی میں رفوگری کے پیشہ سے منسلک رہے اور آخر کار ۲ دسمبر ۱۹۷۳ء کو کراچی میں انتقال کر گئے۔ کراچی میں ہی آپ کے جسد خاکی کو دفن کیا گیا۔

آپ کے انتقال کے بعد آپ کے بھائی میجر ریٹائرڈ عبدالکریم صاحب نے آپ کا کلام ترتیب دے کر طبع کروایا اور اسے "مجموعہ افکار" کے نام سے شائع کیا۔ پنجابی کے مشہور شاعر استاد کرم امرتسری آپکے ماموں تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا رنگ آپ کے نعتیہ اشعار میں ملاحظہ ہو:

"محبوب داور"

پہنچ جاؤں اگر اک بار اے ہمدم مقدر سے؟
تو مر کر بھی نہ آٹھوں روضہ محبوبؐ داور سے
کبھی تو اپنے روضے پر بلائیں گے میرے آقا
بس اتنی عرض ہے اس مہ لقا ماہ منور سے

گزر تاریکیِ انس بتاں کا اس میں کیوں کر ہو
منور قلب ہر مومن کا ہے حب پیمبر سے
مجھے کب سے حصار بیکسی نے گھیر رکھا ہے
نکالو ، رحمتہ لاالعلمین جلد اس کے چکر سے
بناتا مرغ دل جا کر نشیمن باغ طیبہ میں
اڑا جاتا اگر اس ناتواں بے بال و بے پر سے
مقابل میں اگر رکھ دوں در دندان آنحضرت !
چمک الماس سے اڑ جائے آب و تاب گوہر سے
یہ کیا اندھیر ہے مولا ، زیارت یاب عالم ہو
غریب و بے نوا اختر یوں پاکستان میں ترسے

اختر حسین شیخ:

اصل نام ۔ اختر حسین شیخ ، تخلص ۔ اختر ، والد کا نام محمد دین شیخ ۔ ان کے آباؤ اجداد اننت ناگ کشمیر کے رہنے والے تھے ۔ آپ ۱۹۳۳ء میں فیض باغ لاہور میں پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم ایم بی پرائمری اسکول دائم گنج امرتسر سے حاصل کی ۔ آپ کے والد صاحب کا بکر منڈی امرتسر میں رنگائی کا کارخانہ تھا ۔ تقسیم ہند کے بعد آپ کے والدین پاکستان آ بسے ۔ ابتداء میں گجرات اور بعد میں جلال پور جٹاں میں رہائش اختیار کی ۔ آپ نے میٹرک اسلامیہ ہائی سکول جلال پور جٹاں سے ۱۹۵۱ء میں کیا بعد میں دوران ملازمت ایف اے اور بی اے کا امتحان پاس کیا ۔ اسی اثناء پاک فضائیہ میں بحیثیت رے ڈار ٹیکنشنز سے عملی زندگی کا آغاز ۱۹۵۲ء میں کیا ۔ دوران ملازمت ایسوسی ایٹ انجنیئر کی ڈگری حاصل کی ۔ اس کے بعد آپ ۱۹۶۰ء میں امریکہ میں فنی تربیت کے لئے دو سال مقیم رہے ۔ دوران تربیت امریکن یونیورسٹی سے انجنیئر کی ڈگری حاصل کی ۔

Scanned with CamScanner

۱۹۷۲ء میں امریکہ سے واپس آکر پاکستان میں مختلف مقامات پر خدمات سرانجام دیں ۔ ۱۹۷۴ء میں پاک فضائیہ سے ریٹائرمنٹ لے لی ۔

اس کے بعد ۱۹۷۴ء میں ابو ظہبی کی فضائیہ قوت الجویہ میں ملازمت اختیار کرلی اور یہ سلسلہ ۱۹۹۰ء تک جاری رہا ۔ یہاں گائیڈڈ میزائل کی دیکھ بھال کا فریضہ سرانجام دیا ۔ قیام ابو ظہبی کے دوران ۱۹۸۰ء میں ۷ ماہ تک فرانس میں میراج ائیر کرافٹ اور گائیڈڈ میزائلوں کی تربیت حاصل کی ۔ ۱۹۹۰ء میں قوت الجویہ کی ملازمت چھوڑ کر مستقل طور پر اپنے وطن میں رہائش اختیار کرلی اور آج کل لاہور میں رہائش پذیر ہیں ۔

دوران ملازمت شعر و شاعری کا ذوق پیدا ہوا ۔ آغاز مزاحیہ شاعری سے کیا اور اب تک آپ کی کئی تصنیفات شائع ہو چکی ہیں جن میں سے " اقبال دا شکارا (اقبال کی غزلوں اور نظموں کا منظور پنجابی ترجمہ) " بنجر ہتھیلیاں " (اردو شعری مجموعہ) " اندھا سفر " (شعری مجموعہ) " شیخیاں اور شوخیاں " و طنز و مزاح اور نثر کا مجموعہ " سلکھنی اکھ " (فکر اقبال کی پنجابی نثر) Eternal Longings انگریزی نظم کا منظوم اردو ترجمہ اندھا سفر " ابدی تمنائیں " اور " داستانیں شہہ زوراں " قابل ذکر ہیں ،

نحتیہ کلام:

ثنا خوانی وظیفے کا خلاصہ نام ہے ان کا
غلامی کام ہے میرا تو باقی کام ہے ان کا

غبار راہ کا دھڑکا لگے کیونکہ مسافر کو
حصار روشنی منزل تلک ہر گام ہے ان کا

زمیں کی سلطنت کیا چیز ہے اس کی نگاہوں میں
خدا کے فضل سے جو بندہ بے دام ہے ان کا

Scanned with CamScanner

وہ جانے خاک تھی ہے چین کب سے کشت آدم کی
سکوں بن بن کے برسا جانفزا پیغام ہے ان کا

اندھیرے مشتعل ہونے لگے ہے نور سینوں میں
کریں تاریکیاں روشن اجالا عام ہے ان کا

بس افلاک بھی ہے ذکر ان کا صلہ جاری و ساری
زمیں کی بادشاہی چرخ نیلی فام ہے ان کا

بفیض مصطفےٰ اختر وصال نور بھی ہو گا
قدم عشق پیشہ پر بڑا اکرام ہے ان کا

بخط شاعر — نسعیت

۱ ثنا خوانی وظیفے کا صلہ صلہ نام ہے اُن کا
غلامی کام ہے میرا تو باقی کام ہے اُن کا

۲ غبار راہ کا دھوؤں گا لے کیونکر سا مرکو
حصار روشنی منزل تلک ہر گام ہے ان کا

۳ زمیں کی سلطنت کیا چیز ہے اس کی نگاہوں میں
خدا کے فضل سے جو بندۂ بے دام ہے ان کا

۴ وہ جانے خاک تھی ہے چین کب سے کشت آدم کی
سکوں بن بن کے برسا جانفزا پیغام ہے ان کا

اندھیرے مشتعل ہونے لگے بے نور سینوں میں
کریں تاریکیاں روشن اجالا عام ہے تن کا

پسِ افلاک بھی ہے ذکر ان کا جاری و ساری
زمیں کی بادشاہی چرخِ نیلی نام ہے تن کا

بفیضِ مصطفےٰ اخگر رخِ تاباں نور بھی ہوگا
ہجومِ عشق پیشہ پر بڑا اکرام ہے ان کا

اخ حسین

21-12-94

اخگر امرتسری:

اصل نام ۔ غلام احمد ، ادبی نام ۔ غلام احمد اخگر ، تخلص ۔ اخگر آپ شعبان ۱۲۸۱ھ بمطابق ۱۸۶۴ء بمقام امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے والد ماجد کا نام لعل محمد تھا ۔ ذات آپ کی بٹ تھی ۔ اس لئے حسب رواج کشمیر آپ کے والد ماجد کو لعل بٹ کہتے تھے ۔

آپ نے امرتسر کے جید علماء سے علوم دینیہ عربیہ کی تعلیم حاصل کی ۔ ۱۹۰۶ء میں آپ نے اخبار " اہل فقہ " جاری کیا ۔ جو زور دار پرچہ تھا ۔ اس میں طبع ہونے والے مضامین بڑے علمی ہوتے تھے ۔ حضرت اخگر کی متعدد تصانیف بھی ہیں ۔ آپ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری کے مرید و خلیفہ

تھے حکیم معراجدالدین احمد نے حضرت اخگر کی سرپرستی میں اخبار "الفقیہ" امرتسر جاری کیا تھا اخگر مرحوم اپنی وفات تک الفقیہ میں زور دار مضامین لکھتے رہے۔

مولانا اخگر بہت اچھی نظموں کے علاوہ نعتیں بھی لکھتے تھے۔ فن تاریخ گوئی میں بھی بڑے باکمال تھے۔ جناب مولانا اخگر ۱۵ اگست ۱۹۲۴ء کو امرتسر میں فوت ہوئے۔

نعتیہ کلام:

تصور میں رسول پاک کی ضبط فغان کیوں ہو
نہیں یہ راز سر بستہ تو سینے میں نہاں کیوں ہو
تصور ہے دل عشاق میں گلزار طیبہ کا
تو اس پھولے پھلے گلشن میں تاثیر فغان کیوں ہو
مدینے جانے والوں روضہ حضرت پہ جب پہنچو
تو کہنا یا محمدؐ تیرا بسمل نیم جاں کیوں ہو
خدا نے دل ہمیں بخشا مگر شیشے سے نازک تر
تو اس پر فرقت احمد کا یہ سنگ گراں کیوں ہو
اگر مٹ جانا جرم عشق احمدؐ کی سزا ٹھہری
زمیں پر عاشق مجرم کا پھر باقی نشاں کیوں ہو
ہے دل زخمی خیال ابرو عشرگان حضرت سے
تو میرے مارنے کو حاجت تیغ و سناں کیوں ہو
خدا کا گھر ہو بطحا میں رسول اللہ مدینے میں
تو حسرت ہے کہ پھر اپنا وطن ہندوستاں کیوں ہو
نہیں تاریکی مرقد کا کھٹکا مجھ کو اے اخگر
دھکتی آگ ہے سینے میں پھر پیدا دھواں کیوں ہو

Scanned with CamScanner

اسماعیل داؤدی:

آپ ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے اور تقسیم ہند کے بعد امرتسر سے گوجرانوالہ میں آباد ہو گئے تھے۔ ان کا شمار بزرگ اور استاد شعراء میں ہوتا تھا۔ بلند فکر اور خوش ذوق شاعر تھے۔ قدرت نے وسعت مطالعہ کے ساتھ ساتھ فکری بصیرت بھی بدرجہ اتم عطاء کر رکھی تھی ان کا حافظہ بلا کا تھا لوگوں کو شعر یاد ہوتے ہیں انہیں صفحوں کے صفحے نثر کے یاد تھے۔ مولا کریم نے انہیں شعری صلاحیتوں سے بھی نوازا تھا اس لئے جملہ اصناف شاعری میں نہایت کامیابی سے طبع آزمائی کرتے تھے۔ مگر غزل اور نعت حضورؐ ان کی شاعری کا افتخار ہے۔ اس لئے نعت ان کا خاص میدان ہے:

نعتیہ کلام:

جہان علم و بصیرت کے مطلع الانوار
وہ تاجدار نبوت وہ سید الابرار
خوشا وہ مخزن الہام جنکا قلب سلیم
رہے وہ مہبط روح الامین جنکا دیار
سواد کفر میں توحید کے مہ کامل
صحابہ مثل نجوم آپؐ کے یمین و یسار
وہ جنکا حسن تبسم دلیل نور سحر
ہزار خندہ۔ صبح بہار جس پہ نثار
وہ جنکی جنبش لب باب مغفرت کی کشود
صداقتوں کا خزینہ وہ نطق گوہر بار
جبیں پہ یمن سعادت کی روشنی رقصاں
وہ کیف رنگ و تعطر سے ارغواں رخسار

متین چہرہ غرور نفس سے ریگانہ
برائے چشم بصیرت جمال خلد آثار
زباں شستہ و رفتہ بسان باد نسیم
بیان حسن تکلم نوید صبح بہار
سراپا رحمت و خلق عظیم کے پیکر
وہ بحر رشد و ہدایت کے گوہر شوار
ز فرق تا قدمش امتزاج نکہت و نور
کمال صنعت پروردگار کا شہکار
اٹھیں تو عرش کو اپنے قریب لے آئیں
چلیں تو رحمت پروردگار ہم بیکنار
رکیں تو گردش دوراں بہ احترام رکے
کہ ہمرکاب نبوت ہے وقت کار ہوار
وہ جنکی شان ہے اسریٰ بعیدی لیلاً
رموز سدری کے لاریب کاشف اسرار
وہ جن کا نقش کف پا نشان منزل زیست
مثال نجم سحر ذرہ ہائے راہگزار
زبان پہ نام جو آ جائے انکا داؤدی
سلام ہے لب گویا پہ واجب الاظہار

اشک امرتسری:

اصل نام ۔ محمد امین ، قلمی نام ۔ اشک امرتسری ، تخلص ۔ اشک
موصوف امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ ان کے بڑے بھائی کا نام خواجہ عزیز الدین تھا

اور دوسرے بھائی محمد اسحاق امرتسری کراچی میں رہتے تھے۔

آپ کی زندگی کا زیادہ عرصہ کلکتہ میں گزرا۔ تقسیم ہند کے بعد آپ کلکتہ سے پاکستان نہ آسکے۔ لیکن خاندان کے باقی افراد پاکستان چلے آئے۔ ۱۹۵۵ء میں آپ کینسر کے موذی مرض میں مبتلا ہو گئے اور ۱۹۵۶ء میں تقریباً ۴۵ سال کی عمر میں کلکتہ میں انتقال کر گئے۔ اشک مرحوم کے بعد ان کی رفیقہ حیات بھی کینسر کے مرض میں اللہ کو پیاری ہوئیں۔ ان کی کوئی اولاد نہیں تھیں۔

آپ شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتے تھے۔ ان کی شاعری کا دور ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۵ء تک جاری رہا۔ ان کا کلام کلکتہ اور دہلی کے روزناموں اور ماہناموں میں شائع ہوتا رہا۔ آپ نے زیادہ تر قومی شاعری کی تھی۔ نظیر اکبر آبادی کے انداز بیان کی مشابہت کے سبب ان کے نام کے ساتھ "نظیر العصر" لکھا جاتا تھا۔

۱۹۶۵ء میں اشک امرتسری کے دوستوں اور قدر دانوں نے ان کے کلام کے اجزاء ادھر ادھر سے اکٹھے کر کے "سیل اشک" کے نام سے کتابی صورت میں شائع کر دیئے۔ بعد میں یہ کتاب کچھ اضافہ جات کے ساتھ ان کے بھائی محمد اسحاق امرتسری نے دین محمدی پریس لاہور سے "سیلاب اشک" کے نام سے شائع کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا اظہار ان کے نعتیہ کلام میں ملاحظہ ہو:

نعت رسول پاک و مکرم صلی اللہ علیہ وسلم
لکھتے ہیں ہم پڑھتے ہیں ہر دم صلی اللہ علیہ وسلم
احمدؐ مرسل افضل و اکرم ساقی کوثر، شافع محشر
سب سے موخر سب سے مقدم صلی اللہ علیہ وسلم

برتر و بالا ، ارفع و اعلیٰ ، اہل نظر کا قبلہ و کعبہ
حسن سراپا نور ، مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
اصل ظہور نغمہ کن ہے وجہ وجود لوح و قلم ہے
باعث تخلیق دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
روح روان انسانیت جان اصول جمہوریت
رہبر کامل مصلح اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
بندہ یزداں صاحب قرآن معدن عرفان سید ذیشان
درد کا درماں ، زخم کا مرہم صلی اللہ علیہ وسلم
پریم کا ساگر علم کا دریا ، بحر محبت قلزم حکمت
رحمت کا طوفان دمادم صلی اللہ علیہ وسلم
وادی صحرا ، دور جہالت لات و ہبل کی لعنت و ظلمت
اور طلوع نیر اعظم ، صلی اللہ علیہ وسلم
نام نبیؐ لے اشک سا منکر جس کی خطائیں روشن و ظاہر
تم ہی بتاؤ کیوں نہ کہیں ہم صلی اللہ علیہ وسلم

اطہر نظامی:

اصل نام ۔ تاج الدین ، ادبی نام ۔ اطہر نظامی ، تخلص ۔ اطہر ، والد کا نام معراجدین تھا ۔ آپ یکم دسمبر ۱۹۲۳ء کو لاہور کے محلہ بارود خانہ میں پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ گیٹ سے حاصل کی ۔ آپ نے عملی زندگی کا آغاز انفارمیشن بیورو سے کیا ۔

طالب علمی کے دوران آپ کو شعر و شاعری سے دلچسپی پیدا ہوئی ۱۹۳۸ء میں امرتسر میں منعقد ہونے والے مشاعرے میں آپ نے استاد اسمٰعیل

عیسیٰ کی شاگردی اختیار کی ۔ امرتسر میں آپ کے ننھیال رہتے تھے ۔ ۱۹۳۵ء سے ۱۹۱۰ء تک آپ امرتسر میں رہے اور وہاں آپ کی رہائش گلی نور شاہ میں تھی ۔

سیاسی زندگی کے حوالے سے آپ نے مولانا ظفر علی خاں کی جماعت اتحاد ملت سے سیاسی سفر کا آغاز کیا ۔ بعد میں جب اتحاد ملت مسلم لیگ میں ضم ہو گئی تو آپ مسلم لیگ کے پرجوش کارکن بن گئے ۔ اس وقت پنجاب مسلم لیگ کے صدر ملک برکت علی اور جنرل سیکرٹری چودھری غلام رسول ایڈوکیٹ تھے ۔ اس زمانے میں اطہر نظامی اپنے علاقے بارود خانہ کی مسلم لیگ شاخ کے پراپیگنڈہ سیکرٹری تھے ۔ ۱۹۴۰ء تا ۱۹۴۷ء تک تحریک پاکستان میں اطہر نظامی صاحب نے ایک کارکن اور شاعر کی حیثیت سے حصہ لیا ۔ قائداعظم کی صدارت میں منعقد ہونے والے جلسوں میں آپ نے کئی مرتبہ قومی نظمیں پڑھیں ۔

۱۹۴۵ء میں لارڈ ویول نے شملہ کانفرنس بلائی اس کانفرنس کے انعقاد کے موقع پر آپ نے اپنی مشہور پنجابی نظم "کبڈی" کے نام سے تحریر کی ۔ ۱۹۴۶ء میں آپ پنجاب مسلم لیگ کے دفتر میں ملازم ہو گئے اور یہ سلسلہ ۱۹۵۷ء تک جاری رہا ۔ آج کل آپ پنجاب اسمبلی کے رکن حاجی مقصود بٹ کے دفتر میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں (۱) ۔

آزادی دے مجاہد لکھاری میں اطہر نظامی کی تاریخ پیدائش ۱۲ دسمبر ۱۹۲۴ء درج ہے ۔ جبکہ اطہر نظامی نے راقم کو یکم دسمبر ۱۹۲۴ء بتائی ہے ۔

ملاحظہ ہو نعتیہ کلام:

سک چرو کی اے مرے دل وچ مدینے جان دی
جالی روضے پاک دی اکھیاں تے چم کے لان دی

پہنچ جاواں تے مدینے میں کدے اللہ کرے
آرزو دل وچ رہوے میرے نہ مڑکے آن دی
ویکھو اللہ پاک نے دتا اے کیڈا مرتبہ !
دو جہانیں اے حکومت ہاشمی سلطان دی
تینوں آوے گی نظر آقا دی صورت ہو بہو
کوئی وی سورت توں پڑھ کے ویکھ لے قرآن دی
ایہ وے سبھ صدقہ محمدؐ مصطفیٰ دی ذات دا
مل گئی دولت جو ساہنوں دین تے ایمان دی
خود خدا کر دا پیا اے جس دیاں شاناں بیان
اوتھے کیہ ہستی اے اک علم جے انسان دی
جگ تے اطہر رسولؐ پاک دے ناموس لئی
مال دولت کیہ اے بازی لادیاں گے جان دی

اعجاز فاروقی:

اصل نام ۔ اعجاز فاروقی ، والد کا نام ۔ پیر غلام محی الدین فاروقی ، آپ ۲۰ نومبر ۱۹۳۵ء کو گنج دی موری ، بازار شیخ صاحب امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ آپ ایک علمی اور دینی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں ۔ آپ کے دادا کشمیر سے ہجرت کرکے امرتسر میں آباد ہوئے تھے ۔

آپ نے ایم ۔ اے ۔ او ہائی سکول امرتسر سے میٹرک کا امتحان پاس کیا تھا ۔ اس کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور میں ۱۹۴۵ء میں داخلہ لیا اور ۱۹۴۹ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے گریجوایشن کی ۔ گورنمنٹ کالج لاہور کے جریدہ " راوی " کے مدیر اور مجلس اقبال کے سیکرٹری رہے ، اس طرح آپ تعلیمی زمانے میں نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں میں بھرپور طریقے سے حصے لیتے رہے ۔

Scanned with CamScanner

دوران تعلیم تقسیم ہند کا واقعہ رونما ہوا ۔ آپ طالب علمی کے زمانے میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن سے وابستہ ہو گئے اور تحریک پاکستان میں سرگرمی سے حصہ لیتے رہے ۔

عملی زندگی کا آغاز پاکستان نیوی میں شمولیت سے کیا اور انگلستان میں تربیت حاصل کی ۔ بعد میں آپ نے سول سروس کا امتحان پاس کیا اور ۱۹۷۳ء میں پاکستان پوسٹل سروس میں تعینات ہو گئے ۔ اس کے بعد آپ کی تعنیاتی سنٹرل سیکرٹریٹ میں ہو گئی ۔ وہاں پر آپ کئی عہدوں پر کام کرتے رہے آخر کار ۱۹۹۰ء میں بحیثیت ایڈیشنل سیکرٹری فنانس حکومت پاکستان ریٹائر ہو گئے اور آج کل ڈیفنس لاہور میں ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہے ہیں ۔

آپ شعر و شاعری سے وابستگی رکھتے ہیں ۔ ادب کے میدان میں آپ نے نظم جدید کو اپنایا اور نظم کے مواد، اسلوب اور ہیئت میں تخلیقی جدتیں پیدا کیں ۔ کئی برسوں سے پاکستان کے حوالے سے مسلمانوں کے فکری ارتقاء اور احیائے اسلام پر کام کر رہے ہیں ۔

ان کے " دو شعری " مجموعے شائع ہو چکے ہیں ۔ پہلا مجموعہ " آدھی رات کا سورج " نومبر ۱۹۶۷ء میں اور دوسرا مجموعہ " سورج کی آنکھ " جنوری ۱۹۷۸ء میں شائع ہو چکا ہے ۔ ان کی کلیات " سورج کا ہم سفر " ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئیں ۔ پاکستان کے حوالے سے ان کی ایک کتاب " پاکستان کا فکری بحران " ۱۹۸۵ء میں شائع ہوئی اور دوسری کتاب

" Pakistan: A Crisis in the Renaissonce of Islam "

۱۹۹۱ء میں شائع ہوئی ۔

ملک کے مقتدر جرائد رسائل اور اخبارات میں آپ کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں ، جن میں خاص طور پر روزنامہ نوائے وقت اور " "

Nation قابل ذکر ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عقیدت کے پھول نچھاور کرنے والوں میں آپ کا نام نامی بھی آتا ہے۔

ملاحظہ ہو نعتیہ کلام:

وہ افق کی سمت بہتا ہوا صحرائے بسیط
آسمانوں کی طرف اڑتی ہوئی ریت کی شال
وہ ہر اک ذرے میں خورشید درخشاں کا طلوع
رات کے ماتھے پہ وہ چاندی کا جھومر
اس کی زلفوں میں چمکتی ہوئی افشاں
فرش پر اونچے کھجوروں کے ستوں
منتظر تھے نور کے عرش کو شاخوں پہ بٹھانے کے لئے
مگر انساں تھا ان روشنیوں کا دشمن
لفظ پتھر تھے بتوں کی مانند
اور وہ آیا
وہ اک نور کی کملی اوڑھے
اس کی آنکھوں سے شعاعیں برسیں
ریت کی دھند چھٹی
اس کے ہونٹوں سے ترنم کی وہ لہریں پھوٹیں
لفظ پھر زندہ ہوئے
لفظ پھر زندہ ہوئے
لفظ جن میں ہے خدا کا سایہ
لفظ جن میں تیری تصویر

Scanned with CamScanner

اقبال بالا:

اصل نام ۔ محمد اقبال ، قلمی نام ۔ اقبال بالا ، تخلص ۔ بالا ، والد کا نام ۔ محمد بخش تھا جو راجپوت خاندان کے چشم و چراغ تھے ۔ آپ ۱۹۰۴ء میں امرتسر کے محلہ دروازہ خاکروباں (چوہڑیاں والا دروازہ) میں پیدا ہوئے ۔ اقبال بالا پیدائشی طور پر بڑے ذہین تھے لیکن انہوں نے باقاعدہ کسی مدرسہ یا تعلیمی ادارے میں تعلیم حاصل نہیں کی بلکہ اوائل عمر میں ہی عملی زندگی شروع کر دی اور سان گری کے پیشہ سے وابستہ ہو گئے ۔ ان کے والد محمد بخش سنار کا کام کرتے تھے ۔

اقبال بالا نے بیوہ عورت کے ساتھ شادی کی ۔ آپ کی زیادہ تر رہائش لاہوری دروازہ ، دائم گنج گلی ڈبگراں اور کرموں ڈیوڑھی میں رہی قیام پاکستان کے بعد آپ لاہور چلے آئے ۔ لاہور آنے کے بعد آپ نے سب سے پہلے چونہ منڈی لاہور میں رہائش اختیار کی اس کے بعد حویلی کھڈونیاں والی موتی بازار میں آ بسے ۔ یہاں پر انہوں نے پہلے فروٹ بیچنے کا کام شروع کیا بعد میں سوہا بازار رنگ محل لاہور میں سری پائے کی ریڑھی لگا لی اور یہ کام کرتے رہے ۔

آخری عمر میں آپ کو سانس کی تکلیف ہو گئی تھی ۔ آخر کار آپ ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۷ء کو حویلی کھڈونیاں موتی بازار لاہور میں انتقال کر گئے ۔ آپ کے جسد خاکی کو قبرستان میانی صاحب مزنگ لاہور میں دفن کیا گیا ۔

اقبال بالا امرتسر کے علمی و ادبی ماحول سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے ۔ امرتسر کی ادبی فضا نے ان کی زندگی پر گہرے نقوش مرتب کئے ۔ ۱۹۲۲ء ۔ ۱۹۲۴ء میں سکتری باغ امرتسر کے مشاعرے میں آپ نے اللہ دتہ ناظر کے شعر کہنے کے انداز اور ماحول سے متاثر ہو کر استاد غلام محی الدین مونس کو اپنا استاد بنا لیا جبکہ اللہ دتہ ناظر بھی مونس امرتسری کے شاگرد تھے ۔ اس کے بعد آپ امرتسر

کے مختلف مقامات جن میں لاہوری دروازہ ، ہاتھی دروازہ ، سکتری باغ ، رام باغ کرموں ڈیوڑھی ، بودی سائیں کے بھیے اور فتح شاہ بخاری کے مزار پر منعقد ہونے والے مشاعروں میں شریک ہوتے رہے ۔ پاکستان آنے کے بعد آپ لوہاری دروازہ ، بھاٹی دروازہ اور ٹکسالی دروازہ کے باہر باغ میں منعقد ہونے والے مشاعروں میں شریک ہوتے رہے ۔

محمد اقبال بالا کا تمام تر کلام غیر مطبوعہ ہے جو تین ڈائریوں کی شکل میں موجود ہے ۔ ان کی صرف ایک نظم استاد محی الدین مونس امرتسری کی تصنیف " ضرب حسین " میں بطور نذرانہ شائع ہوئی تھی ۔ ان کی شاعری میں زیادہ تر نعتیہ رنگ نمایاں ہے ، جس سے ان کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا اظہار ہوتا ہے ۔

ملاحظہ ہو نعتیہ کلام :

نہ کر پیار جے منزل تے پہنچنا ایں کدی نفس پلید نال ویروی پا
جن وانگ نہ ویکھدا رہو اپنوں کدی وی لبھدے نظر غیر دی پا
اوکھی راہ تو ڈر نہ حوصلہ رکھ مولا توڑ چڑھا و توں پیروی پا
جھک جا در رسول تے کہو بالے ، بینوں جھولی دی دے تے خیر دی پا

میں جنتی ، نبیؐ اگائی جیہڑی اوس کھجی کرتی توں وار دیواں
ہیرے لال موتی چونہہ یاراں دی میں سوہنی لڑی پرتی توں وار دیواں
مل جائے سکندر دی جے شاہی اک سوہنے دی بتی توں وار دیواں
عرش فرش کیہہ چوداں طبق بالے ، میں محمدؐ دی جتی توں وار دیواں

ٹٹ گیا غرور جہالتاں دا کملی والے دا جدوں ظہور ہویا
ٹٹے کنگرے محل نو شیرواں دے ہر اک بت ابلیس دا چور ہویا

چمکاں نور دے نور نے ماریاں سن ذرہ ذرہ مدینے دا طور ہویا
میرے آقا دی ویکھ تعلیم بالے کوئی بلالؓ بنیا کوئی منصور ہویا

استاد اللہ دتہ صابر:

اصل نام ۔ اللہ دتہ ، ادبی نام ۔ استاد اللہ دتہ صابر ، تخلص ۔ صابر والد کا نام شہاب دین تھا ۔ آپ ۱۹۰۸ء میں کوچہ خراسیاں قلعہ بھنگیاں ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ ان کی تعلیم واجبی تھی انہوں نے عملی زندگی اختیار کی اور سلے ستارے کا کام کرنے لگے ۔ امرتسر کے علمی و ادبی ماحول سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے ۔ شعر و شاعری کے حوالے سے استاد مونس امرتسری سے فیض یاب ہوئے اور ان کی شاگردی اختیار کی ۔

صابر صاحب تقسیم ہند کے بعد لاہور چلے آئے اور گور وارجن نگر گوالمنڈی میں رہنے لگے ۔ کئی سال تک گوالمنڈی میں رہنے کے بعد ساندہ کلاں لاہور میں رہائش اختیار کی اور آخر کار ۱۴ اپریل ۱۹۸۷ء کو ساندہ کلاں لاہور میں انتقال کیا اور دھوپ سڑی ساندہ کلاں کے قبرستان میں دفن ہوئے ۔

لاہور میں آپ کی ادبی مجلسیں راحت ہوٹل موجودہ حاجی بینگو جوس کے مقام پر منعقد ہوا کرتی تھیں جس میں سعید جعفری ، نادم عصری ، سلطان محمود آشفتہ ، منظور احمد ، زاہد نواز اور محمد حنیف رہبر شریک ہوا کرتے تھے ۔ محمد حنیف رہبر آپ کے شاگرد خاص ہیں جو ساندہ کلاں میں رہتے ہیں ۔

آپ کی تصنیف " تکھیاں سولاں " کے نام سے پنجابی ادبی بورڈ لاہور نے شائع کی ہے ، استاد داللہ دتہ صابر کی زندگی اور کلام پر ایک تحقیقی مقالہ اورئینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی کے طالب علم واحد جاوید نے ۱۹۸۸ء میں تحریر کیا ہے ۔ جس میں آپ کی زندگی کے حالات اور کلام پر تحقیق کی گئی ہے ۔ نگران مقالہ پروفیسر ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد ہیں ۔

Scanned with CamScanner

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں عقیدت کے پھول نچھاور کرنے والوں میں آپ کا نام نامی بھی آتا ہے۔

ملاحظہ ہوں نعتیہ اشعار:

سوہنی من موہنی یسین صورت کھولاں راز کیہ رخ مزملی دا
کالے امت دے عیب چھپان خاطر ، جھنب مار آیا کالی کملی دا
اللہ پاک دے پاک دربار اندر ، ضامن بن گیا ساڈی مسئلی دا
جیہدا حکم جہان تے ہے صابر ، نبیؐ صدر ہے اوسن اسمبلی دا
ساری دنیا ہنیر ہو گئی روشن ، پیدا مولا نے عرب وچ چند کیتا
جس کلمہ پڑھایا تے خلق سیتی ، اتے بتاں دا پوجنا بند کیتا
ایڈی طبع حلیم شہید جس دم ، آکے کافراں آپ دا دند کیتا
اوس صابر نے پھیر وی رحم کیتا ، بدلہ لیتا نہ مول پسند کیتا
کالے کمبل دی مار کے جھنب پھریا ، کالک کالیاں دلاں دی دھون والا
بخشش امت دی واسطے غار اندر ، ساری رات کھلوکے رون والا
موتی رلے ہوئے کفر دی دھوڑا اندر ، جھاڑ جھنب کے لڑی پرون والا
جاکے شب معراج نوں عرش اتے ، واصل رب دی ذات نال ہون والا
گجے بھیت سارے مولا کھول دتے ، کیڈا مرتبہ صابر بلند کیتا
ہویا دین مکمل قرآن پورا ، حق نے بوہا نبوت دا بند کیتا
جیہنا اوہدے میخانے چوں گھٹ پی لئی کوئی علیؓ بنیا کوئی بلالؓ ہویا
مونہہ تے اوسے ای ساقی دا نام رہیا تپدی ریت تے جو اوہدا حال ہویا
پیتی حضرت عثمانؓ تے غنی بنیا ، سبھ کجھ وار نہ دتی ملال ہویا
جنہنے صدق نال پیتی صدیقؓ بنیا ، عادل عمرؓ ہویا باکمال ہویا
ایہہ اوہ مست سن مسجد دے وچ عاجز جے میدان وچ آئے جرار بن گئے
جنہاں گئے حق دے آگے کمان وانگوں ، صابر ظالم دے لئی تلوار بن گئے

Scanned with CamScanner

چوہدری امام الدین مجاہد:

اصل نام ، امام الدین ۔ ادبی نام ، امام الدین مجاہد ، تخلص ۔ مجاہد ، آپ کے والد صاحب کا نام نور الہیٰ تھا ۔ آپ ۲۵ دسمبر ۱۸۹۹ء کو محلہ خرادیاں ، اندرون موچی دروازہ لاہور میں اپنے ننھیال میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے والد نور الہی صاحب امرتسر کے رہنے والے تھے ۔ یہ ابھی بچے ہی تھے کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا ۔ انہوں نے لنڈا بازار لاہور کے ایک لوہار استاد اللہ دین سے لوہے کا کام سیکھا ۔ ۱۹۲۱ء میں سکھوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ انہیں کرپان رکھنے کی اجازت دی جائے تو حکومت نے از راہ احتیاط سنگینیں بنانے کا کام امام الدین مجاہد کو سونپا اور انہوں نے امرتسر میں سنگینیں بنانے کا کام شروع کیا ۔

مجاہد صاحب نے گیارہ بارہ سال کی عمر میں شعر کہنے شروع کر دیئے ۔ انہیں میاں ہدایت اللہ کے شاگرد رشید لاہورا سنگھ سے تلمذ تھا ۔

سیاسی زندگی کے حوالے سے امام الدین مجاہد نے بھرپور زندگی گزاری ۔ آپ نے ابتداء میں تحریک خلافت میں بھرپور حصہ لیا لیکن تحریک ہجرت کی مخالفت کی ۔ اس کے بعد تحریک علم دین شہید ، تحریک مسجد شہید گنج میں بھی حصہ لیتے رہے چونکہ ابتداء میں آپ مجلس احرار سے وابستہ تھے لیکن مسجد شہید گنج کے واقعہ کے بعد آپ نے احرار سے علیحدگی اختیار کرلی اور مولانا ظفر علی خان کی جماعت نیلی پوش میں شامل ہو گئے ۔ اس کے علاوہ آپ آل انڈیا مجلس مساوات اسلام کے بھی صدر رہے جو ایک غیر سیاسی جماعت تھی جس کے رجسٹرڈ کارکنوں کی تعداد ۲ لاکھ کے قریب تھی ، مولانا ظفر علی خاں کی قیادت میں جب نیلی پوش مسلم لیگ میں ضم ہو گئی تو امام الدین مجاہد صاحب بھی مسلم لیگ سے وابستہ ہو گئے اور قیام پاکستان کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا ۔

مرحوم مجاہد صاحب ۱۹۲۹ء میں پہلی بار قائداعظم سے ملے تھے ۔

Scanned with CamScanner

قرار داد لاہور کے موقع پر جب قائداعظم لاہور تشریف لائے تو آپ قائداعظم کے ساتھ زخمی خاکساروں کی مزاج پرسی کے لئے ہسپتال بھی گئے تھے۔ قرار داد لاہور کی منظوری کے بعد انہوں نے مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا اور جب ۱۹۴۲ء میں قائداعظم آل انڈیا مجلس مساوات اسلام کی دعوت پر امرتسر تشریف لائے تو چوہدری امام الدین مجاہد نے قائداعظم کو ایک تلوار پیش کی۔ اس پر قائداعظم نے انہیں مجاہد کہہ کر پکارا۔ اسی روز سے مجاہد ان کے نام کا جزاور تخلص بن گیا جبکہ اس کے برعکس ہندو پریس نے انہیں "سر پھرا نوجوان" کا خطاب دیا۔ ۱۹۳۵ء کے انتخابات کے موقع مسلم لیگ کے جلسوں میں قومی نظمیں پڑھتے رہے ۱۹۳۶ء میں جب آل انڈیا مسلم لیگ نے "راست اقدام" کا فیصلہ کیا اور حکومت کی طرف سے جن لوگوں کو خطابات سے نوازا گیا تھا انہیں مسلم لیگ کی ہائی کمان نے حکم دیا کہ حکومت کے خطاب واپس کر دیئے جائیں تو اس ضمن میں امام الدین مجاہد صاحب نے "خان صاحب" کا خطاب واپس کر دیا۔

تقسیم ہند کے بعد چوہدری امام الدین مجاہد لاہور آ گئے۔ یہاں پر انہوں نے برانڈرتھ روڈ پر ایک دوکان الاٹ کروائی اور لوہے کا ایک کارخانہ لگایا برانڈرتھ روڈ پر آج بھی لیور لاک کے نام سے چوہدری صاحب کی دوکان موجود ہے جہاں ان کے صاحبزادے کاروبار کرتے ہیں۔

۶ ستمبر ۱۹۸۲ء کو امام الدین مجاہد اپنے کمرے میں بیٹھے تھے کہ اس کمرے کی چھت گر گئی اور وہ شدید زخمی ہو گئے۔ انہیں ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں ۲۸ ستمبر ۱۹۸۲ء کو ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کے جسد خاکی کو ماڈل ٹاؤن قبرستان میں دفن کیا گیا۔

چوہدری امام الدین مجاہد کئی ادبی مجالس سے وابستہ رہے۔ آپ بزم وارث، پنجابی پنچایت اور پنجابی دربار کے صدر رہے، امام الدین مجاہد کئی کتابوں کے مصنف بھی تھے جن میں سے "میری جدوجہد" "نوائے مجاہد" "نشتر فہم"

"انتساری غار سولا" "لوہورا افسانہ" "اتھل موتی" "لور" "نورنگ" قابل ذکر ہیں۔ مسعود احمد جاوی ایک طالب علم نے ایم اے پنجابی کے امتحان کے لئے ان کی شخصیت اور فن پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا تھا۔ جو پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔

۱۔ خشتگان خاک لاہور اور آزادی دے مجاہد لکھاری میں مجاہد صاحب کی تاریخ پیدائش ۱۹۱۸ء درج ہے جبکہ نورنگ از امام الدین مجاہد میں تاریخ پیدائش ۱۹۱۱ء درج ہے۔

چوہدری امام الدین مجاہد نے نعتیہ شاعری سے آغاز کیا بعد میں قومی نظمیں کہتے رہے۔ نعتیہ شاعری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا رنگ ملاحظہ ہو۔

نعت سرور کائناتؐ

ہوئیاں مدتاں ترساں کر دی نوں
کدی سد ماہی اس بردی نوں
سب بھلیاں عیش بہاراں میں
سد طیبہ عمر گذاراں میں
کد پیارے نبیؐ دی دید ہووے
کد میں ثنائی دی عید ہووے
ہیہو پل پل سوچ وچاراں میں
سد طیبہ عمر گذاراں میں
تیرے عشق نے چشکیا لایا اے
سب ننگ تھوڑ گوایا اے
تینوں دم دم نال پکاراں میں
سد طیبہ عمر گذاراں میں

Scanned with CamScanner

اک وار تے سد بلا پیا
تیرا مکھ ویکھن دا چا پیا
مل جاویں تے تن من واراں میں
سد طیبہ عمر گذاراں میں
کدے یار معاون دا حج ہووے
اوہدی دید مجاہد دا حج ہووے
نت رو رو عرض گذاراں میں
سد طیبہ عمر گذاراں میں

انوارالحسن بٹ:

انوارالحسن بٹ مولانا غلام احمد اخگر کے صاحبزادے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور کو اپنا مستقل مسکن بنا لیا تھا موصوف سول سیکرٹریٹ میں ملازم تھے۔ ان کے بارے میں تفصیلی حالات تلاش کے باوجود نہیں مل سکے تحقیق جاری ہے۔

نعتیہ کلام:

مرا قلب ہے بے قرار مدینہ
مری زندگی ہے نثار مدینہ
مدینے کی الفت سے معمور ہوں میں
زہے جلوہ تاج دار مدینہ
بھری ہے مرے سر میں بواس چمن کی
بہار جناں ہے بہار مدینہ
مدینہ مدینہ وظیفہ ہے میرا
سمایا دل میں دیار مدینہ

مدینہ سے رحمت کے بادل جو آئے
ہوئے داغ دل لالہ زار مدینہ
کہاں ہند کے دل جلوں کا نصیبہ
کہاں موسم خوشگوار مدینہ

اے جی جوش :

اصل نام ۔ عبدالغفور ، ادبی نام ۔ اے جی جوش ، تخلص جوش ، آپ کے والد کا نام حاجی تاجدین تھا جو امرتسر کے رہنے والے تھے ۔ آپ ۱۱ اپریل ۱۹۲۸ء کو امرتسر کے محلہ لوہگڑھ میں پیدا ہوئے ۔ انہوں نے ۱۹۴۴ء میں چشتیہ ہائی سکول امرتسر سے میٹرک پاس کیا اور ایم اے او کالج امرتسر سے ایف اے کیا ۔ جب آپ سال دوم کے طالب علم تھے تو عبدالغفور سے عبدالغفور جوش بن گئے ۔ ایم اے او کالج امرتسر میں سال چہارم کے طالب علم تھے تو فسادات کی وجہ سے کالج بند ہو گیا ۔ کالج کی بندش کے دوران آپ نے برٹش فرم (برماشیل) میں ملازمت اختیار کر لی اور یہاں سے آپ کی عملی زندگی کا آغاز ہوا ۔ آپ کی پہلی تقرری ۱۴ جولائی ۱۹۴۷ء کو ملتان میں ہوئی ۔ اس کے ٹھیک ایک ماہ بعد تقسیم ہند کا واقعہ پیش آگیا قیام پاکستان کے بعد آپ کے والدین لاہور چلے آئے ۔

پاکستان بننے کے بعد آپ نے ملازمت جاری رکھی اور ان کی مینجمنٹ کیڈر میں ترقی ہو گئی اور پاکستان کے کئی شہروں میں ملازمت کی خدمات سرانجام دینے کے بعد آپ ۵۵ سال کی عمر میں اپریل ۸۶ء میں کمپنی سے ریٹائرڈ ہو گئے اور آج کل آپ لبرٹی تاج سنٹر میں گارمنٹس کا کاروبار کر رہے ہیں ۔

شاعری کا آغاز آپ کی زمانہ طالب علمی سے ہی ہو گیا تھا جب آپ سال دوم میں عبدالغفور سے عبدالغفور جوش بن گئے ۔ دوران ملازمت آپ شاعری سے وابستہ رہے ملک کے مختلف جرائد میں آپ کا کلام شائع ہوتا رہا ۔ آپ

Scanned with CamScanner

نے شاعری میں صوفی غلام مصطفیٰ تبسم مرحوم اور بعد میں جناب قتیل شفائی صاحب سے اصلاح لی ۔ آپ صاحب تصانیف شاعر ہیں ۔ اب تک آپ کے دو شعری مجموعے ۔ عشق کے دو موسم ۔ اور ۔ دیر آید ۔ کے نام سے شائع ہو چکے ہیں ۔ اس کے علاوہ آپ ایک ادبی تنظیم ۔ دوست ۔ کے سرپرست بھی ہیں اور ایک ماہنامہ ۔ ادب دوست ۔ کے مدیر اعلیٰ بھی ہیں ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا رنگ کے آپ کے نعتیہ اشعار میں ملاحظہ ہو:

تو میری زندگی ہے مری جان ہے
مولا ہر شے مری تجھ پہ قربان ہے
سارے نبیوں میں رتبہ ہے بالا ترا
اور سب سے بڑا تو ہی انسان ہے
تجھ کو پڑھ کر بسر زندگی ہم نے کی
جس کے قاری ہیں ہم تو وہ قرآن ہے
تو نے بخشش کی منزل دکھائی ہمیں
ترا ممنون ہر ایک مسلمان ہے
تیرے روضے کی جالی کو جو چوم لے
اس کے سب غم مٹیں میرا ایمان ہے
سب نے مانا ہمیں تیرے در کا گدا
یہ گدائی تو مومن کی پہچان ہے
اک چٹائی پر بیٹھا حکومت کرے
دیکھ لو یہ مدینے کا سلطان ہے
کاش نکلے میرا تیری چوکھٹ پہ دم
ایک مدت سے دل میں یہ ارمان ہے

جب محمدؐ کا سایہ ہے سر پر ترے
کس لئے جوش پھر تو پریشاں ہے

امین گیلانی:

اصل نام ۔ سید امین گیلانی ، قلمی نام ۔ امین گیلانی ، تخلص ۔ امین ، والد کا نام سید نصیر الدین گیلانی تھا ۔ آپ ۱۹۲۵ء میں تحصیل ترن تارن ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ اس وقت آپ کے والد سید نصیر الدین گیلانی محکمہ پولیس میں بحیثیت انسپکٹر ترن تارن میں ملازمت انجام دے رہے تھے ۔ آپ کا تعلق سید خاندان سے ہے ۔ آپ نے ہندو مہاسبھا سکول امرتسر سے ابتدائی تعلیم حاصل کی ۔ قیام پاکستان کے بعد آپ شیخوپورہ میں آباد ہو گئے ۔

شعر و شاعری کا شوق بارہ سال کی عمر میں پیدا ہوا ۔ ابتداء میں آپ نے حفیظ ہوشیاری پوری سے اصلاح لی بعد میں احسان دانش کی شاگردی اختیار کی ۔ اردو شاعری کی طرف رغبت استاد کرم امرتسری نے پیدا کی جنہوں نے ان کا تعارف مشہور شاعر فیض احمد فیض سے کروایا ۔ آپ انقلابی شاعری ہیں ، اللہ تعالی نے قلم کے ساتھ ساتھ انہیں طن داؤدی سے بھی نوازا ہے ۔ سیاسی زندگی کے حوالے سے بھی آپ ممتاز مقام رکھتے ہیں اور کئی سیاسی تحریکوں میں حصہ لینے کی وجہ سے کئی بار جیل یاترا بھی کر چکے ہیں ۔

آپ نے فلم سازی کا کام بھی کیا ہے ۔ بت تراش میں فلم سازی کی ہے اور بمبی کا بھی سفر کر چکے ہیں ۔

آپ کے متعدد نثری اور شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں جن میں سے دامان خیال ، فسونوں حکمت ، امید و یاس ، صنم کدے میں اذان ، سوئے مقتل ، نازک خیالیاں اور نحتیہ مجموعہ سرمایہ درویش بھی شامل ہے ۔

آپ کی نثری تصانیف میں سے بخاری کی باتیں ، دو بزرگ ،

Scanned with CamScanner

مشتاقان حرم، قدرت کے کرشمے اور عجیب و غریب واقعات قابل ذکر ہیں۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا رنگ ملاحظہ ہو۔

نعتیہ کلام:

اس نے لاثانی و بے مثل حسیں کو دیکھا
جس کسی نے بھی مدینے کے مکیں کو دیکھا
دیکھنے والے یہ کہتے ہیں خدا شاہد ہے
چاند پھیکا لگا جب ان کی جبیں کو دیکھا
پیش گلہائے عقیدت کئے معراج کی رات
عرش والوں نے جب اس فرش نشیں کو دیکھا
جب زمیں والوں میں آباد ہوئے آ کے حضور
آسماں والوں نے حسرت سے زمیں کو دیکھا
شوق سے طوق غلامی کا گلے میں ڈالا
جس کسی شہہ نے جناب شہہ دیں کو دیکھا
آپ جیسا نہ ملا کوئی بہ قول جبرئیل
اس نے سب فرش زمیں عرش بریں کو دیکھا
دور ہو جائیں گی سب مشکلیں میرے آقا
حشر میں از رہ شفقت جو امیں کو دیکھا

بابا عالم شاہ

اصل نام ۔ عبدالکریم، قلمی نام ۔ بابا عالم شاہ، تخلص ۔ عالم، والد کا نام قادر بخش تھا۔ آپ ۱۹۰۹ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ جوانی میں انگریز گورنمنٹ کی طرف سے دوسری جنگ عظیم میں حصہ لیا اور آج کل حقہ بنانے کا

کام کرتے ہیں ، ان کا سائیں مولا شاہ کے مریدوں میں شمار ہوتا ہے ، بابا محمد شریف آپ کے پیر بھائی ہیں ۔ سائیں مولا شاہ اور سائیں حبیب شاہ کے مزار آپ نے بنوائے ہیں اور آج کل پنواں تحصیل و ضلع شیخوپورہ میں رہائش پذیر ہیں ۔ نعتیہ شاعری کرتے ہیں ، ذیل میں ان کی ایک نعت بطور نمونہ پیش خدمت ہے ۔

نعتیہ کلام:

صفت کراں میں سید پاک دی
جہڑا دو جگ دا مختار
محمد رسول اللہ جنوں آکھدے
جیدا نام ہے احمد مختار
جیدے سر تے تاج لولاک کلما دا
سارے انبیاء دا سردار
صورت احد نے پکڑ محمدیؐ
کیتا اپنے آپنوں ظاہر
مولا بھیس ڈگ اپنا
کردا اپنا آپ دیدار
فرق احد نے احمد دا کڈھیا
لیا میم دا گھند اوتار
کرکے جدا پھیر اپنے توں چوں
وچہ رکھیا قطب ستار
وچ قطب ستارے چمکدا
اردگرد سی دھند وکار

Scanned with CamScanner

احد احمد دا بھیت جے پاؤنا
جاویں مرشد دے وچہ دربار
عقدہ حل ہو جائے گا عالماں
دیویں اپنے سر نوں وار
آکھن پنجاں دے وچ خدا ہوندا
آتش بادت خاک تے آب باری
پنج انگلیاں وانگ حروف اللہ
وچہ پنجاں دے بھید پہلے ذات باری
چارے تت مقید اسیرار پنجواں
جنوں آکھدے لوک نے امر باری
نماز ہووے نہ اوسدی دوا عالم
جہدا پنجاں دے نال نہ پیار واری

بابا محمد شریف:

اصل نام ۔ محمد شریف ، قلمی نام ۔ بابا محمد شریف ، تخلص ۔ شریف ، آپ امرتسر میں پیدا ہوئے اور قیام پاکستان کے بعد فیصل آباد میں آئے موصوف بابا عالم شاہ کے پیر بھائی ہیں ۔ ان کے مرشد شیرو کی والے شیر شاہ جٹ سائیں ۔ مولا شاہ کے مرید تھے ، بابا محمد شریف شیرو کی والے شیر شاہ جٹ کے دربار کے منتظم اعلیٰ ہیں ۔

آپ کی ایک تصنیف نوشاہی لہراں کے نام سے شائع ہوئی ہے ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ملاحظہ ہو :

نعتیہ کلام:

تیرے عشق نے پائی پکار
سانوں وی دیدار چاہی دا
کھولیں میم دی مروڑی یار
سانوں وی دیدار چاہی دا
چند آسمانی جھولی پاواں
لکھاں تیرے شگن مناواں
اج میری وی سنو پکار
سانوں وی دیدار چاہی دا
قطب قلندر کرن غلامی
نوری ناری دین سلامی
توں ایں نبیاں دا سردار
سانوں وی دیدار چاہی دا
میری آساں نوں پھل لادے
سجے میرے لیکھ جگا وے
جیویں بلالؓ تے آئی بہار
سانوں وی دیدار چاہی دا
تیرے بانجھ نہ دردی ہور
ہتھ تیرے چہ شریف دی ڈور
سروں لاؤں ہجر دا بھار
سانوں وی دیدار چاہی دا

بخشی شوری لال اختر امرتسری:

آپ کا تعلق بھی امرتسر سے ہے تحقیق کے باوجود حالات نہیں مل سکے۔ بہرحال تحقیق جاری ہے۔

نعتیہ کلام:

دیکھی ہے کہیں صورت زیبائے محمدؐ
پھرتا ہے نظر میں قد رعنائے محمدؐ
قربان تصور کے کہ پھرتی ہے شب و روز
آنکھوں میں مری صورت زیبائے محمدؐ
آنکھوں میں لگا لوں میں اسے سرمہ سمجھ کر
مل جائے اگر خاک کف پائے محمدؐ
ہیں کون و مکاں جلوہ پر نور سے روشن
پھیلی ہوئی ہر سو ہے تجلائے محمدؐ
پھر بھول کے وہ نام نہ لے حور وجناں کا
دیکھیئے جو کوئی صورت زیبائے محمدؐ
روتا ہوں بہت سرو گلستاں سے لپٹ کر
یاد آتا ہے جب وہ قد رعنائے محمدؐ
لے چل ہوئے یثرب مجھے اے شوق مدینہ
دیکھوں میں وہاں حسن دلارائے محمدؐ
کیوں نام محمد نہ ہو ہر وقت زبان پر
ہے سر میں سمایا ہوا سودائے محمدؐ
کیوں کر نہ جہاں میں ہوا مرا رتبہ عالی
میں اختر ناچیز ہوں شیدائے محمدؐ

برجموہن تکو زیبا امرتسری:

برجموہن تکو زیبا امرتسری تعلیم کے اعتبار سے گریجویٹ ہیں انہیں نعت گوئی سے خاص رغبت ہے۔ ان کا انداز بیاں صاف اور سادہ ہے ان کے اشعار سے ان کے کلام کا انداز ایک حد تک سامنے آجاتا ہے۔

نمونہ کلام:

سبق دنیا کو وحدت کا دیا حضرت محمدؐ نے
دوئی کو دور ہر دل سے کیا حضرت محمدؐ نے
اٹھا کر پردہ بیگانگی ہر دل کے چہرے سے
انہیں رنگ آشنائی کا دیا حضرت محمدؐ نے
سبق پاکیزگی کا اور نیکی کا دیا سب کو
بڑا احسان دنیا پر کیا حضرت محمدؐ نے
شریک درد مظلوماں ، انیس حال محروماں
دل ایک عالم کا ہاتھوں میں لیا حضرت محمدؐ نے
وہ حسرت اور پریشانی وہ وحشت اور پشیمانی
گریباں چاک تھا آکر سیا حضرت محمدؐ نے
کہا ہر اک کو ہمسائے سے الفت کر ، محبت کر
دل آزاری سے بچ ، فرما دیا حضرت محمدؐ نے

پنڈت برجموھن لال زیبا امرتسری:

اصل نام ۔ پنڈت برجموھن لال ، تخلص زیبا ۔ آپ کے حالات تفصیل سے نہیں مل سکے ۔ لیکن آپ کے کا تعلق امرتسر سے رہا ہے ۔ کیونکہ آپ ہندو کالج امرتسر میں بحیثیت پروفیسر خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں ۔

آپ کا نمونہ کلام سادہ اور دلکش ہے ۔

Scanned with CamScanner

نعتیہ کلام:

گلزار وحدت حضرت محمدؐ
انوار رحمت حضرت محمدؐ
اللہ روح کون و مکاں ہے
روح نبوت حضرت محمدؐ
چشم و چراغ ہم دین و دنیا
فخر شریعت حضرت محمدؐ
اللہ اکبر کے راز داں تھے
تھے راز مشیت حضرت محمدؐ
نقش دوئی کو مٹا کر ہی اٹھے
مشتاق وحدت حضرت محمدؐ
کہتے تھے ہمسائے سے کر محبت
تھے نیک نیت حضرت محمدؐ
راہ صداقت پہ قائم رہے وہ
تھے مرد ہمت حضرت محمدؐ
اپنے مریدوں پہ ہر دم فدا تھے
تھے وقف امت حضرت محمدؐ
ہے دل میں حسرت زیبا تو یہ ہے
دکھلائیں صورت حضرت محمدؐ

چودھری برہم ناتھ دت قاصر:

اصل نام برہم ناتھ دت ، تخلص ۔ قاصر ۔ آپ ساہووال ضلع گرداسپور میں پیدا ہوئے اور بعد میں امرتسر میں آکے آپ نے زندگی کا زیادہ تر

حصہ امرتسر میں گزارا آپ اردو زبان کے بہت بڑے شاعر تھے ۔ آپ کا کلام اکثر فیض الاسلام راولپنڈی میں چھپتا رہا ہے ۔ نظم اور نثر دونوں میں صاحب تصانیف ہیں ۔ حکومت ہند نے آپ کی تصانیف پر متعدد مرتبہ آپ کو انعام و اکرام سے نوازا ہے ۔

آپ کے مجموعہ " ڈال ڈال پات پات " کو جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب نائب صدر جمہوریہ ہند نے دامان باغبان وکف گل فروش کہا ہے ۔

پنجاب سرکار نے آپ کی تصنیفات میں سے کئی ایک مثلاً ڈال ڈال پات پات ، پرچم ضیاء ، جواہر پارے ، میرا بھائی ، وغیرہ پر گراں قدر انعامات عطا کیے ہیں ۔ محکمہ السنہ پنجاب نے " آپ کی ادبی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کو سپاس نامہ ، خلعت فاخرہ اور کیسہ زر بطور ہدیہ پیش کیا تھا ۔ سپاس نامے مذکور " کیسہ زر " گیارہ سو روپیہ نقد کی صورت میں دیا گیا اور " خلعت فاخرہ " کے نام سے ایک قیمتی شال اعزاز میں دی گئی جس پر ریشمی دھاگے سے مندرجہ ذیل نشان اعزاز کاڑھا ہوا ہے ۔

محکمہ السنہ پنجاب

کی طرف سے ۱۹۶۶ - ۱۹۶۵ء کے

ادیب اعظم

جناب برہم ناتھ دت قاصر

کو

سالانہ ادبی تقریب پر بہ عزو شرف دیا گیا

آپ کی درج ذیل تصانیف ہیں ۔ جن میں سے " ڈال ڈال پات پات " (مجموعہ خطوط) " پرچم ضیاء " (مذاہب عالم کی متفقہ تعلیمات) " جواہر پارے (دنیا کا بہترین ادب) " اہل سیف " (دنیا کے نامور فاتحین) " برگ وبار " (منظومات) " میرا بھائی " (ناول) " یونانی شاعر " (ہومر و سینو کی منظومات) قابل

ذکر ہیں ۔ آپ نے نعتیہ شاعری بھی کی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت کا رنگ ملاحظہ ہو ۔ نعتیہ کلام:

زبان خدا ہے زبان محمدؐ

زہے عزت و قدر و شان محمدؐ
جہان خدا ہے جہان محمدؐ
یہ نکتہ ہویدا ہے " ماینطق " سے
زبان خدا ہے زبان محمدؐ
کھلی " قاب قوسین " سے یہ حقیقت
مکان خدا ہے مکان محمدؐ
نہ ہو گی قیامت تلک ختم ہر گز
حلاوت اثر داستان محمدؐ
محمد سے توحید کا راز پوچھو !
بیان خدا ہے بیان محمدؐ
بہار ازل بوستان ابد ہے
کتاب خدا ، ارمغان محمدؐ
رواں تھا ، رواں ہے ، رواں ہی رہے گا
قیامت تلک کاروان محمدؐ
ہوئے " ابتر و " بے نشاں اس کے اعداء
مگر جاوداں ہے نشان محمدؐ
بہاراں بہاراں ، لطافت لطافت
خوشا گلشن بے خزاں محمدؐ
" لعمرک " سرودہ بگفتار پاکش
قسم خورد ایزد بجان محمدؐ

حضرت سید برکت علی شاہ خلچیانویؒ:

آپ بارہ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ بروز دو شنبہ پیر کو موضع خلچیاں ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام پیر سید مزمل شاہ تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنی والدہ ماجدہ کے زیر سایہ حاصل کی۔ آپ کا شجرہ نسب بیس واسطوں سے حضرت غوث الاعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ سے جا ملتا ہے۔ آپ نے روحانی تربیت حضرت میاں محمد شاہ چشتی نظامی فخری ہوشیار پوریؒ کے دست حق پر حاصل کی اور ان سے بیعت مشرف ہوئے۔

حصول معاش کے لئے آپ نے مدرسی کا پیشہ اختیار کیا۔ آپ بہت بڑے عالم تو نہ تھے مگر آج کل کے اکثر "مولاناؤں" سے زیادہ باخبر تھے۔ شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی طبیعت کبھی کبھار شعر و سخن کی طرف مائل ہوتی تھی تو کوئی نہ کوئی شعر ضرور کہتے۔ آپ صاحب کرامات بزرگ تھے۔ آپ ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ بروز جمعہ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ آپ کو موضع خلچیاں ضلع امرتسر میں دفن کیا گیا آج بھی آپ کا مزار مبارک وہاں موجود ہے۔

نمونہ کلام:

یا نبیؐ خواب میں گر شکل دکھائی ہوتی
درد فرقت کی گھٹا مجھ پہ نہ چھائی ہوتی
میں سمجھتا کہ دنی مجھ کو ہے جنت حاصل
تیرے دربار میں گر میری رسائی ہوتی
بیٹھا رہتا جو در یار پہ میں بن کے فقیر
تو شہنشاہی سے بہتر یہ گدائی ہوتی!

Scanned with CamScanner

بیدل امرتسری:

اصل نام ۔ غلام محمد ، تخلص ۔ بیدل ، والد کا نام عبدالغنی تھا غلام محمد بیدل امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ آپ ان پڑھ تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے لکھنے پڑھنے کی صلاحیت عطاء کی ہوئی تھی ۔ شاعری میں ان کے استاد موسیٰ شاہ کاشمیری تھے جو لدھیانہ کے رہنے والے تھے ۔ وہ اکثر امرتسر آتے جاتے رہتے تھے ۔ محبوب کاشمیری فلمی اداکار تھے اور وہ موسیٰ شاہ کے بیٹے تھے ۔ صادق کشمیری ، صبیح امرتسری ، بیدل امرتسری کے ہم عصر شاعر تھے ۔ چوک فرید امرتسر میں انکا مطب تھا اس کے علاوہ بیدل مرحوم رفوگری کا کام بھی کرتے تھے ۔

بیدل شعر و شاعری کا بڑا عمدہ ذوق رکھتے تھے ۔ خصوصاً نعتیہ شاعری کے حوالے سے انکا مقام بہت بلند تھا ۔ ان کا بہت سا غیر مطبوعہ کلام تقسیم ہند کے وقت امرتسر میں ہی رہ گیا تھا سوائے ایک ڈائری کے جو بیدل مرحوم کے صاحبزادے محمد حسن کے پاس تھی وہ پاکستان آسکی ۔ باقی تمام کلام تقسیم ہند کی نذر ہو گیا ۔

تقسیم ہند کے بعد آپ نے ابتداء میں گوجرہ میں رہائش اختیار کی لیکن ایک سال بعد لاہور چلے آئے اور لاہور کو مستقل مسکن بنا لیا ۔ گوالمنڈی لاہور میں " بزم بیدل " کے نام سے جو انجمن قائم ہے وہ آپ ہی کی زندگی میں قائم ہوئی جو عید میلاد النبیؐ کی تقریبات میں حصہ لیتی ہے بالخصوص نعت خوانی میں اس بزم نے اہم کردار ادا کیا ۔

غلام محمد بیدل امرتسری یکم اکتوبر ۱۹۴۸ء بروز جمعہ کو لاہور میں بعارضہ ہیضہ سے انتقال کر گئے ۔ آپ کو کرشن نگر کے قبرستان میں پیر مرتضےٰ صاحب کی قبر کے پاس دفن کیا گیا تھا ۔ ۱۹۵۴ء کے سیلاب میں آپ کی قبر سیلاب کی نذر ہو گئی تھی ۔ وفات کے وقت آپ کی عمر مبارک قریباً ۵۶ سال تھی ۔

Scanned with CamScanner

نمونہ کلام:

جو تڑپاتی ہے دل میرا وہ فرقت ہے محمدؐ کی
رہے پیش نظر ہر دم وہ صورت ہے محمدؐ کی
جو پوچھیں گے ملائک قبر میں کیا ساتھ لایا ہے
میں کہدوں گا کہ میرے دل میں ہے الفت محمدؐ کی
زمین و آسمان کا فرق ہے اے زاہد اس میں
تجھے خواہش ہے جنت کی مجھے چاہت ہے محمدؐ کی
شب معراج بلوا کر سرعرش بریں حق نے
ہے کی مہمان نوازی دیکھئے عظمت محمدؐ کی
گناہگاروں نہ گھبراؤ نہ گھبراؤ
یقیناً خلد میں جائے گی سب امت محمدؐ کی
خدا ان کو ہی لیتا ہے کہ جن کے ہوں اعمال اچھے
بروں کو آپ لیتے ہیں یہ عادت ہے محمدؐ کی
عذاب قبر کا ڈر مجھ کو بیدل نہ محشر کا
کہ ہے تیرا وسیلہ ہر دوجا مدحت محمدؐ کی

بشیر رزمی:

اصل نام ۔ محمد بشیر بیگ ، قلمی نام ۔ بشیر رزمی ، تخلص رزمی ، اور روحانی نسبت جعفری رحمانی ہے ۔

آپ یکم فروری ۱۹۴۲ء کو قصبہ راجہ سانسی ، تحصیل اجنالہ ، ضلع امرتسر انڈیا میں پیدا ہوئے ۔ آپ نے ابھی تعلیمی زینہ پر قدم رکھا ہی تھا کہ تقسیم ہند کا واقعہ رونما ہو گیا ۔ قیام پاکستان کے بعد آپ گجرات کے ایک دور

افتادہ گاؤں میں آ بسے ۔ ایک سال کے بعد آپ نے لاہور کو مستقل مسکن بنا لیا

یہاں آکر انہوں نے از سر نو سلسلہ تعلیم شروع کیا ۔ آپ نے ۱۹۵۹ء میں انٹرنس ، ۱۹۶۲ء میں ایف اے ، ۱۹۶۴ء میں بی اے اور ۱۹۶۶ء میں ایم اے اردو اور بعد میں ایم اے ، فارسی کیا ۔

اپریل ۱۹۶۵ء میں ملٹری اکاؤنٹس میں بحیثیت جونیئر آڈیٹر ملازم ہو گئے ۔ آخر کار ۱۹۸۷ء میں بطور اکاؤنٹنٹ ملازمت سے ریٹائر ہوئے ۔ اگست ۱۹۸۹ء سے سکالرز کالج لاہور میں میر سائنس کالج اور عاصم گرلز کالج میں بحیثیت استاد خدمت سرانجام دے رہے ہیں ۔ افلاطون محلہ صدر بازار لاہور میں رہائش پذیر ہیں ۔

فن شعر سے آپ کو بچپن ہی سے مناسبت ہے اور تمام اصناف سخن پر طبع آزمائی کرتے ہیں لیکن طبیعت کا زیادہ رجحان غزل کی طرف ہے ۔ اردو اور فارسی میں خاصی غزلیں کہہ چکے ہیں ۔ چند غزلیں پنجابی میں بھی کی ہیں ۔ آغاز سخن سرائی کے دوستوں میں محترم ولایت حسین حیدری اور محمد سبطین شاہجہانی قابل ذکر ہیں ۔ اصلاح سخن کے لئے صوفی حبیب اللہ صاحب حادی کی طرف رجوع کرتے تھے اور ان کا بہت احترام کرتے ہیں ۔

آپ صاحب تصنیف شاعر ہیں ۔ "آئینہ مہر" (رباعیات کا مجموعہ) کے نام سے آپکی تصنیف ڈائمنڈ پبلیکیشنز اردو بازار لاہور نے شائع کی ہے ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا اظہار ان کی نعتیہ رباعیات میں ملاحظہ ہوں

ہر چیز کی تاثیر بدل جاتی ہے
ہر خواب کی تعبیر بدل جاتی ہے
رزمی نگہ فیض محمدؐ کے طفیل
تقدیر کی تحریر بدل جاتی ہے

انگشت جہاں میں وہ نگینہ ہی تو ہے
اسرار ازل کا وہ خزینہ ہی تو ہے
اے کوثر و تسنیم پہ شیدا دیکھو
فردوس بریں عکس مدینہ ہی تو ہے

خدا بھی عشق میں میرا رقیب ٹھہرا ہے
مرا حبیب ہی اس کا حبیب ٹھہرا ہے
چراغ اسم محمدؐ جلا کے دیکھیں گے
یہ دشت دہر کہاں تک مہیب ٹھہرا ہے
جسے حضورؐ کے پیکر سے جلوہ گر پایا ہے
وہی مری رگ جاں سے قریب ٹھہرا ہے
اسی پہ دامن رحمت ہوا ہے سایہ فگن
کبھی جو اپنے وطن میں غریب ٹھہرا ہے
رسولؐ پاک سے نسبت جسے نصیب ہوئی
ازل کے دن سے وہی خوش نصیب ٹھہرا ہے
انہیں کے نام سے ہے جان غمزدہ کو سکوں
انہیں کا ذکر دلوں کا طبیب ٹھہرا ہے
لبوں پہ آیہ رحمت کے پھول کھلتے ہیں
ریاض نعت میں دل عندلیب ٹھہرا ہے
نبیؐ کے دامن رحمت چھپ کے بچ رزمی
خدا ہر ایک عمل کا حسیب ٹھہرا ہے

Scanned with CamScanner

شریمتی بوادتی:

بوادتی بعض اشعار میں تخلص کے طور پر اپنے نام سے پہلے انگریزی حروف (بی - ڈی) بھی استعمال کرتی ہیں - سردار بوڑھ سنگھ بیرامرتسری کی اہلیہ ہیں - ان کے جذبات یقیناً قابل تعریف ہے -

نمونہ کلام:

میں کس لئے ہوں زیست سے بیزار ہو گئی
میری حیات کس لئے دشوار ہو گئی
فرقت نے کس کی ہے مجھے جنون کر دیا
میں کس کی جان و دل سے خریدار ہو گئی
کافور ہو گئی میرے دل کی تپش
شکر خدا کہ خواب سے بیدار ہو گئی
اخلاق احمدیؐ نے ہے حیراں کیا مجھے
بی - ڈی کنیز احمدؐ مختار ہو گئی

وقت بیداری است اے دل زود کن بیدار شو ،
دور کن انداز غفلت چابک و ہشیار شو ،
خواہران ملک اکنوں حامیان علم اند
تو ہمیں بہر خدا کوشان و خدمت گار شو
فرقہ نسواں چرا در ہند خواری و ذلیل
زود کن با حکم یزداں حاکم و سردار شو
آرزوئے جلوہ دلدار گر بی - ڈی تراست
عرض من وارم نثار احمد مختار شو !

بیکس فتح گڑھی:

اصل نام ۔ محمد بشیر، تخلص ۔ بیکس ، آپ مارچ ۱۹۲۲ء کو فتح گڑھ ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ آپ شیخ برادری سے تعلق رکھتے تھے ۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم امرتسر سے حاصل کی تھی ۔ قیام پاکستان کے بعد آپ گوجرانوالہ میں آ بسے ۔ آپ سائن بورڈ کے پینٹر تھے ۔ مرتے دم تک پابند صوم و صلوٰۃ رہے آپ ۳۰ ستمبر ۱۹۹۳ء کو گوجرانوالہ میں انتقال کر گئے ۔

شعر و شاعری کا ذوق سخن رکھتے تھے ۔ آپ کا کلام ملک کے اخبار و جرائد میں شائع ہوتا رہا ہے ۔ ملاحظہ ہو آپ کی نعت:

سارے نبیوں میں اونچا مقام آپؐ کا سب پہ لازم ہوا احترام آپؐ کا
ساری دنیا میں اک انقلاب آ گیا ، جب جہاں میں ہوا ہے قیام آپؐ کا
آپؐ آئے تو ظلمات چھٹنے لگی ، رحمتوں کی بھی خیرات بٹنے لگی
پھول کھلنے لگے رحمتوں کے وہاں پہنچا جس جس جگہ پاک کلام آپؐ کا
آپؐ شمس الضحیٰ آپؐ بدر الدجیٰ ، آپ صدرالعلیٰ آپؐ نور الہدیٰ
آپ ہی لقب آپؐ صلی علیٰ ، کون ثانی ہے خیر الانام آپؐ کا
آپؐ نور مبیں ، آپؐ سب کے امیں آپؐ حق الیقیں ، آپؐ سب کے حسیں
آپؐ شیریں دہن آپؐ شیریں سخن ، اللہ اللہ یہ حسن کلام آپؐ کا
سب رسولوں کے مختار بھی آپؐ ہیں سارے نبیوں کے سردار بھی آپؐ ہیں
ساری امت کے غم خوار بھی آپؐ ہیں جبریلؑ امیں ہے غلام آپؐ کا
رات معراج کی آئی بھی جس گھڑی ، حق نے آسان کر دی وہ منزل کڑی
جس کے آگے فرشتوں کے پر بھی جلیں اس جگہ پر پہنچا تھا کام آپؐ کا

ہے نواؤں غریبوں کے بیں پاسباں اور یتیموں نصیروں پہ ہیں مہرباں
حامی بیکساں شافع دو جہاں سب اٹھے و ارفع ہے نام آپ کا

بیکل امرتسری:

بیکل کا اصلی نام بابو برج گوپی ناتھ ہے سان کی نعتیہ نظم پیش خدمت ہے۔

نعتیہ کلام:

یا خدا تعریف میں کس کی ہوں میں رطب اللساں
چٹکیاں لیتا ہے کیوں دل میں مرا طرز بیاں
اے زباں کلک اب آتا ہے وقت امتحاں
آج دکھلانے کو ہے جوہر مری طبع رواں
آج لب پر ذکر محبوب خدا آنے کو ہے
ناز کا پھر وقت اے بخت رسا ! آنے کو ہے
اک جہالت کی گھٹا تھی چار سو چھائی ہوئی !
ہر طرف خلق خدا پھرتی تھی گھبرائی ہوئی !
شاخ دینداری کی تھی بے طرح مرجھائی ہوئی !
لہلہا اٹھی تری جب جلوہ آرائی ہوئی !
تیرے دم سے ہو گئیں تاریکیاں سب مستنیر
پا گئی راحت ترے آنے سے چشم منتظر
کیوں نہ ہم بھی اس جہاں کا پیشوا مانیں تجھے !
کیوں نہ راہ حق میں اپنا رہنما مانیں تجھے!
نور سے تیرے اندھیرے میں درخشانی ہوئی !
تیرے آگے ابرو کفار کی پانی ہوئی

پورن سنگھ ہنزامرتسری:

آپ کا تعلق بھی امرتسر سے ہے کئی دوسرے غیر مسلم شعراء کی طرح آپ نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت میں نعتیہ کلام کہا ہے آپ کی اکثر خط و کتابت حامد حسن حامد امرتسری سے ہوتی رہتی ہے۔

نعتیہ کلام:

ہر پھول میں ہے نکہت سرشار محمدؐ
اللہ رے جاں بخشی گل زار محمدؐ
اے صل علے گرمی بازار محمدؐ
ہر کوئی دنیا میں خریدار محمدؐ
شبیرؓ نے سینچا ہے اسے خون سے اپنے
سر سبز ہے شاداب ہے گل زار محمدؐ
اب دولت کونین کی پروا نہیں مجھ کو
حاصل ہے مجھے دولت دیدار محمدؐ
دنیا سے غرض اس کو نہ عقبیٰ کا طلب گار
آزاد دو عالم ہے گرفتار محمدؐ
دیکھو تو کہاں میں ہوں کہاں طائر سدرہ
مسکن ہے میرا سایہ دیوار محمدؐ
مہر و مہ و انجم ہیں ضیاء بار اسی سے
اے صل علے تابش رخسار محمدؐ
قائل دل و جاں سے ہوا جاتا ہے زمانہ

کتنی اثر انگیز ہے گفتار محمدؐ
مایوس پلٹتا نہیں در سے کوئی سائل
زر پاش ہے زر بار ہے سرکار محمدؐ
سو عیب ہیں مجھ میں مگر یہ تو ہنر ہے
سو جاں سے ہنر میں ہوں خریدار محمدؐ

تجمل حسین:

اصل نام ۔ تجمل حسین ، قلمی نام ۔ تجمل ، تخلص ۔ ابتداء میں دل تخلص کرتے تھے بعد میں مشہور امرتسری شاعر جناب سیف الدین سیف کے کہنے کی بناء پر اپنے نام تجمل کو ہی تخلص اختیار کر لیا ۔ آپ کا گھرانہ امرتسر کا علمی و ادبی گھرانہ تھا ۔ آپ کے والد کا نام ۔ صوفی محمد نواز تھا ۔ آپ جون ۱۹۲۹ء کو کٹڑہ مہاں سنگھ ، امرتسر میں پیدا ہوئے اور چشتیہ ہائی اسکول امرتسر سے میٹرک کا امتحان پاس کیا ۔ اس کے بعد ایم اے او کالج امرتسر سے تعلیم مکمل کی ۔

تجمل نے زمانہ طالب علمی میں ہی شعر کہنا شروع کر دیے تھے ۔ امرتسر کے علمی و ادبی حلقوں میں روشناس کرانے کے لئے وہاں کے ایک خوش گو شاعر جناب امین گیلانی نے دوستانہ اخلاص کا مظاہرہ کیا ۔

آپ کو شاعری میں جناب سیف الدین سیف اور تحریر و صحافت میں جناب آغا شورش کاشمیری سے شرف تلمذ حاصل ہے ۔ آپ کچھ عرصہ ریڈیو سے بھی وابستہ رہے اور قیام کراچی کے دوران آپ نے بہت سی فلموں کے نغمات تحریر کئے ۔ خار زار صحافت میں آپ جن رسائل و جرائد کے ایڈیٹر یا جن کے ادارہ تحریر میں شامل رہے ہیں ان میں چٹان ، ماحول ، فلمستان ، کردار ، ڈائریکٹر اور سکرین لائٹ شامل ہیں ۔

صحافتی میدان میں کالم نویسی کے لئے " دل ناداں " اور صنم آشنا

کے قلمی نام آپ نے استعمال کئے ۔ اس کے علاوہ علامہ شوخ اور علامہ گستاخ کے نام سے رسائل میں آپ مسلسل اور بے شمار طنزیہ نظمیں لکھتے رہے ۔

آج کل آپ پاکستان فلم پروڈیوسرز ایسوسی ایشن کے سیکرٹری کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور ٹیلی ویژن کے لئے بھی بطور سکرپٹ رائٹر اور نغمہ نگار کے طور پر کام کر رہے ہیں ۔ ٹیلی ویژن پر آپ کے شعر و نغمہ کے جن پروگراموں نے بڑی مقبولیت حاصل کی ان میں ہرتان ہے دیپک ، سوہنی دھرتی ، مہکار ، دھنک ، سنگت ، جھلک ، آواز و انداز اور انتخاب کے نام شامل ہیں ۔ ان پروگراموں پر آپ کو بہترین کارکردگی کے سات ایوارڈ مل چکے ہیں ۔

آپ کا پہلا شعری مجموعہ " لب لالہ " کے نام سے شائع ہو چکا ہے جو مکتبہ عالیہ والوں نے شائع کیا تھا ۔ آپ کا دوسرا شعری مجموعہ " لب بام " کے نام سے زیر ترتیب ہے ۔

اس کے علاوہ آپ نے اب تک کئی فلموں کے گیت تحریر کئے ہیں جن کا ریکارڈ آپ کے پاس محفوظ نہیں ہے ۔

نعتیہ شاعری کے حوالے سے آپ کی نعتوں کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہے لیکن چند ایک نعتیں آپ نے مختلف مواقع کی مناسبت سے یا بعض احباب کی فرمائش پر ضرور تحریر کی ہیں ۔ ان میں سے ایک نعت راقم کی فرمائش پر آپ نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر ارسال کی ہے ۔

نعتیہ کلام:

امی تھی گرچہ ذات گرامی جنابؐ کی
تفسیر بن گئے مگر ام الکتاب کی
موجود آج بھی ہیں دبستان دین میں
اسلام ایک شکل ہے ان کے نصاب کی

ان کو ہو عرش پر شب معراج میں ملا
حضورؐ ہیں حضورؐ اسی ماہتاب کی
ہے ان کی آرزو پہ سر کربلا حسینؑ
تاریخ لکھ رہے تھے کسی انقلاب کی
میں جی رہا ہوں آپ کی بخشش کے نام پر
مجھ کو نہیں تمیز گناہ و ثواب کی
برحق تو ہے پر آئے در مصطفےٰ پہ موت
تعبیر کاش یہ ہو تجمل کے خواب کی

تسلیم امرتسری:

اصل نام ۔ عبدالغفار ۔ قلمی نام ۔ تسلیم امرتسری ۔ تخلص ۔ تسلیم ۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ آپ کا تعلق امرتسر سے ہے لیکن آپ کے مفصل حالات زندگی نہیں مل سکے ۔ بہرحال تحقیق جاری ہے ۔

عبدالغفار تسلیم امرتسری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کا ایک واقعہ مسدس کی صورت میں نظم کیا ہے ۔

نعتیہ کلام:

اک روز ختم المرسلینؐ
تنہا فرد کش تھے کہیں
قبضہ میں تیغ جوہریں
یا منیزہ کچھ بھی تھا ، نہیں
شان جمالی ساتھ تھی
یاد اک خدا کی تھی
اتنے میں آ نکلا وہاں

اک دشمن دین ناگہاں
تیغ آزمودہ نوجواں
دل میں جوانی کا گماں
کھینچے ہوئے شمشیر کیں
بولا یہ ہو کر خشمگیں

جانباز مرزا:

اصل نام ۔ غلام نبی ، ادبی نام ۔ جانباز مرزا ، تخلص ۔ جانباز ، آپ ۴ ستمبر ۱۹۱۱ء کو کوچہ عثمان ڈار امرتسر انڈیا میں پیدا ہوئے والد کا نام مرزا نور محمد تھا ۔ ۱۹۲۱ء کو پہلے والد صاحب کا انتقال ہوا چھ ماہ بعد والدہ تنگی کرم بی بی بھی انتقال کر گئی ۔ اسی طرح دس سال کی عمر میں والدین کے سایہ سے محروم ہو گئے ۔ تیرہ سال کی عمر میں اپنی ماموں زاد سے شادی ہوئی ۔ تنگی و عسرت اور آزمائش و ابتلاء نے ابتداء سے ہی دوستی کرلی اور آخر وقت تک وفا داری کے ساتھ نبھائی ۔

والدین کے اوائل عمر میں انتقال کر جانے کی بنا پر مرزا جانباز تعلیم حاصل نہ کر سکے اور ابتدائی عمر میں ہی رنگریزی کے پیشے سے وابستہ ہو گئے آپ کی دوکان سکھوں کے مرکز چوک بابا ٹل میں تھی ۔

آپ نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز ۱۹۲۸ء میں کانگرس کے ایک جلسے میں شریک ہو کر کیا اور اس کے سٹیج سے پہلی مرتبہ نظم پڑھی اس کے بعد تحریک آزادی کے پر جوش کارکن کی حیثیت سے آپ نے مجلس احرار کے ساتھ وابستگی قائم کرلی جو آخر وقت تک قائم رہی ۔ آپ کو پہلی مرتبہ ۱۹۲۷ء میں گرفتار کیا گیا اور پھر وقتاً فوقتاً یہ سلسلہ جاری رہا ۔ جو مجموعی طور پر ساڑھے پندرہ سال کے لگ بھگ عرصہ پر محیط ہے ۔ آپ کا انتقال ۱۹ نومبر ۱۹۹۲ء کو لاہور میں ہوا ۔ اسیری کے دوران آپ کو شعر و شاعری کا بھرپور موقعہ ملا اور پھر مجلس احرار

کے جلسوں میں آپ نے اپنے کلام سے سامعین کے دل جیتے۔ آپ کی تصنیفات درج ذیل ہیں۔ کاروان احرار ۸ جلدیں، حیات امیر شریعت، انگریز کے باغی مسلماں، تحریک مسجد شہید گنج، مسیلمہ کذاب سے دجال قادیان تک، بڑھتا ہے ذوق جرم، اور جب پاکستان بن گیا، صور اسرافیل، (شعری مجموعہ) اور نغمہ جانباز (نظموں کا مجموعہ) قابل ذکر ہیں مجلس احرار کے پلیٹ فارم سے آپ نے کئی مواقع پر نحتیہ اشعار بھی کہے جو ملاحظہ ہوں۔

نحتیہ کلام:

یہاں ڈھلتے ہوئے سورج کا ہم انجام دیکھیں گے
وہ جن کی صبح دیکھی تھی اب ان کی شام دیکھیں گے

خدا کی سرزمیں پر اہل باطل حکمراں کیوں ہوں
بتوں کو پوجنے والے حرم کے پاسباں کیوں ہوں

اگر تم چاہتے ہو امن ہو سارے زمانے میں
تو یہ دولت ہے پوشیدہ محمدؐ کے خزانے میں

چلو ڈھونڈیں غلاموں کو شہنشاہ کر دیا جس نے
گداؤں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا جس نے

رکھا بلند عمر بھر توحید کا علم
اور ختم مرسلین کے نگہبان رہے ہیں ہم

خون احرار سے جلتا ہے محمدؐ کا چراغ
کفر سے پوچھ یہاں، وارث قرآن ہیں ہم

Scanned with CamScanner

آنے پائے نہ کوئی تخت نبوت کے قریب
دیکھیے خواجہ کونینؐ کے دربار ہیں ہم

زندگی زندہ ہے دنیا میں ہمارے دم سے
موت محکوم ہماری ہے مسلمان ہیں ہم

ستم گروں کا نشانہ ہے ارض جلوہ نواز
ہوا جہاں سے ہے معراج عشق کا آغاز

خدائے پاک سے رشتے کو استوار کریں
خدا کے بعد محمدؐ پہ جاں نثار کریں

جلیل عالی:

اصل نام ۔ محمد جلیل عالی ، قلمی نام ۔ جلیل عالی ، تخلص ۔ عالی والد کا نام حاجی فتح محمد تھا جو دیہی مسلم لیگ امرتسر کے ضلعی صدر تھے ۔ آپ ۱۲ مئی ۱۹۴۵ء کو ویرو کے ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ قیام پاکستان کے بعد آپ کے والدین ۱۹۴۷ء تا ۱۹۴۹ء تک چھچھر والی ضلع گوجرانوالہ میں مقیم رہے اور اس کے بعد کوٹ رادھا کشن ضلع قصور میں آباد ہو گئے ۔

آپ نے میٹرک کا امتحان ۱۹۶۱ء میں گورنمنٹ ہائی اسکول کوٹ شیر سنگھ (کوٹ رادھا کشن) سے پاس کیا ، ایف اے اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور اور بی اے ۔ ایم اے او کالج لاہور سے کیا ، اور ۱۹۶۷ء میں اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم اے اردو کیا ۔ اس کے بعد پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے سوشیالوجی کی ڈگری حاصل کی ،

عالی عملی زندگی میں درس و تدریس سے وابستہ ہیں اور بحیثیت

ایسوسی ایٹ پروفیسر اردو، فیڈرل گورنمنٹ سرسید کالج مال روڈ، راولپنڈی کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ آپ کا شعری مجموعہ "خواب دریچہ" کے نام سے ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا تھا دوسرا شعری مجموعہ "تعبیر کوئی" کے نام سے زیر طبع ہے اس کے علاوہ نثر میں "مقالات" کے نام سے تنقیدی مضامین کا مجموعہ زیر ترتیب ہے

نعتیہ شاعری بھی کرتے ہیں گو آپ کی نعتوں کی تعداد زیادہ نہیں ہے لیکن جو چند ایک ہیں اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت دیدنی ہے۔

نعتیہ کلام

دنیا نے جہاں بھی کوئی دیوار اٹھائی
اک راہ ترے شوق ستارے نے بچھائی
ہر دشت بلا سے تری چاہت نے نکالا
ہر آگ اسی ابر تسلی نے بجھائی
تنویر خیالوں کی ترے ذکر کا موسم
تفسیر اجالوں کی تری مدح سرائی
چھٹتے ہیں ترے نام سے ذہنوں کے اندھیرے
ملتی ہے تری یاد سے سینوں کو صفائی
زندہ ہے زمانوں میں وہ تحریک کی صورت
تو نے جو ضمیروں کو مساوات سکھائی
گر ترے نشانات سفر یاد نہیں ہیں
بیکار ہے تدبیر کی سب آبلہ پائی

حافظ امرتسری: اصل نام ۔ محمد شریف ، ادبی نام ۔ حافظ ، امرتسری ، آپ ۱۹۱۹ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ شاعری کا شوق بچپن ہی سے تھا ۔ پندرہ سولہ سال کی عمر میں شعر کہنے لگے ۔ حافظ امرتسری کے استاد صبیٰ امرتسری ایک پختہ گو شاعر تھے موصوف شاعری کے فنی رموز سے خوب واقف تھے ، اور نعت گوئی اور نعت خوانی کو ہی اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بناتے رہے ۔ استاد صبیٰ ۱۹۴۷ء میں امرتسر میں فسادات کے دوران شہید ہو گئے تھے ۔

حافظ صاحب نے مسلم لیگ اور تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور مسلم لیگ کے لئے بہت سی نظمیں بھی لکھیں مسلم لیگ اور قائداعظم کے جلسوں میں پڑھنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی ۔ مسلم لیگ کے سرگرم رکن ہونے کے سبب جب ان پر عرصہ حیات تنگ ہو گیا ۔ تو ۱۹۴۱ء میں مع اہل و عیال لاہور آ گئے لاہور آکر بدستور سرگرمیاں جاری رکھیں اور پنجاب مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری رہے ۔ ۱۹۴۷ء میں جب مہاجرین کا سلسلہ شروع ہوا تو والٹن کیمپ لاہور میں خدمات سرانجام دیں ۔ جب مہاجرین کی آباد کاری شروع ہوئی تو وہاں نگران افسر کی حیثیت سے بھی کام کیا ۔ انہوں نے رزق حلال کمانے کے لئے پیسہ اخبار انارکلی لاہور میں بٹنوں کی دکان کھول لی ۔

بقول سرور مجاز حافظ امرتسری دو شخصیتوں کا مجموعہ تھے ۔ کاروبار کے لحاظ سے وہ حافظ بٹنوں والے اور بحیثیت شاعر حافظ امرتسری مشہور تھے ۔ وہ اردو زبان کے قادر الکلام شاعر تھے تو دوسری طرف پنجابی زبان میں غزل سرا نظر آتے ہیں ۔

حافظ امرتسری بنیادی طور پر غزل کے شاعر تھے لیکن انہوں نے کامیاب نظمیں بھی کہی ہیں ۔ جن شعراء نے غزل کی بنیاد پر اپنے کلام کو منوایا اور خود کو زندہ رکھا ان میں حافظ امرتسری کا نام بڑی اہمیت کا حامل ہے ۔

انہوں نے حمد ، نعت ، غزل ، نظم ، قطعہ غرض ہر صنف سخن میں

طبع آزمائی کی ہے ۔ پنجابی زبان پر بھی دسترس حاصل تھی ، انہوں نے " بھگت " اور جیرو " جیسی کامیاب فلموں کے گانے بھی لکھے جو بہت مقبول ہوئے ۔

ان کے ہم عصر شعراء میں علامہ لطیف انور ، علامہ تاجور نجیب آبادی ، ہری چند اختر اور سیلا رام وفا ، اس کے علاوہ حافظ امرتسری کے ایک دوست ہندو شاعر اختر رضوانی بھی تھے وہ بہت اچھے شعر کہتے تھے ۔ آخر دم تک لوگوں کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ ہندو ہے ۔ ساحر لدھیانوی حافظ امرتسری کے قریب رہتے تھے ۔ ساغر صدیقی سے بھی ان کا تعلق قائم تھا ۔

حافظ صاحب کے دوستوں میں منشی عبدالرحیم بہت نمایاں رہے جن کی حافظ امرتسری کے ساتھ چالیس سال تک رفاقت رہی ۔ حافظ امرتسری صاحب اولاد تھے اور ان کے چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں ۔ ان میں سے وکیل اور جج ہیں اور کچھ امریکہ سعودی عرب اور انگلینڈ میں رہائش پذیر ہیں ۔ آپ کی اولاد میں سے خان وحید عالم خان زیادہ نمایاں ہیں ۔

معروف شاعر حافظ امرتسری ۸ مارچ ۱۹۹۱ء بروز جمعہ بمقام لاہور اس دنیا سے رخصت ہوئے ۔ انتقال کے وقت ان کی عمر مبارک پچھتر سال تھی

مرحوم ایک محب وطن اور عظیم قادر الکلام شاعر تھے ۔ ان کی نعتوں کا مجموعہ " گلزار ارم " اور نظموں کا مجموعہ " قائداعظم اور ہم " شائع ہو چکے ہیں ۔ ان کا غیر مطبوعہ کلام کئی ہزار اشعار پر مشتمل ہے ۔

حافظ امرتسری کی زندگی کے آخری دس سالوں میں زیادہ تر نعت گوئی ہی ان کا اوڑھنا بچھونا رہی پچاس سال قبل نعت گوئی سے ہی انہوں نے شاعری کا آغاز کیا تھا ۔ آپ کا نعتیہ مجموعہ " حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ایسا کلام ہے جسے ان کی زندگی میں سند قبولیت عوامی ملی ۔ خدا کرے ان کے لیے حسن عقیدت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ گلدستہ توشہ آخرت بھی ہو ۔

۱۵۲ اشعار پر مشتمل یہ نعت حافظ امرتسری کے کمال سخنوری پر ایک ناقابل تردید سند ہے۔

نمونہ کلام:

لکھا ہے آقا کہ میں نے اپنی وفا کو تبدیل کر لیا ہے
میں ناخداؤں کا ہو گیا ہوں خدا کو تبدیل کر لیا ہے
لکھا ہے آقا تمہارے زندہ اصول ٹھکرا دیئے ہیں میں نے
خودی کی جھوٹی انا کے پرچم ہوا میں لہرا دیئے ہیں میں نے
لکھا ہے آقا مری شرافت کو ڈس گئی آج کی ثقافت
میں احتجاجاً نہ کر سکا کچھ کہ مر گئی ہے مری حمیت
لکھا ہے آقا کہ میں نے بیعت یزید اختیار کر لی
جو زندگی بے وقار سی تھی وہ زندگی باوقار کر لی
لکھا ہے آقا کہ میری کوٹھی پناہ گاہ گناہ گاراں
زبان درازان ملک و ملت سکندران سیاہ کاراں
لکھا ہے آقا حرام قسموں سے میں نے اولاد پال لی ہے
مرے بڑھاپے کو روک لے جو وہ قیمتاً میں نے ڈھال لی ہے
لکھا ہے آقا کہ میری بیٹی نے سر سے چادر اتار دی ہے
مرے بڑوں کی بچی بچائی جو گھر میں پونجی تھی ہار دی ہے
لکھا ہے آقا ہزار صادق ہزار جعفر بنائے میں نے
یہ باغ کے بامراد بوٹے خود اپنے ہاتھوں سے لگائے میں نے
لکھا ہے آقا نظام دنیا مرے اشاروں پہ چل رہا ہے
نئے سویرے ابھر رہے ہیں پرانا سورج پگھل رہا ہے
لکھا ہے آقا کہ مجھ کو ورثے میں جو ملا تھا وہ کھو دیا ہے
مرے بڑوں نے جو نام مجھ کو عطا کیا تھا ڈبو دیا ہے

خدا کرے حافظ امرتسری کی یہ واردات قلبی عام ہو
احساس ملک و قوم پیدا ہو عزت وقار وہی بیدار ہو

حافظ مظہر الدین صاحب چشتی صابریؒ:

آپ سکوہا ضلع گرداسپور میں ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے۔ آپ علامہ مولانا نواب الدین کے صاحبزادے تھے۔ علامہ صاحب سراج الحق صاحب چشتی صابری کے مرید تھے آپ نے سلسلہ چشتیہ صابریہ میں اپنے والد کے ہاتھ پر بیعت کی۔

حضرت حافظ صاحبؒ نے ۱۹۲۵ء میں ابتدائی تعلیم علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ میں حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ کے قائم کردہ مدرسہ نقشبندیہ میں صاحبزادگان کے ساتھ تین سال تک حاصل کی۔ پٹیالہ کی سلمیٰ نامی خاتون سے قرآن مجید حفظ کیا۔ مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں ۳۲ - ۱۹۳۱ء میں تعلیم حاصل کی۔ یہاں پر مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی آپ کے ہم درس تھے۔ اس کے علاوہ نامور عالم دین مولانا غلام جہانیاں سے اور دربار شریف حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ سے ملحقہ مدرسے سے بھی تعلیم حاصل کی۔ آپ مدرسہ نعمانیہ امرتسر میں بھی پڑھتے رہے اور امرتسر کی عظیم علمی شخصیت علامہ مولانا محمد عالم آسی سے کسب فیض کیا حضرت حافظ صاحب رمداس ضلع امرتسر مسلم لیگ کے صدر بھی رہے اور ۴۷ - ۱۹۴۵ء کے دوران تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

آپ علمی و ادبی حلقوں میں بھی ممتاز مقام رکھتے تھے اور ایک جید عالم، بلند پایہ شاعر اور باکمال مقرر بھی تھے۔ خصوصاً آپ نے شاعری کی صنعت نعت گوئی میں نمایاں مقام حاصل کیا، حضرت حافظ صاحبؒ کے مندرجہ ذیل مجموعہ کلام شائع ہو چکے ہیں:

Scanned with CamScanner

۱۔ شمشیر سناں ، ۲۔ عرب و عجم ۳۔ تجلیات ، ۴۔ جلوہ گاہ ۔ ۵۔ باب جبریل ۶۔ نشان راہ ۷۔ وادی نیل (جرجی زیدان کے ناول کا اردو ترجمہ) حضرت حافظ صاحب کے علمی و ادبی مضامین روز نامہ زمیندار ، کوہستان ، ندائے ملت ، تعمیر اور دیگر رسائل و اخبارات میں شائع ہوتے رہے ۔ حافظ صاحب کے مقام نعت گوئی پر جناب گوہر ملسیانی نے ماہنامہ ضیائے حرم لاہور کے شمارہ دسمبر ۱۹۷۶ء میں دور حاضر کے ایک عظیم نعت گو کے عنوان سے ایک طویل و عربیض اور پر از معلومات مضمون لکھا ہے ۔

آپ کا وصال ۲۲ مئی ۱۹۸۱ء کو ہوا ۔ ۲۳ مئی ۱۹۸۱ء کو قبرستان عید گاہ راولپنڈی میں آپ کے جسد خاکی کو عارضی طور پر دفن کیا گیا ۔ پھر ایک سال بعد آپ کے تابوت مبارک کو مری کی راہ میں چھتر کے قریب دفن کیا گیا ۔ روائت ہے کہ آپ کا جسم مبارک بالکل ایسی حالت میں تھا جیسے ابھی دفن کیا گیا ہو ۔

نعتیہ کلام:

کرم نما ہے تیری ذات یا رسول اللہ
ملے فقیر کو خیرات یا رسول اللہ
بسر ہوں کیف میں دن رات یا رسول اللہ
رہے زبان پہ تیری بات یا رسول اللہ
ہوں مبتلائے بلیات یا رسول اللہ
بس ایک چشم عنایات یا رسول اللہ
میں کیا بیان کروں حاجات یا رسول اللہ
کہ تو ہے واقف حالات یا رسول اللہ
ہوں تجھ پہ لاکھوں درود و اسلام یا خواجا
ہوں تجھ پہ سینکڑوں صلوات یا رسول اللہ

Scanned with CamScanner

ترا کرم نہ ہو یاروں تو اٹھ نہیں سکے
دل و نظر کے حجابات یا رسول اللہ
وہیں پہنچ کے مرے بھی گناہ دھل جائیں
جہاں ہے نور کی برسات یا رسول اللہ
نہ ہوتے ارض و سموات ، عرش و لوح و قلم
اگر نہ ہوتی تیری ذات یا رسول اللہ
ترے مقام کی رفعت کو پا نہیں سکتے
تصورات و خیالات یا رسول اللہ
وہی پسند ہے مولائے کائنات کو بھی
پسند ہے جو تجھے بات یا رسول اللہ
یہ ذوق و شوق ترے شہر میں جو گذرے تھے
نصیب ہوں وہی لمحات یا رسول اللہ
مروں تو خاک مدینہ میں جذب ہو جائیں
مرے وجود کے زرات یا رسول اللہ
تری جناب میں پھر آج لے کے آیا ہوں
یہ تازہ نعت کی سوغات یا رسول اللہ
بحق حضرت حسان شاعر دربار
قبول ہوں مرے نغمات یا رسول
بجود کے ہیں طلبگار تیرے مظہر سے
نئے منات نئے لات ہیں یا رسول اللہ

Scanned with CamScanner

حامد حسن حامد:

اسم گرامی حامد حسن ۔ تخلص حامد ، والد کا نام ۔ غلام نبی خواجہ ، آپ ۲۶ مارچ ۱۹۳۲ء کو چوک فرید امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ موصوف نے ایم اے او ہائی سکول امرتسر سے میٹرک کا امتحان پاس کیا ۔

تقسیم ہند کی وجہ سے مزید تعلیم جاری نہ رکھ سکے قیام پاکستان کے بعد لاہور میں رہائش اختیار کی اور یہیں عملی زندگی کا آغاز کیا ۔

انہیں شعر و شاعری کا شوق زمانہ طالب علمی سے ہے ۔ ابتداء میں رسالہ تعلیم و تربیت میں لکھنا شروع کیا اور اب تک ملک کے رسائل جرائد اخبارات میں آپ کا کلام شائع ہوتا رہتا ہے ۔ نعتیہ شاعری کی طرف طبیعت زیادہ مائل ہے ۔ موصوف زیادہ تر نعتیں کہتے ہیں آغا سائل کاشمیری آپ کے بڑے بھائی تھے جو خود بھی بہت بڑے نعتیہ شاعر تھے ۔

نعتیہ کلام:

انؐ کے کرم کی رکھتا ہوں ہر وقت آس میں
حامد کبھی ہوا ہی نہیں ہوں نہیں ہوں اداس میں
آتی ہے انؐ کی یاد تو لگتا ہے یوں مجھے
جیسے کہ آ گیا ہوں مدینے کے پاس میں
میرے لئے تو وجہ تسلی ہے انؐ کا نام
فکر جہاں سے ہوتا نہیں بے حواس میں
لائخر نو ہے حرف مسرت میرے لئے
پاتا ہوں غم ، نہ زیست میں خوف و ہراس میں
میرے حضورؐ گوہر ایمان و آگہی
اور زندگی میں نے وہم و گمان و قیاس میں
بحر سخا بھی آپؐ محیط کرم بھی آپؐ

عجز و نیاز و بندگی و التماس میں
ہو مجھ کو بھی زیارت باب کرم نصیب
یا رب ! یہ دل میں رکھتا ہوں مدت سے آس میں
تعبیر کب ملے ؟ مجھے ، میرے خواب کی
کب خود کو پاؤں گا ۔ در اقدس کے پاس میں
سچ پوچھئے اگر ، تو یہی چاہتا ہے جی
اب جابسوں حضورؐ کے روضے کے پاس میں
حب نبی ہے اصل میں بنیاد زندگی
کہتا ہوں اس کو دین وفا کی اساس میں
اللہ رہے وہ اسم محمدؐ وہ اس کا کیف
پاتا ہوں کب عجیب سی اس میں مٹھاس میں
مجھ بے نوا کو اپنے کرم سے نواز دے
مردم شناس ہوں نہ زمانہ شناس میں
سیراب کب ہوا ؟ مئے توحید کے بغیر
حامد کہاں کہاں نہ بھرا لے کے پیاس میں

قلب محزوں دل مضطرب کے لئے
جانفزا جانفزا آپ کا نام ہے
دل میں پھیلی ہوئی ہے ضیاء آپ کی
لب پہ صلی علیٰ آپ کا نام ہے
لالہ و گل میں ہے دلکشی آپ سے
ماہ و انجم میں ہے روشنی آپ سے
وجہ کون و مکاں آپ کی ذات ہے

فخر ارض و سما آپ کا نام ہے
سرور انبیاء شاہ دنیا دیں
سید المرسلیں ، شافع مذنبیں
رحمت دو جہاں ہے لقب آپ کا
احمد مصطفےٰ آپ کا نام ہے
آپ آئے رو روشن ہوئے راستے
راہ حق پر چلے لوگ بھٹکے ہوئے
رہنما رہنما ہیں اصول آپ کے
دلکشاد و لکھنا آپ کا نام ہے
سب درود و سلام آپ کے واسطے
سب دعا و ثنا آپ کے واسطے
نام لیوا یہاں جو بھی ہیں آپ کے
ان کے لب پر سدا آپ کا نام ہے
آپ آئے تو جگ میں اجالا ہوا
آپ آئے تو روشن سویرے ہوئے
آپ نور ہیں آپ نور خدا
پڑھنا پر ضیا آپ کا نام ہے
آپ کی جس پہ چم کرم ہو گئی
راحتوں کے خزانے اسے مل گئے
بے کسوں اور مصیبت زدوں کے لئے
کتنا راحت فزا آپ کا نام ہے
میں نہیں جانتا ہوں کچھ اس کے سوا
آپ اول مرا آپ آخر مرا

میری خواہش میری حسرت و آرزو
اور مراندعا آپ کا نام ہے

حسن بخت راجا:

اصل نام ۔ حسن بخت رانا ، قلمی نام ۔ حسن بخت ، تخلص ۔ بخت تھا ۔ والد کا نام رانا مہر خان تھا جو زمیندارہ کرتے تھے ، آپ ۱۹۱۹ء میں گلی نور شاہ امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ آپ نے ابتدائی تعلیم امرتسر سے حاصل کی تھی اور قیام پاکستان کے بعد ایم اے فارسی کا امتحان پاس کیا تھا ۔

آپ نے عملی زندگی کا آغاز متحدہ ہندوستان کے وقت محکمہ پولیس سے کیا تھا ۔ لیکن طبیعت اور مزاج سامراج مخالف تھا اس لئے انگریز کی ملازمت کو خیر باد کہہ دیا اور سیاست کے میدان میں قدم رکھا اور آل انڈیا مسلم لیگ کے سرگرم رکن بن گئے ۔

اس کے بعد درس و تدریس کے پیشہ سے وابستہ ہو گئے اور تقسیم ہند کے بعد بھی اسی پیشہ سے وابستہ رہے

۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کو سقوط ڈھاکہ کی خبر سن کر اچانک گر پڑے اور فالج کا حملہ ہوا ۔ اس حادثہ کے چند ماہ بعد ۲۳ فروری ۱۹۷۲ء کو بعارضہ فالج انتقال کر گئے ۔ آپ کو میانی صاحب میں دفن کیا گیا ۔

آپ کو اوائل عمر میں ہی شعر و شاعری کا شوق تھا ۔ امرتسر میں صوفی ترک ہوٹل میں آپ اپنے ہمعصر شعراء کے ساتھ شاعری کی مجلسوں میں بیٹھا کرتے تھے آپ کے مجلسی دوستوں میں سیف الدین سیف ، صہیر کاشمیری ، آغا نعلش کاشمیری ، عیسیٰ نظامی ، اقبال کوثر ، احمد راہی ، عارف عبدالمتین ، صدیق کلیم ، نفیس خلیلی ، علاء الدین کلیم ، ظہور الحسن ڈار ، بابو غلام محمد بٹ اور پرنس رشید کے نام نمایاں تھے ، آپ کے دو شعری مجموعے بھی شائع ہوئے تھے جن میں سے ہر شاخ گل صلیب اور شکست شب نمایاں ہیں ۔

Scanned with CamScanner

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا رنگ ملاحظہ کیجئے:

نعتیہ کلام:

احد کے نام سے وابستہ نام احمدؐ ہے
خدائے پاک کا فرمان کلام احمدؐ ہے
بھٹکتے پھرتے ہیں انسان کیوں سرابوں میں
رہ حیات کا ضامن پیام احمدؐ ہے
اٹھا لو بڑھ کے ، اندھیروں کے بھوت رقصاں ہیں
ضیائے طور سے برسے جام احمدؐ ہے
جلے چراغ ، حرم سے نگار منزل تک
سنا ہے عرش بریں پر قیام احمدؐ ہے
اسی سے لرزاں ہیں آسیب کفر آذر کے
جو قول و فعل میں دل سے غلام احمدؐ ہے
جمال سیرت احمدؐ ہے مشعل ایماں
تمام عظمت دوراں بنام احمدؐ ہے
تلاش بخت نہ کر تو خرد کے پردوں میں
حد شعور سے آگے مقام احمدؐ ہے

سائیں حیدر شاہ:

اصل نام ۔ غلام حیدر ، ادبی نام ۔ سائیں حیدر شاہ ، والد کا نام سائیں مولا شاہ ۔ آپ ۹۶ ۔ ۱۸۹۵ء میں امرتسر کے کٹڑہ گھنیاں میں پیدا ہوئے ۔ آپ نے ابتدائی طور پر سکول میں چند کلاسیں پڑھیں لیکن خدا داد صلاحیت کی بناء پر اوائل عمر میں ہی انگریزی ، فارسی اور اردو سے واقفیت حاصل کر لی ۔ سائیں حیدر شاہ صاحب نے روحانی تربیت اپنے والد سائیں مولا

شاہ سے حاصل کی اور ۔ درویشانہ زندگی اختیار کی ۔

تقسیم ہند کے بعد آپ پاکستان چلے آئے اور گوجرانوالہ کے ایک گاؤں کریال کلاں میں رہائش اختیار کرلی ۔ بعد میں چوہڑ کانہ فاروق آباد ضلع شیخوپورہ میں مستقل ہو گئے ۔

آپ کا انتقال آپ کے مرید سائیں بوٹے شاہ کوٹلی پیر عبدالرحمان کے گھر باغبانپورہ لاہور میں بروز منگل ۷ اگست ۱۹۷۲ء بمطابق ۲۴ ساون ۲۰۲۹ بکرمی ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۹۲ھ کو ہوا اور اسی دن آپ کے جسد خاکی کو ضلع شیخوپورہ میں دفنایا گیا ان کے مرید ہر سال ۶ ستمبر بمطابق ۲۲ بھادوں (تاریخ وفات مولا شاہ) زیر نگرانی سید محمد جمیل آسی نوشاہی منعقد کرتے ہیں ۔

آپ شعر و سخن کا ذوق رکھتے تھے آپ نے پنجابی زبان میں شاعری کی ہے ۔ "بول حیدری" سائیں حیدر شاہ کی زندگی اور شاعری کے حوالے سے ایک کتاب میاں ظفر مقبول صاحب نے مرتب کی ہے جس میں سائیں حیدر شاہ کی کافیاں بیان کی گئی ہیں ۔

ان کے کلام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا رنگ ملاحظہ ہو:

نعتیہ کلام:

کلی کانیاں دی راہ دے وچ پاواں
وے جنہیں راہیں آویں سجنا !
سجدے کرکے عمر وہائی
اجے نہ آیا میرا مدنی ماہی
میں کس نوں حال سناواں
وے جنہیں راہیں آویں سجنا !
باد صبا اک عرض گزاریں

شاہ عرب نوں جاکے سناویں
آس منداں دی آس بجاویں
میں چشماں دے فرش وچھاواں
وہ جنہیں راہیں آویں بھنا !
طہ یسین ذاتی نام ہے تیرا
الف لام میم ڈٹھا کھڑا تیرا
توں حاکم میں تیرا چیرا
وے جنہیں راہیں آویں بھنا !
حیدر شاہ بندہ تیرا
توں ہیں سب دا سب جگ تیرا
میں راہ وچ اونسیاں پاواں
وے جنہیں راہیں آویں بھنا !
کلی کانیاں دی راہ وچ پاواں
وے جنہیں راہیں آویں بھنا !

خالد بزمی :

اصل نام ۔ محمد یونس ، ادبی نام ۔ خالد بزمی ، تخلص ۔ بزمی ، آپ ۱۲ مارچ ۱۹۳۲ء کو امرتسر کے محلہ کٹڑہ سفید (چٹا) میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے والد صاحب کا نام شیخ عبدالعزیز تھا ۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اسلامیہ ہائی سکول امرتسر سے حاصل کی ۔ جب آپ آٹھویں جماعت میں تھے تو پاکستان کا قیام عمل میں آگیا قیام پاکستان کے وقت آپ کی رہائش امرتسر عید گاہ کے پاس تھی ۔
تقسیم ہند کے بعد آپ لاہور والدین کے ساتھ چلے آئے اور اپنی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا ، آپ نے ۱۹۵۵ء میں اسلامیہ ہائی سکول خزانہ گیٹ لوئر

مال لاہور سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ سے بی اے تک تعلیم حاصل کی۔ ایم اے عربی، اردو اور علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی سے کیا، عربی زبان و ادب کی بنا پر گولڈ میڈل حاصل کیا۔ موصوف ریاض یونیورسٹی سعودی عرب سے بھی سند یافتہ ہیں۔

بزمی صاحب شعر و شاعری کا ذوق رکھتے ہیں، زیادہ تر نعت اور نظم میں اصناف سخن کیا۔ آپ نے شاعری کا آغاز ۱۹۴۷ء میں کیا۔ آپ کی سب سے پہلی نظم ماہنامہ "فرحان" لائل پور (فیصل آباد) میں ۱۹۴۹ء میں شائع ہوئی آپ میر، غالب، حالی، علامہ اقبال، ظفر علی خاں جیسے شاعروں سے متاثر ہوئے آپ بلند پایہ شاعر اور نامور ادیب ہیں آپ کی مطبوعہ تصانیف و تالیفات میں تمدن و تاریخ اسلام، اسلامی تعلیمات، تعلیم علوم اسلامیہ، (جلد اول دوم) یادگار آزاد (آزاد کے بارے میں کتاب) بچپن کے نغمے (بچوں کے لئے نظموں کا مجموعہ) یاد غالب اور یاد اقبال (خالد شفیق کے ساتھ مل کر) جبکہ غیر مطبوعہ تصانیف میں سنہری جالیوں کے سامنے، سبز گنبد دیکھ کر، (نعتیہ مجموعے) فکر و خیال (مجموعہ غزلیات) صور اسرافیل (نظموں کا مجموعہ) مقالات بزمی جلد اول (اردو ادب سے عشق) مقالات بزمی جلد دوم (عربی ادب سے متعلق) مقالات بزمی جلد سوم (فارسی ادب سے متعلق) قابل ذکر ہیں اس کے علاوہ آپ کی ادبی تخلیقات جام نو سیارہ، شام و سحر نعت نمبر، ضیائے حرم، امروز، مشرق، کوہستان، نقاد وغیرہ رسائل کی زینت بنتی رہتی ہیں۔ "الرشید" نعت نمبر کی مجلس مشاورت میں آپ شامل ہیں۔ آپ کا ایک نعتیہ مجموعہ جو پہلے "نسیم حجاز" کے نام سے تھا۔ اب سید سادات کے نام سے شائع ہو رہا ہے۔

آپ شعبہ درس و تدریس سے وابستہ رہے ہیں۔ آپ نے ملازمت کا آغاز ۱۹۵۶ء سے بحیثیت لیکچرار عربی، علوم اسلامیہ، اسلامیہ کالج ریلوے

روڈ لاہور سے کیا تھا۔ اس کے بعد مختلف کالجز میں اپنی ملازمت کی میعاد پوری کرنے بعد ۱۲ مارچ ۱۹۹۲ء کو گورنمنٹ ایم۔اے۔او کالج لاہور سے ریٹائر ہو گئے

آج کل آپ تصنیف و تالیف میں مصروف رہتے ہے اور خوش و خرم زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آپ کی رہائش عزیز منزل دولت رام سٹریٹ بخت خان روڈ (سابق نکلسن روڈ) لاہور میں ہے۔

نعتیہ کلام:

محمدؐ رہبر دنیا و دیں تشریف لے آئے
وہ فخر اولین و آخریں تشریف لے آئے
وہ جن کے بعد اب کوئی بھی پیغمبرؐ نہ آئے گا
وہ ختم الانبیاء المرسلیں تشریف لے آئے
ہمیں لاتقنطوا کا مژدہ رحمت سنانے کو
مسلمانو ! شفیع المذنبین تشریف لے آئے
زمانہ جن کو صادق اور امیں تسلیم کرتا ہے
زمانے میں وہ صادق اور امیں تشریف لے آئے
وہ ابراہیمؑ کے دل کی دعا ، عیسیٰؑ کی خوشخبری
وہ سب پیغمبروں میں بہتریں تشریف لے آئے
وہ جن کی رشک صد مہتاب پیشانی پہ لکھا ہے
جلی الفاظ میں ۔ فتح مبیں ۔ تشریف لے آئے
زمین و آسمان کا فاصلہ اک جست ہے جن کو
رسائی جن کی تا عرش بریں تشریف لے آئے
قیامت تک نبی نوع بشیر کی رہنمائی کو
وہ عرش اقبال بر روئے زمیں تشریف لے آئے

Scanned with CamScanner

خدائے پاک کا کتنا کرم ہے ہم پہ اے بزمی
جہاں میں رحمۃ للعالمین تشریف لے آئے

خدا بخش اظہر امرتسری:

اصل نام ۔ خدا بخش ، ادبی نام ۔ اظہر امرتسری ، تخلص ۔ اظہر
امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ تعلیم کا بیشتر حصہ امرتسر سے مکمل کیا اور پھر لاہور چلے
آئے ۔ ان کی اصل وجہ شہرت صحافت تھی ۔ لاہور کے روزنامہ " زمیندار " کے
ایڈیٹر بھی رہے ۔ اچھے شاعر کامیاب مصنف اور ایک سلجھے ہوئے ادیب تھے ۔
شروع میں کانگریس کے زبردست حامیوں اور کارکنوں میں سے تھے مگر ۱۹۴۵ء
میں قرار داد پاکستان کے پاس ہونے پر مسلم لیگ کے پر جوش ممبر بن گئے ۔
آپ ایک دلچسپ کتاب " خونی تحریکیں " کے مصنف بھی تھے ۔

آپ کا انتقال ۹ دسمبر ۱۹۵۵ء کو حرکت قلب بند ہونے سے ہوا
انتقال کے وقت عمر صرف ۴۲ سال تھی ۔

نعتیہ کلام:

اظہر تو ازل سے ہے شیدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہو کیوں نہ دل و جان سے قربان مدینہ
اے صل علی نسبت سلطان مدینہ
شاہوں سے بھی افضل گدایان مدینہ
رضوان ہے ہر اک صاحب ایماں مدینہ
فردوس ہے اک گوشہ داماں مدینہ
آغوش محبت میں لیا روضہ اطہر
ہر ذرہ عالم پہ ہے احسان مدینہ
وہ خاک کہ اکسیر ہے جسے کہتی ہے دنیا
ہے خاک کف پائے گدایان مدینہ

Scanned with CamScanner

راشد حسن رانا:

اصل نام ۔ راشد حسن ۔ قلمی نام ۔ راشد حسن رانا ، تخلص ۔ رانا ، والد کا نام ۔ حسن بخت تھا ۔ جو خود بھی بہت اچھے شاعر تھے ۔ راشد حسن رانا ۱۹۴۳ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ تقسیم ہند کے بعد ان کے والدین پاکستان چلے آئے اور لاہور گوالمنڈی میں رہائش اختیار کی ۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم ۔ اے اردو ۔ ایم اے پنجابی ، ایم اے پولٹیکل سائنس کیا ۔

عملی زندگی کا آغاز بحیثیت لیکچرار اسلامیہ کالج آف کامرس میں سے کیا ۔ ۱۹۷۳ء میں قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد سے وابستہ ہو گئے آج کل بھی قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں شعبہ پاکستان سٹڈیز میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں ۔

ابتداء میں اردو میں نظمیں کہتے تھے بعد میں پنجابی میں شاعری میں زیادہ رغبت ہو گئی اور آج کل پنجابی میں بھی شعر کہتے ہیں ۔ آپ کے دو شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں ۔

پہلا شعری مجموعہ "چپ چپیتی شام" کے نام سے شائع ہوا ۔ جسے پاکستان رائٹرز گلڈ کی طرف سے ایوارڈ دیا گیا ۔ دوسرا شعری مجموعہ "نیلے چن دی رات" کے نام سے شائع ہوا جسے صدر پاکستان جناب فاروق احمد لغاری نے ایوارڈ سے نوازا :

نمونہ کلام :

طبلے اتے تھاپ پئے
تے جان ہڈاں وچ کنبے
تن دے وچ اک تارا بولے
ہوش نوں کوئی جھنبے
جے ڈی پاتال چوں جیویں

لوک ۔۔۔ ۔۔۔ اک ۔۔۔ ۔۔۔
۔۔۔ اندر ۔۔۔ ۔۔۔
وکھاں ۔۔۔ ۔۔۔
۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
لکھاں ۔۔۔ وکھاوے
لو ۔۔۔ اک دل ۔۔۔ اندر
۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
ہم ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
آکے ۔۔۔ ۔۔۔
ساری ۔۔۔ اندر ۔۔۔
سورج ۔۔۔ ۔۔۔
مظلاں ۔۔۔ رخصت ۔۔۔
لہہ ۔۔۔ ۔۔۔ آوے
۔۔۔ اثبات ۔۔۔ ۔۔۔
کھلر ۔۔۔ ۔۔۔
لاوے ایس اک موڑ تے آ کے
۔۔۔ کھڑ ۔۔۔ ۔۔۔
اک ہوون دی تانگھ نوں لے کے
۔۔۔ ۔۔۔ یار ۔۔۔

رحیم امرتسری:

اصل نام ۔ عبدالرحیم ، قلمی نام ۔ رحیم امرتسری ، تخلص ۔ رحیم ۔ آپ قریباً ۱۹۰۵ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ سائیں مولا شاہ کے خاص

مریدوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ مولا شاہ کی تسبیحات کی آپ ہی نے کتابت کی تھی۔ سائیں مولا شاہ کی صحبت میں رہنے کی وجہ سے شعر و شاعری کا چسکا پڑا اور شعر کہنے شروع کیے۔

تقسیم ہند کے بعد آپ فیصل آباد میں آئے اور یہیں ۱۹۸۲ء میں آپ کا انتقال ہوا۔

نعتیہ شاعری کے حوالے سے بلند مقام رکھتے تھے گلدستہ عقیدت کے نام سے آپ کا ایک نعتیہ مجموعہ بھی شائع ہوا تھا۔ ذیل میں آپ کے نعتیہ مجموعے سے درج ذیل اشعار بطور نمونہ پیش کیے جا رہے ہیں۔

نعتیہ کلام:

پردہ راز میں توحید کا ہمراز آیا
بن کے سب نبیوں میں وہ بہتر و ممتاز آیا
ان سے پھر دنیا میں تہذیب کا آغاز ہوا
یعنی مخلوق میں اخلاق کا انداز آیا
جبکہ وحدت نے یہ چاہا کہ ہو کثرت کا ظہور
پردہ میم میں چھپ کر وہ جہاں ساز آیا
جن کے پرتھے نہ گئے سدرہ سے آگے لیکن
پر نہ ہونے پہ کہاں کرکے وہ پرواز آیا
طور پر پائے حکیم آئے بصد عجز و نیاز
عرش اعظم پہ قدم ان کا بصد ناز آیا
انبیاء کیوں نہ ہوں ممنون کرم ان کے رحیم
کرتا تقسیم وہ سب نبیوں میں اعجاز آیا

ڈاکٹر رشید انور:

اصل نام ۔ رشید انور ، ادبی نام ۔ ڈاکٹر رشید انور ، تخلص ۔ انور ، ڈاکٹر رشید انور کا شمار پنجابی کے مشہور و معروف شعراء میں ہوتا ہے ۔ ۱۹۶۵ء میں ان کی ایک نظم ۔ جنگ کھیڈ نہیں ہوندی زنانیاں دی " بہت مشہور ہوئی ۔ ڈاکٹر رشید انور ضلع امرتسر (مشرقی پنجاب) کے ایک گاؤں نوشہرا پنواں میں ۱۹۲۳ء میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے والد صاحب کا نام میاں کرم الدین سندھو تھا ۔ تقسیم ہند سے پہلے ہی آپ کے والد میانوالی میں رہائش پذیر ہو گئے تھے ۔ آپ نے ابتدائی تعلیم میانوالی سے حاصل کی ۱۹۴۲ء میں میانوالی سے میٹرک کیا ۔ ۱۹۴۷ء میں محکمہ آبپاشی میں ملازم ہو گئے ۔ ایک سال بعد آپ نے فوج میں ملازمت شروع کی اور سات سال فوجی خدمات سرانجام دینے کے بعد آپ لاہور چلے آئے ۔

آپ نے ہیومیو پیتھک میڈیکل کالج سے ہیومیو پیتھک کی سند حاصل کی اور ہیومیو پیتھک ڈاکٹر بن گئے اور پریکٹس شروع کی ۔ اس کے علاوہ ذریعہ معاش کے سلسلہ میں کئی کام کیے " حتیٰ کہ انارکلی بازار میں بچوں کے کھلونے بھی فروخت کرتے رہے " یہ بات آپ نے اپنے انٹرویو میں بتائی ۔

آپ کی ادبی سرگرمیوں کا آغاز پنجابی ادبی لیگ کے پلیٹ فارم سے ہوا ۔ آپ پنجابی ادبی لیگ سے ۱۹۷۰ء میں وابستہ ہو گئے اس کے بعد پنجابی ادبی لیگ کے رسالے " پنجابی زبان " کے ۱۹۷۵ء تک ایڈیٹر رہے ۔ آپ پاکستان رائٹرز گلڈ کی پنجاب شاخ کے سیکرٹری بھی رہے ۔ آپ کی شاعری کا آغاز زمانہ طالب عالمی سے شروع ہوا اور آخر عمر تک جاری رہا ۔ آپ کی تصنیفات میں مزلاں ، یاداں اور عیاں اڈاریاں شامل ہیں ۔

آخری عمر میں آپ کی زیادہ توجہ پریکٹس پر مرکوز رہی ۔ آپ کو زندگی کے آخری دنوں میں گلے کا کینسر ہو گیا تھا جس کی وجہ سے آپ ۱۹۹۰ء

میں انتقال کر گئے:

نمونہ کلام:

تیری دید نوں ترسن تکا میرے نین وہاے
بن درشن ایہہ اکھیاں جیکن پانی وچ بناے
روضے دے گنبد تے ویکھے وچ خیال کبوتر
بجراں ماری روح دے پنچھی ہو گئے ہور اوا ے
ایہہ بجراں دی چنتا بنوں بنا برابر تکا
اگ دے وگن اندر میں تن چنتا بلد غراے
رج کے ویکھن جوگے کتھے میرے نین نا نے
اک جھلک وچ بھر جاون گئے دو نیناں دے کاے
جے تکا میں قدماں دے وچ بیٹھن لائق ناہیں
کرم کرو تے رکھ لو کدھرے اپنے آے پاے
تہں دیاں سیماں بے وسیاں سڑیاں وچ تھلاں دے
بھٹھی ریت نے لوہیاں تلیاں سر تے سخت تپاے
سہکدیاں سدھراں نوں اتھرے ویلے ٹھنڈے کر دے
چڑیاں موت گنواراں دے لئی تکا بن گئی ہاے
گن دیاں ، گن دیاں دن بجراں دے گنتی دے سہ رہ گئے
رب داتاں اوی بن تے گپ جا لیکھاں پئے آے
لمبی رات بجر دی ۔ انور ۔ کیہ دساں کج گورے
تہں دا اک ٹیٹنا دل نوں دیندا رہوے دلاے

رفیق تشنہ:

اصل نام ۔ محمد رفیق ، قلمی نام ۔ رفیق تشنہ ، تخلص ۔ تشنہ

آپ امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ قیام پاکستان کے وقت آپ تعلیمی مراحل کے نویں زینے پر تھے ۔ میٹرک کا امتحان پاکستان میں آکر پاس کیا ۔

بڑے بھائی پروفیسر حمید نثار کی رہنمائی میں فیصل آباد سے ادبی مجلہ ماہنامہ " فرمان " جاری کیا ۔ بعد میں انہوں نے پاکستان فضائیہ میں شمولیت اختیار کرلی ۔ ۱۹۶۵ء کی پاک و ہند جنگ میں تمغہ خدمت اور ستارہ جرات کے اعزازات سے نوازے گئے ۔ فضائیہ سے ریٹائرمنٹ کے بعد آپ ۱۹۹۲ء تک پی آئی اے سے وابستہ رہے ۔

ادبی زندگی میں اپنے بھائی پروفیسر حمید نثار اور آغا سائل کاشمیری سے رہنمائی حاصل کرتے رہے ہیں ۔ سلسلہ شعری میں حضرت علامہ شاک ترابی سرگودھا کے تلامذہ میں شامل ہیں ۔ جناب سید تاجدار دھلوی سے بھی آپ کا مشیرانہ تعلق رہا ہے ۔ موصوف آج کل گوشہ نشین ہو کر پرانی تحریریں جمع کرنے میں مصروف ہیں ۔

نتیجہ کلام:

اسی نام سے شاد کامی ملے
جسے آسماں سے سلامی ملے
مجھے میری سرکار کے ذکر سے
سرود و وجد بھی دوامی ملے
زمانے میں کوئی اس کا ہمسر نہیں
جسے تیرے در کی غلامی ملے
آساں کر دیئے آپؐ کے کرم نے
مرحلے راہ میں انتقامی ملے
وابستہ ہوئے آپؐ کی یاد سے
وہ لمحات مجھ کو انعامی ملے

Scanned with CamScanner

گناہگار ہیں ، ہے کرم آپؐ کا
یہ لطف و عنایت دوامی ملے
مگر اس کو روز جزا کی نہیں
شہہ دو جہاںؐ جس کا حامی ملے
دم مرگ لب پہ ہو نام آپؐ کا
خوشا بخت یہ نیک نامی ملے

مولانا ریاض الدین ریاض سہروردی کراچی:

مفتی سید محمد جلال الدین چشتی سرلجی کاشمیری کے فرزند کو مولانا ریاض الدین ریاض سہروردی کے نام سے جانا جاتا ہے ۔ جبکہ آپ شاعری میں " ریاض " تخلص کرتے ہیں ۔ آپ کی پیدائش امرتسر میں ہوئی اور ابتدائی تعلیم امرتسر سے ہی حاصل کی شاعری میں اپنے والد بزرگوار سے اصلاح لیتے رہے بعد میں ماسٹر روشن دین روشن مرحوم استاد ایم اے او کالج امرتسر سے تلمذ حاصل رہا ۔

" دیوان ریاض " کے نام سے آپ کا نعتیہ دیوان شائع ہوا ہے آپ انجمن حنفیہ لیبان ریاض کراچی کے صدر بھی ہیں ۔ آپ کے چھوٹے برادران شریف الدین نیر سہروردی اور سید عبدالخالق شاہ سہروردی بھی نعت گو شاعر ہیں ریاض الدین ریاض سہروردی کے نعتیہ اشعار دیکھیے ۔

یا رب تیرے محبوبؐ کا جلوہ نظر آئے
اس نور مجسم کا سراپا نظر آئے
اے کاش کبھی ایسا بھی ہو خواب میں میرے
ہوں جس کی غلامی میں وہ آقا نظر آئے
تا حشر میں قبر میں ہو جائے اجالا

مرقد میں جو ان کا رخ زیبا نظر آئے
روشن رہیں آنکھیں یہ میری بعد فنا بھی
گر وقت نزع وہ شہہ والا نظر آئے
جس در کا بنایا ہے گدا مجھ کو الٰہی
اس در پہ کبھی کاش یہ منگتا نظر آئے
کعبہ اے ریاضؔ اس کو بنا لوں گا دل میں
گر نقش قدم مجھ کو نبیؐ کا نظر آئے

زاھد الحسن زاھد:

اصل نام ۔ خواجہ زاہد الحسن ڈار ، تخلص ۔ زاہد ، قلمی نام زاہد الحسن زاہد ، والد کا نام ۔ خواجہ بہاؤ الدین ڈار امرتسری ۔ آپ یکم فروری ۱۹۳۷ء کو کوچہ وہاب چودھری ، نزد دائی والی مسجد ، خزانہ گیٹ امرتسر (انڈیا) میں پیدا ہوئے ۔

زمانہ طالب علمی میں ہی قیام پاکستان کا واقعہ پیش آگیا ۔ آپ والدین کے ساتھ لاہور چلے آئے ۔ اسلامیہ ہائی سکول خزانہ گیٹ لاہور سے آپ نے میٹرک کیا ۔ اس کے بعد پنجابی فاضل اور میو سکول آف آرٹس (موجودہ نام نیشنل کالج آف آرٹس) سے تعلیم حاصل کی اور معروف کمرشل آرٹسٹ جناب اے کے موسیٰ مرحوم کی شاگردی اختیار کی ۔

موصوف عملی ، زندگی میں پنجاب پولیس سے وابستہ رہے اس کے علاوہ مصوری (کمرشل آرٹ) کیلیگرافی ، کتابت ، فوٹو گرافی اور رسائل و کتب جمع کرنا ان کے مشاغل ہیں ۔

شعر و سخن سے وابستگی زمانہ طالب علمی سے ہے ۔ آٹھویں جماعت میں پہلی نظم لکھی جو ۔ تعلیم و تربیت ۔ میں چھپی ۔ شاعری میں آپ نے

باقاعدہ طور پر کسی سے اصلاح نہیں لی ۔ البتہ ہفتہ وار رسالہ " لاہور " کے چیف ایڈیٹر ثاقب زیروی صاحب ان کی ارسال کردہ نظمیں درست کر کے شائع کر دیتے تھے ۔ آپ کے پردادا خواجہ سلطان محمد ڈار ، کشمیری زبان کے ایک معروف اور ممتاز شاعر تھے ، جن کا ذکر مشہور زمانہ تاریخ کشمیر کی ایک کتاب " راج ترنگنی " میں آیا ہے جس کی بیس جلدیں ہیں ۔

آپ کی کہانیوں کی ایک کتاب " دلکش کہانیاں " کے نام سے ۱۹۶۹ء میں شائع ہو چکی ہے ، اس کے علاوہ ایک مجموعہ کلام " متاع عرف " کے نام سے ترتیب دیا ہوا ہے جو طباعت کے مراحل میں جانے والا ہے ۔

نعتیہ کلام:

بزم کونین کے سلطان رسولؐ عربی
تیری الفت مرا ایمان رسولؐ عربی

تھی جہالت کے اندھیروں میں خدا کی مخلوق
تونے بخشا اسے عرفان رسولؐ عربی

تیرے الطاف کے صدقے تیرے فیضان سے ہی
مردہ روحوں میں پڑی جان رسولؐ عربی

مصدر معرفت ! حق تیری رحمت کے طفیل
دین حق کی ہوئی پہچان رسولؐ عربی

تیرے احکام کے پابند رہے ہم جب تک
ہر گھڑی بڑھتی رہی شان رسولؐ عربی

تیرے احکام سے اعراض کیا ہے جب سے

ہم جہاں میں ہیں پریشان رسولؐ عربی

دشمنوں نے ہمیں ہر سمت سے آگھیرا ہے
ہم پہ یلغار ہے ہر آن رسولؐ عربی

آئے ہیں پھر ترے رحمت کے سوالی بن کر
پھر سے بن جائیں مسلمان رسولؐ عربی

کاش مل جائے ہمیں پھر سے خدا کی نصرت
پھر سلیں چاک گریبان رسولؐ عربی

عرصہ حشر میں دامان کرم ہو تیرا
للہ ہم پر ہو یہ احسان رسولؐ عربی

للہ اک نظر کرم زاہد مہجور پہ بھی
اس کی بخشش کا ہو سامان رسولؐ عربی

ساغر بٹ:

اصل نام ۔ عبدالحمید ، تخلص ۔ ساغر ، ادبی نام ساغر بٹ اوّ والد کا نام غلام محمد بٹ تھا ۔ آپ کے آبا و اجداد کشمیر کے رہنے والے تھے اور پشمینے کی گرم چادروں کا کاروبار کرتے تھے ۔ بعد میں آپ کے پردادا مرحوم کشمیر سے امرتسر منتقل ہو گئے ۔ ساغر بٹ ۱۹۲۳ء میں چوک فرید بازار گنج دی موری امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ مسلم ہائی سکول امرتسر سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اس کے بعد عملی زندگی میں کاروبار کرتے رہے اور تقسیم ہند کے بعد لاہور چلے آئے ۔ آج کل موصوف راوی روڈ قصورہ پورہ چاہ جموآں والا میں رہائش پذیر

ہیں۔ بچپن سے شعر و ادب سے لگاؤ رکھتے ہیں۔ استاد غلام محی الدین موتس کے شاگردوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ موصوف دلی میں استاد مگھر مراد آبادی سے ملاقات کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔ ان کے کہنے کے مطابق آپ نے پنجابی زبان میں شعر کہنا شروع کیا۔ غزل، نعت، نظم، رباعی، مرثیہ اور قطعات بھی کہتے ہیں۔

نمونہ کلام:

یا نبی محمد مصطفےٰ
یا رحمت للعالمین
صلے علی صلے علی
یا رحمت للعالمین
کل انبیا دا توں پیشوا
کل امتاں دانوں راہنما
کل کشتیاں داتوں نا خدا
یا رحمت للعالمین
صلے علی صلے علی
یا رحمت للعالمین
تیری رحمتاں دا جواب نہیں
تیرے کرم دا وی حساب نہیں
تیرے فضل دی کوئی نہ انتہا
یا رحمت للعالمین
صلے علی صلے علی
یا رحمت للعالمین
تیرا دو جہاناں ، چہ راج اے

تیرے سر معراج دا تاج اے
تیرا درس درس ہے لا الہ
یا رحمت للعالمین
صلے علی صلے علیٰ
یا رحمت للعالمین
کوئی حد نہیں تیرے کمال دی
تیرے حسن تیرے جمال دی
توں مہ لقا شمس الضحیٰ
یا رحمت للعالمین
صلے علی صلے علی
یا رحمت للعالمین
توں سراپا یا خلق عظیم ایں
توں رحیم ایں توں کریم ایں
تیرا لفظ لفظ دعا دعا
یا رحمت للعالمین
صلے علی صلے علی
یا رحمت للعالمین
تیرے لئی درود سلام دی
تیری نعت رب دا کلام دی
لخ نعت کہہ ساغر جیا
یا رحمت للعالمین
یا نبی محمد مصطفےٰ
یا رحمت للعالمین

Scanned with CamScanner

۔ عزیز صدیقی:

آپ ۱۹۳۸ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش عجیب حسن اتفاق سے ہوئی۔ آپ نے دنیا میں سب سے پہلے حفیظ کے۔ آپ نے اپنے والدین کو نہیں دیکھا تھا۔ ابتدائی تعلیم بھی انہوں نے عجیب حسن سے حاصل کی۔ ابتدائی عمر سے اشعار کہنے کا شوق تھا۔ پھر اپنے استاد کے ساتھ امرتسر آئے اور ۱۹۶۲ء میں جامع المسجد شرقپور ہال بازار امرتسر کے طرحی مشاعروں میں حصہ لینا شروع کیا۔ وحشی امرتسری۔ شمس بدایونی۔ فراغ امرتسری۔ مرزا بیتاب علی۔ حسین امرتسری سے سائر کے کلام کی بہت تعریف کی۔

امرتسر میں ہی ان کی گہرائی نصیر طفیلی۔ اختر راہی۔ نصیر باغبری۔ ساحر لدھیانوی۔ حفیظ انور گرداسپوری۔ اور مرزا جاوید سے نشست و برخاست رہی۔ آپ نے جالندھر۔ لدھیانہ اور گرداسپور کے کئی مشاعروں میں شرکت کی۔

آپ نے اپنی ضروریات زندگی کے لئے شاندار سلائی (کڑھائی) کا پیشہ اختیار کیا امرتسر میں بازار شیخ صاحب کے پاس ان کی دکان تھی۔ قیام پاکستان کے بعد آپ لاہور چلے آئے اور انارکلی میں ڈاکٹر حبیب الرحمن برق کا آستانہ ان کی بے چین راتوں کا واحد آسرا تھا۔ انہوں نے دوشی اختیار کرکے لاہور کے فٹ پاتھوں کو اپنی رہائش کے طور پر استعمال کیا۔ ان کے دوست خلوص نے انہیں زندہ رہنے کے لئے گھر لوٹایا۔ تو وہ صرف ایک ماہ ان کے گھر ٹھہرے۔ وہ تمام فکر سے دامن جھٹک کے مزار پر پابندی سے حاضری دیا کرتے تھے۔ فقیری میں اپنے مصاف کے لئے ساحر صدیقی لوگوں سے چندہ مانگا کرتے تھے۔ ان کے ایک دوست نے داتی اخبار کا ڈیکریشن دلایا تو وہ انہوں نے صرف بارہ روپے میں فروخت کرکے دوبارہ فکر اختیار کر لیا۔ لاہور میں وہ حلقہ ارباب علم ادبی تنظیم کے رکن بنے تھے۔ انہوں نے لاہور کے ہفت روزہ

. تصور ۔ کی ادارت بھی کی تھی پیسہ اخبار کے دفتر میں ساغر کی نشستیں ہوتی تھیں ۔

ان کے بارے میں جگر مراد آبادی نے کہا تھا ۔ پنجاب میں ساغر نے اردو غزل گوئی کو ایک نیا آہنگ دیا ہے ۔ ساغر صدیقی مشاعرے میں خود اپنے مخصوص ترنم سے کلام سنایا کرتے تھے ۔

۔ چادر صحرا ۔ سب آگہی ، مقتل گل ، زیر آرزو ، غم بہار ، لوح جنوں ، شیشہ دل اور دیوان ساغر صدیقی آپ کی تصنیفات میں شامل ہیں ۔

آخری دنوں میں آپ مکمل طور پر نعت گوئی کے لئے وقف ہو گئے تھے ۔ نعتیں ایسی کیفیت سے سناتے تھے کہ آنکھیں نم آلود ہو جاتیں ۔ سبز گنبد ۔ کے نام سے آپ کی نعتوں کا مجموعہ شائع ہو چکا ہے ۔

نعتیہ کلام :

ہے تقدیس شمس و قمر سبز گنبد
متاع قرار نظر سبز گنبد
جلال خدائے سماوات کیسے
کمال جہان بشر سبز گنبد
نگاران ہستی چلو سوئے طیبہ
ہے تسکین قلب و جگر سبز گنبد
در مصطفائی کی سطوت نہ پوچھو
جھکاتا ہے شاہوں کے سر سبز گنبد
بستے ہیں راحت کے اسرار ساغر
ہے ظلمت میں نور سحر سبز گنبد

آنکھ گلابی مست نظر ہے
اللہ ہی جانے کون بشر ہے
گیسوئے مشکیں روح مزمل
رخ پرطلوع نور سحر ہے
ابروئے عالی آیۂ قرآں
سینہ اقدس کان گہر ہے
غار حرا تھی اس کی کمائی
ساری خدائی جس کا ثمر ہے

حضرت سخی بہادر شاہ نوشاہی قادری:

آپ موضع بھکنہ کلاں ضلع امرتسر میں حضرت پیر دیوان شاہ ہاشمی قریشی کے ہاں مورخہ ۱۷۹۶ء میں پیدا ہوئے ۔ انہوں نے فارسی اور ہندی اپنے والد محترم سے پڑھی جوان ہوئے تو مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوج میں بھرتی ہو گئے ابتداء میں گھوڑ سوار دستے میں شامل ہوئے بعد میں ترقی پاتے ہوئے میر شکار اور پھر مہاراجہ کے مصاحبین میں شامل ہو گئے ۔ رنجیت سنگھ کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے کھڑک سنگھ کی فوج میں بھی رہے

آپ ایک دیندار اور عالم فاضل تھے ۔ ایک مرد درویش قلندر کے حلقہ بگوش ہو کر شاہی ملازمت چھوڑ دی دل پہلے ہی علم و فضل اور حکمت و دانش کی روشنی سے منور تھا بس ایک ولی کامل کی نگاہ کیمیا گر نے ان کے سینے میں توحید الہی کا نور بھر دیا ۔ آپ خدمت مرشد میں رہنے لگے ۔ کئی مرتبہ مہاراجہ کے ملازم اور مصاحب لینے آئے مگر آپ نے شاہی ملازمت ٹھکرا دی ۔

آپ نے سکھا شاہی کے زمانے میں پورے ورک علاقے میں دین اسلام کی شمع روشن کی اور وہاں کے لوگوں کو توحید کی تعلیم دی ۔ آپ کا

Scanned with CamScanner

وصال ۱۲۹۵ھ بمطابق ۱۸۷۸ء شمسہ شریف ضلع گوجرانوالہ میں ہوا اور آپ کو شمسہ شریف میں ہی دفن کیا گیا۔ ۲۳ ہاڑ کو ہر سال آپ کا عرس منایا جاتا ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عقیدت سے پھول نچھاور کرنے والوں میں آپ کا نام مبارک بھی شامل ہے۔

نمونہ کلام

کن فیکون جدوں فرمایا تے کیتیاں زوراں دریاں
جز اپنی توں جدا کیتا اساں اہوی سر تے جریاں
پہلاں تے والی ملک دے آہے پھر ان زکاتاں بھریاں
شاہ بہادر جاں ادب دی تھیں تے گلاں کریئے نعریاں

حضرت سخی میراں شاہ ہاشمی نوشاہی قادری:

آپ ۱۸۲۷ء میں بھکنہ کلاں ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ آپ سخی بہادر شاہ پاک شمسہ شریف والے کے چچا زاد بھائی تھے۔ بچپن ہی سے اہل اللہ اور اہل سلوک سے متاثر رہے۔ آپ کو اردو، فارسی اور ہندی پر عبور تھا جو کہ آپ کے شاعرانہ کلام سے واضح ہے۔ آپ ایک درویش کامل اور صاحب کرامات بزرگ تھے۔ آپ کی تمام عمر زہد و تقویٰ، عبادت وریاضت اور صبر و توکل میں گزری۔ آپ خوش شکل، خوش کلام شیریں بیان اور سیف زبان بزرگ تھے جو بھی آپ سے ایک مرتبہ ملتا دوبارہ ملنے کی تمنا رکھتا تھا۔

آپ سخی بہادر شاہ ہی کے مرید با صفا تھے۔ مرشد سے روحانی فیض بڑی ریاضت کے بعد حاصل ہوا۔ مرشد نے آپ کو اپنے آبائی گاؤں ہی میں ڈیرہ لگانے کا حکم دیا۔ آپ کے حلقہ ارادت میں مسلمان، ہندو اور سکھ تمام پند و نصائح سے بہرہ ور اور فیضیاب ہوتے رہے۔ آپ کی شاعری سراپا تصوف میں ڈوبی ہوئی ہے۔ آپ کا انتقال ۱۹۰۹ء میں بھکنہ کلاں ضلع امرتسر

میں ہوا اور آپ کا مزار بھی وہاں تھا جہاں ہر سال ۱۷ اسوج کو آپ کا عرس ہوتا تھا۔

نحیہ کلام:

اول جو صفت احد کی
جس کا سبھی جلوہ
دوجی صفت نبیؐ کی
جو دین کا رستہ
وہ صاحب بہادر
جو نبیوں کے بادشاہ
لولاک شان اس کی
جو رستہ معراج کا
معراج اس کی کا بیاں
میں کرتا ہوں دم بہ دم
فی سما احمد محمدؐ
عالی ہے فقر ان کا
جو نوشہ کی مہر سن

حضرت سائیں لبھو شاہ:

آپ ۱۸۷۳ء مطابق ۱۹۳۵ب میں جگدیو کلاں ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام فضل الدین تھا۔ وہ ذات کے کمبوہ تھے۔ والد کاشت کاری کرتے تھے اور خود بھی کاشت کاری یا مزدوری کرتے تھے۔ ۱۵ برس کی عمر میں ان کے والد انتقال کر گئے۔ خاندانی حالات کی وجہ سے تعلیم حاصل نہ کر سکے آپ ۱۹۵۸ بکرمی ۱۹۰۱ء میں حضرت سید محمد عرف نتھے شاہؒ کی خدمت میں پہنچے۔

Scanned with CamScanner

پیر کی خدمت میں رہ کر لبھو شاہ پر اللہ کا اتنا کرم ہوا کہ وہ ان پڑھ ہونے کے باوجود شاعری بھی کرنے لگے اور لوگوں کے لئے ہادی بن گئے۔ اس کے باوجود وہ خود کو تا دم آخر "صفر" کہتے اور سب کچھ پیر کا فیضان سمجھتے اور اس کا برملا اعلان کرتے رہے۔

لبھو شاہ ۱۹۳۷ء کے فسادات میں شہید ہوئے۔ آپ کا عرس کاموکی کے نزدیک ماڑی ٹھاکراں میں منایا جاتا ہے۔ سائیں بلند شاہ پہلے خلیفہ تھے ان کے بعد سائیں تاج خلیفہ ہیں۔ سائیں لبھو شاہ کی تصنیفات "ہیر رانجھا" اور "دوہڑے بنام گنج عرفان" جی۔ این سنز پبلشرز راجپوت روڈ دسن پورہ لاہور کی طبع کردہ ہیں۔

نمونہ کلام:

کرتار کے یار ہیں صلی علی پیہو درشن ایس کیتے نوں
تیری رحمت عالم برس رہی دتا کھول توحید خزینے نوں
اوہ کردے نیں پاک پلیتاں نوں کڑھ کفر شرک دیا رتیاں نوں
بت توڑ آباد مسیتاں نوں اونہاں پکڑیا ایس خزینے نوں
تلوار دا سایہ سر جھلیاں نہیں پیر توحید اتوں بلیاں
آخر تن دن تک غار نوں لکیاں، لیا نال صدیق امینے نوں
دن چوتھے ہو سوار گئے، دونویں چھڈ کے روندی غار گئے
سر دشمن چھتر مار گئے، جالا یا بھاگ مدینے نوں
ہوئے رحمت واسطے خلقاں دے، سب خاکی نوری ملکاں دے
چلے تیر جو اس دیاں پلکاں دے اوس کیتا آپنے نوں
ہتھیڑے بھر اندر رنجور ہوئے، ویکھ نور نوں نورو نور ہوئے
جل دشمن وانگ منور ہوئے، دیکھ ربیع الاول مہینے نوں
لبھو جام منگے اک مستی دا اٹھے خود بلندی پستی دا

رہے شک نہ میری ہستی دا وچوں کڈھیا مرنے جینے نوں

سردار حسین سردار:

اصل نام ۔ سردار حسن ، ادبی نام ۔ سردار حسن سردار ، تخلص سردار ، آپ ۱۹۲۹ء کو موضع ڈھائے والا تحصیل ترن تارن ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ برصغیر کی تقسیم ہوئی تو آپ کا خاندان چک نمبر ۶۵ گ ۔ ب تحصیل جڑانوالہ میں آباد ہوا ۔ آپ بہت زور دار کلام لکھتے ہیں ۔ پڑھنے کا انداز منفرد ہے ۔ جس سے سننے والوں پر رقعت طاری ہو جاتی ہے ۔ سردار صاحب کا کمال یہ ہے کہ یہ لکھتے ہی نعت ہیں ۔ ان کی نعت کی دو کتابیں " نوری کرناں " اور " نوری سفینہ " شائع ہو چکی ہیں ۔ جو مصرعے لکھنے میں ان کا کوئی ثانی نہیں ۔

نعتیہ کلام:

دیس عرب دی شان سبحان اللہ جتھے مرسلاں دا تاجدار آیا
رحمت عالماں دی داتا بھکھیاں دا شافعی حشر دا رب دا یار آیا
کملی اوڑھ مزمل طہ یسین سوہنی زلف والیل سنوار آیا
ہوئیاں ختم سردار سرداریاں سبھ کائنات دا جدوں سردار آیا

سرور بٹ:

اصل نام ۔ غلام قادر ، ادبی نام ۔ سرور بٹ ، تخلص ۔ سرور ، آپ ۱۹۰۱ء میں ہال بازار امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ تعلیم واجبی سی تھی شعر و سخن سے وابستگی اوائل عمر سے ہی تھی ، مشہور نعتیہ شاعر استاد اسمٰعیل عیسیٰ کے شاگردوں میں سے تھے ۔

پاکستان بننے کے بعد آپ لاہور آئے ۔ آپ کا انتقال ۲ اکتوبر

۱۹۸۹ء کو بمقام آستانہ عالیہ حضرت غلام قادر صاحب بھیروی بیگم شاہی مسجد مستی گیٹ لاہور میں ہوا اور آپ کے جسد خاکی کو بادامی باغ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

نمونہ کلام:

ہو گئے نورو ہی نور جہان دونویں میرے آقا دے اج ظہور دا دن
ہو گئی ظلمت تے کفر کافور ساری نور اللہ نور پرنور دا دن
آیا رحمتہ للعالمین والا آیا مالک دو جہان والا
آیا شافع روز جزا دا دن میرے ہادی و میرے حضور دا دن
کفر غارت ہویا نالے کفر والے تے کافراں دا ملیامیٹ ہویا
بے غیرتی بے حیائی مٹ گئی آیا خیرالوریٰ غیور دا دن
نئیں میں آکھیا جھوٹھ نہ جھوٹھ ہے اے مینوں قسم جے سرور دو عالم دی
اہدے وچ شک نہ شبہ کوئی اصل وچہ اے ہے رب غفور دا دن

سرور کاشمیری:

اصل نام ۔ عبدالغنی ڈار، قلمی نام ۔ سین کاف، تخلص ۔ سرور والد کا نام ۔ خواجہ بہاء الدین ڈار ۔ آپ ۲۷ جولائی ۱۹۳۰ء کو کوچہ وہاب چودھری، خزانہ گیٹ امرتسر انڈیا میں پیدا ہوئے ۔ اسلامیہ ہائی اسکول خزانہ گیٹ امرتسر سے میٹرک کا امتحان پاس کیا ۔ اس کے بعد ایم اے او کالج امرتسر سے ایف اے کیا۔

تقسیم ہند کے وقت ہجرت کرکے لاہور پاکستان آگئے اور تعلیم کا سلسلہ منقطع ہو گیا ۔ عملی زندگی میں پرائیویٹ سروس کے علاوہ ریڈیو میں حصہ لیتے رہے اور ترقی پسند تحریک کے لئے کام کرتے رہے ۔

شاعری کا آغاز تقسیم ہند کے بعد پاکستان میں مسلم لیگی لیڈروں

کی اقربا پروری ، جاگیر دارانہ نظام اور معاشرتی ناہمواریوں کی وجہ سے ان کے اندر چھپے ہوئے شاعر نے بغاوت کی اور آپ نے پہلی غزل ۱۹۳۹ء میں کہی ۔ جناب قتیل شفائی کی باقاعدہ شاگردی اختیار کی ۔ اس کے علاوہ شاعری میں آپ احمد ندیم قاسمی ، قتیل شفائی ، فیض احمد فیض مرحوم ، ساحر لدھیانوی ، سیف الدین سیف مرحوم سے متاثر ہیں ۔

آپ کے دوست شعراء میں جناب قتیل شفائی ، ظہیر کاشمیری مرحوم ، ابن انشاء مرحوم ، شاد امرتسری مرحوم ، حبیب جالب ، اختر حسین جعفری مرحوم ، یزدانی جالندھری مرحوم ، طفیل ہوشیار پوری ، جناب کلیم عثمانی یوسف کامران مرحوم ، جناب احمد راہی اور جناب اسرار زیدی نمایاں ہیں ۔

آج کل آپ ریٹائرڈ لائف گزار رہے ہیں ۔

آپ کا مجموعہ کلام زیر طبع ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا اظہار ان کے نعتیہ کلام سے ہوتا ہے :

یا نبیؐ مجھ پہ بھی ہو جائے عنایت تیری
نقش ہو جائے مرے دل پہ محبت تیری
نہ مہ و مہر ہیں روشن نہ ستارے اتنے
جتنی روشن ہے زمانے میں حقیقت تیری

ڈال دے اس کو اجالوں کی ڈگر پر شاہا
آج ظلمت میں بھٹکتی ہے یہ امت تیری
جس طرف جائیں وہیں سامنے منزل آئے
لوگ اپنائیں اگر راہ صداقت تیری

ایسی جاگے میری قسمت کہ زمانہ دیکھے
گر مجھے خواب میں ہو جائے بشارت تیری
میں کسی اور سے مانگوں گا نہ انصاف کی بھیک
ہے مرے پیش نظر صرف عدالت تیری

تیرے سرور کو شفاعت کی سند مل جائے
دید ہو جائے اگر روز قیامت تیری

سلیم کاشر:

اصل نام ۔ محمد سلیم ، ادبی نام ۔ سلیم کاشر، تخلص ۔ کاشر۔
آپ کشمیر کے قصبہ اسلام آباد میں ۱۹۳۴ء میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے والد کا نام محمد دین بٹ تھا ۔ جو امرتسر میں شال بافی کا کام کرتے تھے ۔ ابھی آپ کم سن ہی تھے کہ آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا ۔ اس کے کچھ عرصہ بعد آپ کے والد بھی انتقال کر گئے ۔

آپ نے ابتدائی تعلیم امرتسر سے حاصل کی ۔ اس کے بعد موصوف لاہور چلے آئے ۔ یہاں منشی فاضل اور ادیب فاضل کا امتحان پاس کیا اس کے بعد بی ۔ اے کیا ۔ آپ نے اپنی عملی زندگی کا آغاز روز نامہ " کوہستان سے کیا ۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے روز نامہ کوہستان کی ملازمت چھوڑ دی اور نیشنل بنک آف پاکستان میں ملازمت اختیار کرلی اور یہاں پر ہی اپنی ملازمت پوری کرکے ریٹائرڈ ہوئے ۔

آپ کی عمر عزیز جب بیس سال کی تھی ۔ تو اس وقت سے ہی آپ نے شاعری شروع کی تھی ۔ آپ نے شاعری کا آغاز پنجابی زبان سے کیا لیکن آپ نے اردو اور فارسی میں بھی شاعری کی ہے ۔ مشہور شاعر احمد ندیم قاسمی صاحب کے مشورہ کی بناء پر آپ نے پنجابی زبان میں لکھنا شروع کیا کیونکہ آپ

Scanned with CamScanner

پنجابی زبان میں زیادہ بہتر طریقے سے لکھ سکتے تھے۔ پنجابی زبان میں انہوں نے نظمیں، غزلیں اور کئی فلموں کے گانے بھی تحریر کئے ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں، چھاداں، سرگھی دا تارا، ہوا دی سولی، درداں دا کھڑیا موجیا شامل ہیں۔

آج کل آپ شاد باغ، لاہور میں رہائش پذیر ہیں۔ آپ نے بھی ایک نعتیں بھی کہی ہیں۔

نعتیہ کلام:

بھری دنیا میں تنہا ہوں، نظر ہو یا رسولؐ اللہ
ترے ہوتے اکیلا ہوں نظر ہو یا رسولؐ اللہ
جو تیرا نام لیوا ہوں تو اس دنیا کی منڈی میں
میں کیوں بے دام بکتا ہوں، نظر ہو یا رسول اللہ
مرے دم سے جہاں کی ظلمتیں کافور ہوتی تھیں
میں اب اندھا سویرا ہوں، نظر ہو یا رسولؐ اللہ
مجھے سونپی تھی تونے رہبری سارے زمانوں کی
سرابوں میں بھٹکتا ہوں، نظر ہو یا رسولؐ اللہ
وہ میں ہی تھا جو پیاسی زمین سیراب کرتا تھا
میں اب اک خشک دریا ہوں، نظر ہو یا رسولؐ اللہ
تو چاہے تو دمک مجھ کو عطا ہو چاند تاروں کی
میں اک ناچیز ذرہ ہوں، نظر ہو یا رسولؐ اللہ
میں کاشر ہوں مجھے تھوڑی سی جاگیر سخن دے دے
میں دل سے تیرا بندہ ہوں، نظر ہو یا رسولؐ اللہ

سعید جعفری:

اصل نام۔ سعید جعفری، والد کا نام۔ عزیز الدین قریشی، آپ

۲۳ فروری ۱۹۳۱ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے آباؤ اجداد بٹالہ سے امرتسر آباد ہو گئے تھے ۔ آپ نے ابتدائی تعلیم امرتسر میں حاصل کی ۔

قیام پاکستان کے بعد آپ کے والدین اسلامیہ کالج لاہور کے سامنے ڈپٹی عزیز الدین کی گلی میں آباد ہو گئے ۔ اسلامیہ چشتیہ ہائی اسکول کرشن نگر لاہور سے انہوں نے میٹرک کیا ۔ اس کے بعد ایم اے اردو اور فاضل پنجابی کا امتحان پاس کیا ۔

عملی زندگی میں میٹرک کرنے کے بعد آپ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ میں ملازم ہو گئے تھے ۔ ۱۹۵۷ء میں آپ کی شادی ہوئی اور ۳ اپریل ۱۹۸۰ء کو آپ انتقال کر گئے ۔

شعر و سخن کا آغاز ۱۹۶۰ء میں پنجابی زبان سے کیا آپ کی پہلی پنجابی نظم " آدرداں دیاں ونڈیاں پائیے " بڑی مشہور ہوئی ۔ ۱۹۷۵ء میں " نویں جہات " کے نام سے مجموعہ شائع ہوا ۔ اس کے علاوہ " ساجھیاں پیڑاں " کے نام سے آپ کے کلام کو خالد شفیق صاحب نے ترتیب دے کر شائع کیا ۔

پنجاب یونیورسٹی کی ایم اے پنجابی کی طالبہ سلمیٰ خانم نے آپ کی شخصیت اور فن پر تحقیقی مقالہ لکھا ۔ مقالہ کے نگران ڈاکٹر اسلم رانا تھے ۔

نعتیہ کلام :

سبھ توں وڈی شان اے تیریؐ
لجی اے سرکار
نہیاں دے سردارؐ
وچ توریت ، زبور دے خبراں
وچ انجیل دے تیریاں گلاں
وچ قرآن دے تیریاں صفتاں
کیتیاں نیں غفار

نبیاں دے سردار

نبی ولی سبھ نال فخر دے
رب دی ذات نوں پیار نیں کردے
اوہ تیری ہستی اے جس نوں
رب نے کیتا اے پیار
نبیاں دے سردار

جند پھس گئی وچ گمن گھیری
وات کدوں پچھیں گا میری
اپنے ہتھیں میں ڈبے نوں
آکے لائیں پار
نبیاں دے سردارؐ

سبھ دیاں آساں پوریاں کر دے
سخیاؐ ! خالی جھولیاں بھر دے
تیرے سوہنے در نوں چھڈ کے
جائیے کیہڑے دوار
نبیاں دے سردارؐ

سیف الدین سیف:

اصل نام ۔ سیف الدین ، قلمی نام ۔ سیف الدین سیف ، تخلص سیف ، والد کا نام ۔ خواجہ معراجدین ، آپ مارچ ۱۹۲۲ء کو دروازہ لوہگڑھ امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے آباؤ اجداد کشمیر سے ترک سکونت کرکے امرتسر میں آباد ہو گئے تھے اور امرتسر میں پشمینہ کا کاروبار کرتے تھے ۔

آپ نے مسلم ہائی سکول شریف پورہ سے میٹرک کا امتحان

پاس کیا اور اس کے بعد ایم اے او کالج امرتسر میں داخل ہو گئے ۔ ایف اے کا امتحان پاس کرنے کے بعد جب ایم اے او کالج امرتسر میں بی اے میں پڑھ رہے تھے تو کالج کے عہدیداروں سے مذہبی جھگڑا ہوا اور اس کی وجہ سے تعلیم ادھوری چھوڑنا پڑی ۔

ذریعہ معاش کے سلسلہ میں آپ نے دہلی ، کشمیر ، لاہور اور ہندوستان کے کئی شہروں کا سفر کیا ۔ ۱۹۳۶ء میں حصول معاش کی خاطر فلمی لائن اختیار کرلی ۔

موصوف نے سیاسی زندگی کا آغاز خاکسار تحریک میں شامل ہو کر کیا ۔ ۱۹۳۹ء میں آپ کو انگریز حکومت نے سیاسی سرگرمیوں کی بناء پر قید کر دیا یہ آپ کی زندگی کی پہلی اسیری تھی ۔

پاکستان کے قیام کے بعد آپ لاہور چلے آئے ۔ پاکستان میں آپ کو زیادہ شہرت فلمی گانے لکھنے کی صنف میں حاصل ہوئی ۔ آپ امرتسر کے علمی و ادبی ماحول سے متاثر ہوئے ۔ آپ نے اپنی زندگی کی پہلی نظم آٹھویں کلاس میں کہی ۔ ان کی پہلی نظم کا عنوان بد دعا تھا ۔ آپ کی دو طویل نظمیں مسافر اور ساربان بہت مشہور ہوئیں ۔ آپ کی نظمیات کا مجموعہ " دور و دراز " کے نام سے شائع ہوا ۔ اس کے علاوہ " خم کاکل " اور " کف گل فروش " آپ کی غزلیات کے مجموعے بھی شائع ہو چکے ہیں ۔

آپ کا مجموعہ کلام " کف گل فروش " آپ کے انتقال کے بعد مکتبہ الحمد نے شائع کیا تھا ۔

۱۲ جولائی ۱۹۹۳ء کو آپ مختصر علالت کے بعد لاہور میں وفات پا گئے ۔ آپ کے جسد خاکی کو قبرستان ماڈل ٹاؤن میں دفن کیا گیا ۔

نحتیہ شاعری کے حوالے سے گو کہ آپ کا کوئی مجموعہ شائع نہیں ہوا لیکن آپ نے قیام امرتسر کے دوران رمضان المبارک کے مہینوں میں چند

Scanned with CamScanner

نعتیں ضرور کہی تھی لیکن بد قسمتی سے تحقیق کے باوجود وہ نہ تو تحریری شکل میں اور نہ ہی زبانی طور پر کسی سے ملیں۔

چند ایک نعتیہ اشعار آپ کے ہمعصر دوست شعراء اطہر نظامی، ساغر بٹ، تجمل حسین اور محمد بشیر گوتم کی زبانی معلوم ہو سکے ہیں۔ وہ یہاں درج کئے ہیں:

نعتیہ کلام:

اونچی اٹریا سے دیکھو مجھے جام
احمدؐ سنوریا جی آؤ موری نگری
من میں بسا ہے مدھر تورا نام پیا

جھوم کے آئیں غم کی گھٹائیں
دکھ کے بادل آئے کالے
ڈال اپنی رحمت کا سایہ
دکھیاروں کی سننے والے

شریف اشرف:

اصل نام۔ محمد شریف، تخلص۔ اشرف، والد کا نام۔ محمد جیون تھا۔ آپ ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو خزانہ گیٹ امرتسر میں پیدا ہوئے۔ اسلامیہ ہائی سکول خزانہ گیٹ امرتسر سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ آپ ایم اے او کالج میں پڑھ رہے تھے کہ تقسیم ہند کا واقعہ رونما ہوا۔ والدین کے ساتھ پاکستان چلے آئے اور لاہور میں برانڈرتھ روڈ پر رہائش اختیار کر لی، اس کے بعد عملی زندگی کا آغاز محکمہ انہار میں ملازمت سے کیا ہے۔ دوران ملازمت آپ نے ایم۔ اے اردو، ایم اے فارسی اور ایم اے انگریزی کا امتحان پاس کیا

اور اس کے ساتھ ساتھ منشی فاضل بھی کیا۔ آپ قرآن پاک کے حافظ بھی تھے

آپ محکمہ آبپاشی سے بحیثیت ڈویژنل اکاؤنٹنٹ ریٹائر ہوئے۔ ۲ فروری ۱۹۹۲ء کو لاہور میں آپ کا انتقال ہوا اور ۳ فروری ۱۹۹۲ء کو آپ کو ماڈل ٹاؤن لاہور میں دفن کیا گیا۔ آخری عمر میں آپ فیصل ٹاؤن لاہور میں رہائش پذیر تھے۔

آپ شاعری میں علامہ اقبال سے متاثر تھے۔ آپ کی غزلوں اور نظموں کا مجموعہ "کائنات" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

نمونہ کلام:

مدینے میں ، مدینے کے کسی گمنام گاؤں میں
کسی ٹیلے کے دامن میں کہ نخلستان کی چھاؤں میں
اگر میں سانس لے سکتا بگولوں کی ہواؤں میں

میری جھولی مقدس ریت کے ذروں سے بھر سکتی
جوانی اونٹنی کا دودھ پی پی کر بپھر سکتی
اگر ماں مجھ کو تیرہ صدیاں پہلے پیدا کر سکتی

کسی وحشی قبیلے کا لہو مجھ میں رواں ہوتا
میں چیرہ دستیوں بدمستیوں کی داستاں ہوتا
اگر میری جبیں پر سجدہ بت کا نشاں ہوتا

اگر مجھ میں ہوا و حرص کے آتشکدے جلتے
لٹیرے اور رہزن میرے دستر خواں پر پلتے
مسافر میرے حق میں بد دعائیں مانگ کر چلتے

اگر خاموش صحراؤں میں ہنگامے جگاتا میں
نہتے بندگان بے خطا پر ظلم ڈھاتا میں
خدا کے سامنے کبھی باغیانہ سر اٹھاتا میں

میری دانش ، ہمیشہ کے لئے منہ ڈھانپ کر سوتی
میری دنیا پہ میری آخرت سر پیٹ روتی
اگر میری جہالت دشمن اسلام بھی ہوتی

بلا سے اپنی ذلت اپنی پستی دیکھ لیتا میں
مگر کیسی سراپا نور ہستی دیکھ لیتا میں

شریف الدین نیر سہروردی:

اصل نام ۔ شریف الدین ، قلمی نام ۔ شریف الدین نیر سہروردی ، تخلص ۔ نیر ، سید شریف الدین نیر سہروردی ۱۹۲۶ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ آپ مفتی سید جلال الدین چشتی نظامی کے چشم و چراغ ہیں آپ نے مڈل تک تعلیم حاصل کی اور بعد میں اپنے برادر بزرگ سید محمد ریاض الدین ریاض سہروردی کی صحبت کا اثر قبول کرتے ہوئے نعتیہ شاعری شروع کی

قیام پاکستان کے بعد اپنے خاندان کے ساتھ لاہور چلے آئے ۔ یہاں بھی نعتیہ شاعری کا سفر جاری رہا ۔ نعت نگاری میں آپ کے اساتذہ میں سے ڈاکٹر قمر الدین قمر میرٹھی اور معین الدین معین حزیں کاشمیری کا نام آتا ہے ۔ اس کے علاوہ فن موسیقی سے بھی آپ کو لگاؤ ہے ۔ موسیقی کے حوالے سے آپ نے استاد نیاز حسین شامی اور استاد لال محمد صابر مرحوم سے تربیت حاصل کی ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں آپ نے بھی

عقیدت کے پھول نچھاور کئے ہیں ۔

نمونہ کلام:

گیسوئے حسن اگر بکھر جائے
عشق کی زندگی سنور جائے
وہ شب ماہ ہو جو محور غرام
چاند کی چاندنی نکھر جائے
زلف سے بھی جو سلسلہ نہ رہے
ان کا دیوان پھر کدھر جائے
مسکرا کر وہ دیکھتے ہیں مجھے
اب زمانہ یہیں ٹھہر جائے
ان کی نظروں ہی کا تصرف ہے
ورنہ ڈوبا ہوا ابھر جائے
وہ الٹ دیں نقاب اگر نیر
ہر طرف روشنی بکھر جائے

شرقی بن شائق:

اصل نام ۔ خواجہ مشتاق احمد کاشمیری ، قلمی نام ۔ شرقی بن شائق ، تخلص ۔ شرقی ، والد کا نام ۔ خواجہ دین محمد متخلص بہ شائق تھا ۔ جو خود اردو اور فارسی کے شاعر تھے ۔ شرقی بن شائق ۱۹۱۴ء میں امرتسر کٹڑہ مہان سنگھ میں پیدا ہوئے ۔

آپ ایم ۔ اے ۔ او کالج امرتسر کے تعلیم یافتہ تھے ۔ آپ کے والد کا انتقال ۱۹۳۸ء میں امرتسر میں ہو گیا تھا ۔ آپ نے عملی زندگی کا آغاز محکمہ پولیس سے کیا لیکن کچھ عرصہ بعد ۱۹۴۴ء میں لاہور آکر J.C.M.A میں

ملازم ہو گئے ۔ ازاں بعد آر ۔ اے بازار لاہور کے ایک سکول میں مدرس رہے شرقی مختلف ادبی رسائل کی معاونت بھی کرتے رہے مثلاً پروانہ ، روشنی ، زیب النساء اور ادب لطیف وغیرہ شرقی بن شائق نے غالباً ۱۹۵۴ء میں ہفت روزہ ۔ قندیل ۔ میں ملازمت اختیار کی اور پھر تا دم مرگ نوائے وقت سے منسلک رہے ۔ بالآخر اسی دفتر میں مداحوں کو اس پیغام کے ساتھ ۲۹ نومبر ۱۹۷۳ء کو داغ مفارقت دے گئے :۔

جبین حسن کو آلودہ ملال نہ کر
میں بے ادب ہوں مری بات کا خیال نہ کر

آپ کے جسد خاکی کو قبرستان میانی صاحب لاہور میں دفن کیا گیا۔

شرقی بن شائق کو شعر و شاعری ورثہ میں ملی تھی ۔ چونکہ ان کے والد خود ایک اچھے شاعر تھے فن عروض پر بڑی دسترس رکھتے تھے ان کے والد کے گھر کی بیٹھک میں محفلیں جمتیں اور مشاعرے ہوتے انہی محافل سے متاثر ہو کر شرقی نے والد سے چوری چھپے مشق سخن شروع کی ۔ شرقی زمانہ طالب علمی میں ایم اے او کالج امرتسر کی ادبی محفل سے منسلک ہو گئے تھے ۔ کالج میگزین میں ان کی ایک غزل ایم اے شرقی کے نام سے شائع ہوئی ۔ انہوں نے یہ غزل اپنے ایک ہم جماعت کی غزل قرار دیکر والد صاحب سے اصلاح چاہی ۔ والد صاحب نے غزل پڑھ کر شاعر کو ایک شہ زور گھوڑا قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ تربیت سے یہ ایک بلند پایہ شاعر بن سکتا ہے ۔ اس پر شرقی نے بھید کھول کر تربیت کی خواہش کی ۔ والد صاحب نے برہم ہو کر مشق سخن سے دستکش ہونے کو کہا اور کئی ماہ تک شرقی سے ناراض رہے ۔ مگر بیٹے کے پیہم اصرار اور ماں کی سفارش پر بالآخر وہ اصلاح دینے پر راضی ہو گئے یوں مشتاق احمد نے شرقی بن شائق کے نام سے باقاعدہ شاعری کا آغاز کیا ۔

شرقی غزل کے شہنشاہ تھے ۔ ان کے دوستوں اور شاگردوں نے ان کی بدیہہ گوئی کی بناء پر انہیں ابوالخیال کا لقب دے رکھا تھا ۔ انہوں نے " قندیل کا شاعر " کے نام سے بچوں کے لئے کئی نظمیں لکھیں ۔ ریڈیو پاکستان سے بچوں کے لئے مشاعرے لکھے جن میں بارہ مہینوں کی موسمی خصوصیت کے حوالے سے مشاعرہ بھی شامل ہے ۔

شاعری کے ساتھ ساتھ شرقی کا نثری سرمایہ بھی بہت کچھ ہے ۔ ۶۶ ۔ ۱۹۶۵ء میں لاہور ٹی وی کے لئے " ایک اور گیارہ " کے عنوان سے ڈرامہ سیریل لکھی ۔ علاوہ ازیں منتخب عالمی ادب پاروں کے تراجم و تبصرے ، افسانے اور مضامین لکھے ۔ اس کے علاوہ ان کی غزلیات ، قطعات و رباعیات اور نعتوں پر مشتمل تصنیف " لمعات شرقی " کے نام سے ان کے بھائی خواجہ منیف احمد نے ۱۴ اگست ۱۹۹۴ء کو شائع کی ہے ۔

(۱) ۔ شرقی بن شائق کی تاریخ پیدائش " لمعات شرقی " میں ۱۹۱۴ء بیان کی گئی ہے ۔ جبکہ شام و سحر نعت نمبر دوسرے ایڈیشن میں تاریخ پیدائش ۱۹۲۳ء درج ہے ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا اظہار ملاحظہ ہو :

بڑے طویل اندھیرے ہیں غم کی راہوں میں
چراغ عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم جلا نگاہوں میں
مجھے ترے ہی کرم سے یہ پوچھنا ہو گا
کہاں سے آئی ہے کچھ روشنی گناہوں میں
گدائے کوئے محمدؐ کی شان کیا کہیے
کہاں یہ شان ہے دنیا کے بادشاہوں میں
کرم کی بھیک ملے گی ستم رسیدوں کو

ہے تیرا حسن زمانے کی جلوہ گاہوں میں
میں اک سایہ ہوں جلتی ہوئی گھٹاؤں کا
چھپا ہوا ہوں مگر دھوپ کی پناہوں میں
بس ایک نگہ تبسم نواز مل جائے
تمام عمر میں ڈھلتا رہا ہوں آہوں میں
در بہشت کے باہر ہے اک میلہ سا
ترے خلوص کے چرچے ہیں رو سیاہوں میں
زباں ہلی تھی ثنائے رسولؐ میں شرقی
سمٹ کے آ گئے انوار میری باہوں میں

شعری کاشمیری:

اصل نام ۔ ابو محمد حسن ، قلمی نام ۔ شعری کاشمیری ، تخلص ۔ شعری ۔ والد کا نام خواجہ صدر الدین بچھ تھا ۔ بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ آج سے ایک سو سال بیشتر کشمیر میں ایک فارسی گو شاعر پیدا ہوا ۔ جو اپنے زمانے میں اپنا جواب نہ رکھتا تھا جس کی بدیہہ گوئی اور فنی قابلیت کا لوہا مفتی صدر الدین آزردہ ، صدر الصدور دہلی ، مرزا غالب ، مومن اور صہبائی جیسے نامور شاعر مانتے تھے ۔

اس بے عدیل شاعر کا نام ابو محمد حسن تھا ۔ جو رئیس کشمیر خواجہ صدر الدین بچھ کے ہاں رجب ۱۲۲۳ ھ کو پیدا ہوئے ۔ ان کے والد بھی دولت علم و شعر سے مالا مال تھے ۔ چنانچہ انہوں نے " نہال باغ اقبال " سے بچہ کا سال ولادت نکالا اور انہی تاریخی الفاظ کو بعد میں شعری نے تاریخ ولادت کے ایک قطعہ میں اس طرح استعمال کیا ۔

" چو من زادم پئے تاریخ آں سال
پدر گفتا " نہال باغ اقبال "

آپ باقاعدہ کسی مکتب میں تو نہ داخل ہوئے البتہ عربی ، فارسی کے مروجہ علوم خواجہ خلیل قادری سے حاصل کئے ۔ شعری آپ کا تخلص تھا اور آپ اس تخلص کو الہامی ظاہر کیا کرتے تھے ۔ خواجہ عبدالقدوس کے ہاں پانپور میں آپ کی شادی ہوئی ۔ دو بیٹوں کے باپ بنے ۔ لیکن دونوں بیٹے ۷ سال کی عمر سے پہلے انتقال کر گئے ۔ اس کے بعد ان کے والد کا انتقال ہو گیا ۔ والد کے انتقال کے بعد آپ سرینگر کو خیر باد کہتے ہوئے امرتسر چلے آئے ۔ جو ان دنوں کشمیری آبادی اور کشمیری معززین کی کثرت سے کشمیر ثانی بنا ہوا تھا ۔ امرتسر میں آپ نے خواجہ احسن اللہ کی کوٹھی میں قیام کیا ۔ اس کے بعد دہلی ، لکھنو ، بنارس اور عظیم آباد کا سفر کیا اور وہاں کئی مشاعروں میں حصہ لیا اس کے بعد پھر کشمیر کی یاد ستائی اور واپس کشمیر چلے گئے ۔ کچھ عرصہ بعد موصوف دوبارہ امرتسر آگئے چونکہ امرتسر میں ان کے قدر دان اور اہل وطن موجود تھے ۔ انہوں نے شعری کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور خوب آؤ بھگت کی ۔ امرتسر میں میر اسد اللہ آنریری مجسٹریٹ نے مکان ان کو رہنے کے لئے دے دیا ۔ سردار دیال سنگھ مجیٹھیا مالک اخبار ٹریبون اور بانی دیال سنگھ کالج نے وظیفہ لگا دیا جو ان کی زندگی میں ان کو اور ان کی وفات کے بعد سال بسال ان کی اولاد کو ملتا رہا ۔ اسی طرح خان محمد شاہ اور میاں محمد جان رئیسان شہر اور آغا کلب عابد ڈپٹی وقتاً فوقتاً اپنی قدر افزائیوں کا ثبوت دیتے رہے ۔

شعری صاحب تصانیف تھے ۔ آپ کا بہت سا کلام سیر و سیاحت میں ضائع ہو گیا ۔ جتنا کلام آپ کے فرزند میرزا غلام احمد نامی کو مل سکا ۔ انہوں نے " مراۃ الخیال " (مسمی بہ دیوان شعری) کے نام سے 1304 ھ میں مطبع ریاض ہند امرتسر میں طبع کروایا ۔ یہ پانصد صفحات کی کتاب غزلوں ، رباعیوں ، قصیدوں ، مثنویوں ، مرثیوں اور تاریخی قطعوں پر مشتمل ہے ۔ زبدۃ

الاخیار کے نام سے آپ کی تصنیف جغرافیہ قدیم کشمیر کے متعلق ہے۔ اس کے علاوہ گلزار خلیل ایک مختصر رسالہ ہے۔ یہ 1291ھ میں لکھا گیا اور لاہور کے مطبع نور میں چھپ چکا ہے۔ قصہ چہار درویش بھی نظم کیا ہے جو ساڑھے گیارہ سو اشعار پر مشتمل ہے۔ ایک مثنوی لعل و گوہر کے نام سے آپ نے لکھی تھی جو مصنف کی زندگی میں ایک شاگرد چرا کر لے گیا تھا۔ اس کے علاوہ سری نگر میں قیام کے دوران محفہ کشمیر کے نام سے ایک اخبار بھی جاری کیا۔

آپ کا انتقال 8 رجب 1298ھ کو ہوا اور بقول حکیم محمد موسیٰ امرتسری آپ امرتسر میں دفن ہوئے۔ جبکہ محمد عبداللہ قریشی کے خیال میں آپ کو سری نگر میں دفن کیا گیا۔

نمونہ کلام:

توئی کہ بہر خودت از جہان گزیدہ خدا
لباس ناز بقد تو خود بریدہ خدا
بحیرتم کہ تو در آئینہ چہ می دیدی
کہ در زمانہ مثالت بنا فریدہ خدا
شد از نہایت تعظیم مور د قسمش
بہ کلک صنع چو نقش کشیدہ خدا
بیمن نور تو بود آنکہ جبہہ اش افروخت
کہ روح در تن آدم بخود دمیدہ خدا
نہاد پیش تواز گنج لطف دست بدست
ہر آنچہ وقت طلب از بست شنیدہ خدا
سواد چشم تو افزود سرمہ " مازاغ "
ندیدہ دیدہ تو غیر راہ ، چو دیدہ خدا

بود بسیط زمین چون طبقچہ ازوے
بساط دعوت عادت کہ گستریدہ خدا
محدث صلی اللہ علیہ آل وسلم شدہ شافع ز محدث شعری
کہ آفریدہ اش از سیرت حمیدہ خدا

شفاعت احمد تسنیم امرتسری:

اصل نام ۔ شفاعت احمد ، ادبی نام ۔ شفاعت احمد تسنیم ، تخلص ۔ تسنیم ، موصوف ہاپوڑ ضلع بلند شہر کے رہنے والے تھے ۔ جوانی ہی میں کپورتھلہ آگئے تھے اور شہر کے مشہور و معروف سرجن میجر ڈاکٹر صادق علی صاحب سے طب ہومیوپیتھی کا علم حاصل کیا ۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد موصوف مع اہل و عیال امرتسر آگئے اور وہیں کے ہو کر رہ گئے ۔ انہوں نے امرتسر میں اعلیٰ پایہ کا مطب جاری کیا ۔ بڑے بڑے ادباء اور شعراء ان کے حلقہ احباب میں شامل تھے ۔ ان کے تلامذہ کے ذریعے ہومیوپیتھی کو بڑا عروج حاصل ہوا ۔ آپ حکیم فیروز الدین فیروز طغرائی مرحوم کے شاگرد تھے ۔ آپ نے 26 دسمبر 1940 کو وفات پائی ۔ حکیم عبد الواحد چشتی مرحوم ان کے حلقہ احباب میں شامل تھے ۔ انہوں نے حکیم محمد موسیٰ امرتسری کو بتایا کہ ڈاکٹر سید شفاعت احمد کو کپورتھلہ کے گورستان سادات میں دفن کیا گیا تھا ۔ ان کا جنازہ امرتسر سے ایک لاری میں رکھ کر وہاں لے گئے تھے ۔ حکیم عبدالواحد چشتی موصوف بتاتے تھے کہ ڈاکٹر صاحب آخری زندگی تک طالب علم رہے چنانچہ زندگی کے آخری ایام میں عربی ادب پڑھنے کے لئے حضرت علامہ محمد عالم موسیٰ امرتسری سے کسب فیض حاصل کرنے لگ گئے تھے ۔

نمونہ کلام:

رسول ہاشمی آیا جہاں میں راہنما ہو کر
اجالا کر دیا آفاق میں بدرالدجیٰ ہو کر

بنایا یک قلم انعام کو انساں میں کی تقسیم نے
بہائم کو سکھایا خلق انساں تعلیم نے
جو تھے رسوائے عالم بد دلی میں بد خصالی میں
وہی مشہور دوراں ہو گئے اخلاق عالی میں

شمس یمانی امرتسری:

اصل نام ۔ شیخ عبدالرحمان ۔ تخلص ۔ یمانی ۔ اردو میں شمس اور فارسی میں یمانی تخلص کرتے تھے ۔ موصوف ۱۸۸۵ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے لیکن تنگ دستی کی بنا پر مڈل سے زیادہ تعلیم حاصل نہ کر سکے ۔ انہیں نے بلا کا حافظہ پایا تھا ۔ آبائی پیشہ دیسی تمباکو کے پتوں کی خرید فروخت تھا ۔ چنانچہ انہیں بھی تعلیم چھوڑ کر اپنے والد کے ساتھ یہ کام کرنا پڑا ۔ ۱۹۰۵ء میں یہ بمبئی چلے گئے جہاں چاندی کے ظروف بنانے والے ایک کارخانہ میں ملازم ہو گئے ۔

بمبئی میں ایک مشاعرہ میں شرکت کے باعث انہیں شعر گوئی کا چسکا پڑا ۔ کچھ عرصہ رسالہ " خونگ نظر " لکھنؤ (جس میں طرحی غزلیں چھپا کرتی تھیں) پڑھنے کا موقع ملا اس کے علاوہ اپنے ایک دوست کی وساطت سے وہاں کے بعض شعراء حفیظ جونپوری وغیرہ سے بھی ملنے کا اتفاق ہوا ۔ ان سب باتوں نے مل کر آتش شوق کو تیز کیا ۔ چنانچہ ایک آدھ مرتبہ غزل لکھ کر " خونگ نظر " کو بھیجی جو شائع ہو گئی ۔ یوں ذوق شعری بڑھتا گیا اور پھر باقاعدہ مشاعروں میں شرکت شروع کر دی ۔

۱۹۰۸ء میں آپ واپس امرتسر چلے آئے جہاں مسلسل مطالعہ اور ذہنی قابلیت کے سبب فارسی زبان میں کافی مہارت حاصل کر لی ۔ آپ نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے کئی ایک جلسوں میں اپنی نظمیں پڑھیں یوں تو

پاکستان بننے سے قبل بھی لاہور میں آتا جاتا تھا۔ لیکن قیام پاکستان کے بعد آپ لاہور میں آباد ہو گئے اور رام گلی لاہور میں رہائش اختیار کی۔ آخری عمر میں بصارت سے محروم ہو گئے تھے۔ آپ یکم ستمبر ۱۹۵۲ء مطابق ۱۳۷۲ھ کو اس جہان فانی سے عالم بقا کو سدھارے۔

بیتابی اردو اور فارسی کے قادر الکلام شاعر تھے انہوں نے قدیم اور جدید دونوں طرزوں اور تمام اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ۱۹۳۹ء میں انہوں نے اردو کا مجموعہ کلام "جام بیتابی" کے نام سے امرتسر میں چھپایا تھا۔ "جام بیتابی" کا مقدمہ سر عبدالقادر نے لکھا تھا۔ بد قسمتی سے سوائے ایک کاپی کے تمام کا تمام دیمک فسادات کی بھینٹ چڑھ گیا یہ نعت "بادہ کوثر" مطبوعہ پیکو لمیٹڈ لاہور ۱۹۵۲ء سے لی گئی ہے۔

نعتیہ کلام:

کروں کس طرح میں ثنائے محمدؐ
وہ آقا ہیں میں ہوں گدائے محمدؐ
ہوئی ظلمت کفر کافور ساری
جب عالم میں تشریف لائے محمدؐ
یکایک وہ اطراف عالم میں پھیلی
جو فاراں سے اٹھی صدائے محمدؐ
کسی کو کہاں تاب پہنچے وہاں تک
کہ ہے عرش و کرسی برائے محمدؐ
کروں مہر اور ماہ کو میں تصدق
کبھی روشن روشن دکھائے محمدؐ
مرے عشق کی انتہا کچھ نہ پوچھو
دل و جاں سے فدائے محمدؐ

بناؤں اسے اپنی آنکھوں کا سرمہ
میسر ہو خاک پائے محمدؐ
تجھے کیا نگاہوں میں دو جگ کی دولت
مری آنکھ میں ہیں سمائے محمدؐ
اگر کعبہ دل خدا کا ہے مسکن
تو آنکھوں میں ہے شمس جائے محمدؐ

شورش کاشمیری:

اصل نام ۔ آغا عبدالکریم ، قلمی نام ۔ شورش کاشمیری ، تخلص ۔ شورش ، والد کا نام ۔ نظام الدین آغا صاحب ۱۴ اگست ۱۹۱۷ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے لیکن ان کی عمر کا بیشتر حصہ لاہور میں گزرا ۔ آپ ڈار خاندان سے تعلق رکھتے تھے شروع سے ہی ذہن شاعری کی طرف مائل تھا مگر جب مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا ظفر علی خاں کی سوسائٹی میسر آئی تو سونے پر سہاگہ ہو گئے ۔ شاعری میں شمس العلماء علامہ تاجور نجیب آبادی ، مولانا ظفر علی خاں اور حضرت احسان دانش سے مشورہ لیتے رہے ۔

بطور ادیب ، شاعر ، خطیب اور صحافی ان کو ایک منفرد مقام حاصل تھا ۔ ان کی شاعری میں مولانا ظفر علی خاں ، علامہ اقبال ، جوش ملیح آبادی اور اختر شیرانی کا پرتو جھلکتا ہے ۔

اپنے وقت کے ممتاز سیاستدانوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا ۔ زندگی کا بیشتر حصہ قید و بند میں گزرا ۔ کافی عرصہ مجلس احرار اسلام ہند سے منسلک رہے اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے بہت متاثر تھے ۔

ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کی تحریر پر مولانا ابوالکلام

آزاد کا شاعری پر مولانا ظفر علی خاں کا اور تقریر پر سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا اثر تھا۔

آپ کی مختلف موضوعات پر بہت سی تصنیفات ہیں جن میں سے اقبال پیامبر انقلاب، بوئے گل نالہ دل دود چراغ محفل، الجہاد الجہاد، دلی چلو، شب جائے کہ من بودم، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، میاں افتخار الدین، موت سے واپسی، گفتنی نا گفتنی، چہ قلندرانہ گفتم، ظفر علی خاں پس دیوار زنداں، تمغہ خدمت، خطبات احرار، چہرے، مرزائل اور تحریک ختم نبوت (۱۹۳۷ء۔ ۱۸۹۱ء) قابل ذکر ہیں۔

سردار علی اور ابرار مصطفیٰ نامی دو طلبہ نے ان کی شخصیت و کردار اور ادبی خدمات پر دو مقالے تحریر کئے ہیں۔ جو پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہیں۔

ہفتہ وار "چٹان" ان کا مقبول عام رسالہ تھا آغا عبدالکریم، شورش کاشمیری ۲۶ ۔ ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۵ء مطابق ۱۳۹۵ھ کو لاہور میں انتقال کر گئے۔ آپ کو قبرستان میانی صاحب میں دفن کیا گیا۔

نعتیہ کلام:

نثار اپنے دل و جاں ہیں یا رسول اللہ
کہ آپ حاصل ایمان ہیں یا رسول اللہ
ہمیں یہ ناز کہ ہم آپ کے غلام ہوئے
زہے شرف کہ مسلمان ہیں یا رسول اللہ
جھکی ہوئی ہیں جبینیں اس اعتراف کے ساتھ
کہ آپ خواجہ گیہاں ہیں یا رسول اللہ
ہمیں کشاکش محشر سے واسطہ کیا ہے
ہمارے آپ نگہباں ہیں یا رسول اللہ

یہ کیا ستم ہے کہ بادہ کشان یوم الست
بہت دنوں سے پریشاں ہیں یا رسول اللہ
نہیں کلام کہ دونوں جہاں میں حلقہ بگوش
کہ آپ سرور دوراں ہیں یا رسول اللہ
بہ فیضی رومی و جامی قدسی و خسرو
ہم ایسے لوگ غزل خواں ہیں یا رسول اللہ

خلق ہوئے کونین کے مولا صلی اللہ علیہ وسلم
خالق خود ہیں والا و شیدا صلی اللہ علیہ وسلم
نور سراسر حسن سراپا صلی اللہ علیہ وسلم
اہل جہاں کے ملجا و ماویٰ صلی اللہ علیہ وسلم
رحمت باری جھوم رہی ہے روئے منور چوم رہی ہے
آ گیا کالی کملی والا صلی اللہ علیہ وسلم
شورش ہم آشفتہ سروں کا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے
ان کا بھروسہ ان کا سہارا صلی اللہ علیہ وسلم

شوکت راز

اصل نام ۔ شوکت علی ، ادبی نام ۔ شوکت راز ، تخلص ۔ راز ،
آپ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء کو اندرون کڑہ حکیماں کوچہ کبواں نئی حویلی ، امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم امرتسر سے حاصل کی ۔ قیام پاکستان کے بعد آپ لاہور چلے آئے ۔
عملی زندگی میں آپ بحیثیت مصنف ، ہدایت کار ، فلمساز ، صحافی اور پبلشر خدمات انجام دیتے رہے ۔ اس کے علاوہ ماہنامہ " بہارستان "

لاہور ماہنامہ " خلیج ٹائم " کے ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

شعر و ادب سے وابستگی بچپن سے تھی موصوف نے باقاعدہ شاعری کا آغاز ۱۹۵۲ء میں کیا تھا، بابا عالم سیاہ پوش کو اپنا استاد مانتے تھے۔ آپ کے حلقہ احباب میں وارث لدھیانوی، بشیر منذر، خواجہ پرویز، سعید گیلانی، حامد حسن حامد، منظور وزیر آبادی اور عزیز قادری نمایاں ہیں۔

آپ مرزا غالب، علامہ اقبال، شکیل بدایونی اور ساحر لدھیانوی سے متاثر تھے۔ آپ مارچ 1996ء میں لاہور میں انتقال کر گئے۔

آپ کا بہت سا کلام غیر مطبوعہ ہے اس کے علاوہ آپ کا ایک ناول " ادھورے سپنے " کے نام سے زیر طبع ہے۔

نعتیہ کلام:

میری زندگی کے سہارے محمدؐ
میرے دل کی دھڑکن پکارے محمدؐ
محمدؐ محمدؐ محمدؐ
کہ پیارے ہیں پیارے پیارے محمدؐ
وہ رحمت سراپا ہیں نور مجسم
مسلمانوں کی آنکھوں کے تارے محمدؐ
نہیں دو جہاں میں کوئی ان کا ثانی
ہیں دونوں جہاں سے نیارے محمدؐ
تیرا راز عاصی گنہگار ہے
جو ہر دم پکارے محمدؐ

شہزاد احمد:

اصل نام ۔ شہزاد احمد، قلمی نام ۔ شہزاد احمد شہزاد، تخلص ۔

شہزاد، آپ ۱۹ اپریل ۱۹۳۲ء کو امرتسر کے محلہ چوک فرید میں ڈاکٹر حافظ محمد بشیر کے ہاں پیدا ہوئے۔ جو سانحہ جلیانوالہ باغ کے عینی شاہدوں میں سے تھے اور اس سانحہ میں ہلاک اور زخمی ہونے والے لوگوں کی تجہیز و تکفین اور مرہم پٹی میں اہم کردار ادا کر چکے تھے۔ آپ کے والد صاحب کو انگریز حکومت نے سماجی اور قومی خدمت کی وجہ سے سزائے موت کا حکم دیا تھا جو بعد میں پریوی کونسل نے عمر قید میں بدل دیا تھا۔ آپ کے والد ڈاکٹر حافظ محمد بشیر ۱۹۳۴ء میں امرتسر مسلم لیگ کے سیکرٹری تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم امرتسر سے حاصل کی۔ تقسیم ہند کے بعد آپ لاہور چلے آئے اور یہاں اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھا اور گورنمنٹ کالج لاہور سے ۱۹۵۳ء میں آپ نے ایم۔ اے نفسیات کا امتحان پاس کیا اس کے بعد فلسفہ میں بھی ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔

آپ نے عملی زندگی کا آغاز ۱۹۵۸ء میں تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی سے بحیثیت اسسٹنٹ ڈائریکٹر پبلک ریلیشنز سے کیا۔ ۱۹۵۹ء میں آپ کیپٹل انڈسٹریز سے وابستہ ہو گئے۔ دسمبر ۱۹۶۵ء میں آپ نے پاکستان کونسل فار نیشنل انٹیگریشن (پاکستان سنٹر) میں خدمات سرانجام دینا شروع کیں۔ ۱۹۷۵ء میں آپ روئی کارپوریشن آف پاکستان سے وابستہ ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے مجلہ "ساوتھ" میں بحیثیت صحافی خدمات سر انجام دیں، آج کل آپ ریٹائرڈ زندگی گزار رہے اور لاہور کینٹ میں رہائش پذیر ہیں۔

انہیں شعر و شاعری سے دلچسپی زمانہ طالب علمی سے ہے آپ نے اپنی زندگی کی پہلی نعت بحیثیت طالب علم امرتسر میں ہی تحریر کی تھی۔ آپ کی متعدد نثری اور شعری تصانیف ہیں۔ آپ کی نثری تصانیف میں سے مذہب تہذیب اور موت، اقبال کے لیکچر کا ترجمہ، مسلم فلاسفی کا ترجمہ، تخلیقی رویے ارمان اور حقیقت، نفسی طریقے علاج میں مسلمانوں کا حصہ، ذہن انسانی،

Scanned with CamScanner

حدود اور امکانات ، سائنسی انقلاب ، یقین سے امکان تک دوسرا رخ اور فرائڈ کی نفسیات کے دو دور شامل ہیں ۔

جبکہ آپ کے شعری مجموعے صدف ، جلتی بجھتی آنکھیں ، ادھ کھلا دریچہ ، خالی آسمان ، بکھر جانے کی رات اور پانچ مجموعوں کا مجموعہ دیوار پہ دستک کے نام سے شائع ہو چکے ہیں ۔

اس کے علاوہ آپ کے متعدد شعری مجموعے زیر طبع ہیں جن میں ٹوٹا ہوا پل ، پیشانی میں سورج اور کون اسے جاتا دیکھے قابل ذکر ہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے فلم اور ٹی وی کے لئے بھی سیریل اور ڈرامے تحریر کئے ہیں ۔ جن میں ٹیلی ویژن سیریل دیوار ، وفا اور مختلف ڈرامے شامل ہیں نظموں میں دکھ بجتاں دے ، ایک رسوائی اور داتا کی کہانی اور مکالمے بھی لکھے ہیں ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح بیان کرنے والوں میں آپ کا نام نامی بھی آتا ہے ۔

نعتیہ کلام :

نظر انداز ہی کر دیں مجھے دنیا والے
اک نگاہ کرم اے گنبد خضرا والے
یہ بہاریں تو کسی اور نے دیکھیں نہ سنیں
اہل گلشن سے تو اچھے رہے صحرا والے
آسمانوں پہ جو تابندہ نظر آتے ہیں
وہ ستارے ہیں ترے نقش کف پا والے
اے مرے ابر کرم کھل کے برس جا ان پر
منتظر ہیں ترے ، سوکھے ہوئے دریا والے
میں کہ ہوں دھر کے پاؤں تلے روندا ہوا دل
زندہ کر دے مجھے اے دولت عقبیٰ والے

ان کی پیشانی سے ابھرا ہے "سورج شہزاد"
منہ چھپاتے نظر آئے شبِ یلدا والے

بخط شاعر

شہزاد احمد

نظر انداز ہی کر دیں مجھے دنیا والے
اک نگاہِ کرم اے نہرِ خفرا والے

یہ بہاریں تو کسی اور نے دیکھی ہوں گی
اہلِ گلشن سے تو اچھے رہے صحرا والے

آسمانوں پہ جو تابندہ نظر آتے ہیں
وہ ستارے ہیں ترے نقشِ کفِ پا والے

اے مرے ابرِ کرم کھل کے برس جان پہ ہیں
منتظر ہیں تیرے، سوکھے ہوئے دریا والے

پیر کے پیروں دبے کے پاؤں، تلے روندا ہوا دل
زندہ کر دے مجھے اے دولتِ عقبیٰ والے

ان کی پیشانی سے ابھرا ہے وہ سورج شہزاد
منہ چھپاتے نظر آئے شبِ یلدا والے

شہزاد احمد

شیخ محمد عارف اختر:

اصل نام ۔ محمد عارف ، قلمی نام ۔ شیخ محمد عارف اختر ، تخلص اختر ، آپ ۱۸ دسمبر ۱۹۲۳ء کو ہوشیار پور میں پیدا ہوئے ۔ والد کا نام شیخ محمد افضل تھا جو امرتسر میں رہتے تھے اور ریلوے میں ملازم تھے ۔ آپ نے تعلیم کا سلسلہ امرتسر مسلم ہائی سکول سے شروع کیا اور میٹرک مسلم ہائی سکول سے کیا ۔ اس کے بعد ایم اے او کالج امرتسر سے بی اے کیا ۔ وہاں آپ کے اساتذہ میں سے فیض احمد فیض ، پروفیسر کرامت حسین جعفری ، ایم ڈی تاثیر اور ڈاکٹر دلاور حسین شامل تھے ۔ ۱۹۴۴ء میں آپ نے محکمہ کسٹم اینڈ اکسائز میں ملازمت اختیار کرلی اور پاکستان بننے کے بعد اسی میں ملازم رہے ۔

تقسیم ہند کے بعد آپ والدین کے ساتھ ہجرت کرکے لاہور چلے آئے اور لاہور ہی کو مسکن بنا لیا ۔ یہاں آکر ایم اے اردو اور ایل ایل بی کا امتحان پاس کیا ۔ جنوری ۱۹۹۳ء میں بحیثیت اسسٹنٹ ڈائریکٹر کسٹم اینڈ اکسائز ریٹائر ہوئے اور آج کل فراغت کی زندگی بسر کر رہے ہیں ۔

آپ شعر و سخن کا ذوق رکھتے ہیں لیکن اس سلسلہ میں کسی سے باقاعدہ اصلاح نہیں لی بلکہ آزادانہ طور پر یہ سلسلہ شروع کیا اور ابھی تک جاری ہے ۔ آپ کے والد صاحب بھی شعر و شاعری کا ذوق رکھتے تھے ۔ ان کا ایک قلمی دیوان جو دو سو صفحات پر مشتمل ہے وہ آپ کے پاس موجود ہے ۔ آپ کا شعری مجموعہ " قوس و قزح " کے نام سے سراج محمدی پریس ۳، سرکر روڈ نے طبع کیا جس میں حمد ، نعت غزلیں اور الوداعیہ پیغامات شامل ہیں ۔ آج کل کرشن نگر لاہور میں رہائش پذیر ہیں ۔ آپ کا نعتیہ کلام ملاحظہ ہو :

خدا کا جو بھی رسول آیا
نوید آنے کی اس کی لایا

وہ حرف اول ، کلام آخر
بنام احمدؐ جہاں میں آیا
وہ سب کا ہادی وہ سب کا رہبر
وہ سب کا ملجا وہ وہ سب کا ماوا
وہ ایسا آمی تھا جس کا منصب
یعلم و ھوالکتاب والحکمہ
زبان اس کی ، کلام ربی
وہ لاینطق عن الہوی تھا
امانت اس کی دیانت اسکی
صداقت اس کی ، خدا گواہ تھا
وہی مذکر ، وہی مدثر
وہی ہے یسین وہی ہے طاہا
وہی گل سر سید انبیا تھا
وہی محبوب کبریا تھا
سوار ہو کر براق پہ جو
پلک جھپکنے میں عرش پر تھا
آپ در یتیم تھا وہ
مگر یتیموں کا آسرا تھا
تھا جو دو سخا کا مخزن
مگر خود بوریا نشیں تھا
وہ شرف انسان ورائے مکاں
نہ ایسا آیا ، نہ آسکے گا

صابر خلیلی:

اصل نام ۔ عبدالعزیز ، قلمی نام ۔ صابر خلیلی ، تخلص ۔ صابر ، والد کا نام ۔ رحمت علی خان تھا آپ افغان نسل کے قبیلہ ۔ خلیل ۔ سے تعلق رکھتے تھے ۔ اسی مناسبت سے صابر خلیلی اپنے تخلص کے ساتھ قبیلہ ۔ خلیل ۔ کی نسبت سے خلیلی تحریر کرتے تھے ۔

صابر خلیلی یکم جنوری ۱۹۰۸ء کو امرتسر مشرق پنجاب کے ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے والد رحمت علی خان امرتسر ریلوے اسٹیشن پر قلیوں کے کنٹریکٹر تھے ۔ ان کا کام قلیوں کی بھرتی کرنا ان کی نگرانی کرنا اور ان سے اپنا کمیشن وصول کرنا تھا ۔

خان صابر خلیلی نے ۱۹۲۶ء میں میٹرک کا امتحان امتیازی پوزیشن کے ساتھ پاس کیا ۔ اس کے بعد خالصہ کالج امرتسر میں داخل ہو گئے ۔ ۱۹۲۹ء میں آپ نے خالصہ کالج امرتسر سے بی اے کا امتحان پاس کیا ۔

عملی زندگی میں صابر خلیلی نے سب سے پہلے لوہاری دروازہ لاہور میں اردو بکسٹال کے نام سے کتابوں کی دوکان کھولی ۔ ابھی تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ ہندوستان میں ہیضہ کی وبا پھوٹ پڑی ۔ اس وبا سے صابر کے گھر میں ایک ہی دن میں چار اموات ہو گئیں جن میں ان کے والد ۔ بڑا بھائی ۔ ایک بھتیجی اور ایک بھتیجا شامل تھے اس سانحہ نے آپ کی زندگی پر بڑا گہرا اثر ڈالا ۔ لاہور میں کتابوں کا جو کاروبار شروع کیا تھا وہ بند ہو گیا ۔ پھر امرتسر میں ہی صابر خلیلی کے والد صاحب کے دوستوں نے ریلوے اسٹیشن کا ٹھیکہ انہیں دلوا دیا ۔ اسی دوران ۱۹۳۴ء میں آپ کی شادی ہو گئی ۔ آپ ۱۹۴۷ء تک امرتسر ریلوے اسٹیشن پر قلیوں کے ٹھیکیدار رہے ۔

Scanned with CamScanner

قیام پاکستان سے پہلے آپ اپنے بڑے بھائی سے ملنے کے لئے ملتان آئے ہوئے تھے کہ تقسیم ہند کا واقعہ رونما ہو گیا۔

پاکستان بننے کے بعد آپ ملتان میں ہی رہائش پذیر ہو گئے۔ ملتان ریلوے اسٹیشن، جھنگ، شور کوٹ میں ریلوے کے ٹھیکے لے کر کام شروع کر دیا۔ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۸ء تک آپ نے گورنمنٹ کے ملازم کی حیثیت سے محکمہ راشننگ میں ڈسٹرکٹ راشننگ انسپکٹر کی حیثیت سے خدمات سر انجام دیں۔ اس کے بعد فیصل آباد میں پاور لومز کا کام بھی کیا۔ پرائیویٹ ملازمت کے ساتھ ساتھ ٹرانسپورٹ کے کاروبار سے وابستہ رہے۔ ۱۹۷۴ء سے ۱۹۸۴ء تک Free Loncer رہے۔ آخر کار آپ ۲۶ مارچ ۱۹۸۴ء کو ملتان میں انتقال کر گئے اور آپ کے جسد خاکی کو ملتان ہی میں دفن کیا گیا۔ قریباً دس سال بعد آپ کی اہلیہ محترمہ ۱۸ ستمبر ۱۹۹۴ء کو انتقال فرما گئیں۔

آپ کو شعر و ادب سے دلچسپی زمانہ طالب علمی سے ہی ہو گئی تھی۔ ۱۹۲۲ء میں جب آپ نویں جماعت کے طالب علم تھے تو اپنی زندگی کی سب سے پہلی نظم فارسی زبان میں کہی۔ تو آپ کے استاد مولانا محمد دین غریب مرحوم نے آپ کی اس کاوش کی بہت تعریف کی اور اسی فارسی نظم کے لکھنے کی بناء پر اسکول کے ہیڈ ماسٹر مسٹر ایس ایم مرکیڈو نے آپ کو -/100 روپیہ انعام دیا۔ مولانا محمد دین غریب نے ہی ان کا تخلص صابر رکھا اور وہ ہی شاعری میں صابر خلیلی کی اصلاح کرتے رہے۔ ۱۹۲۵ء میں خالصہ کالج امرتسر کی سالانہ تقریب میں انہوں نے جو نظم پڑھی اس پر صابر خلیلی کو مہاراجہ کپور تھلہ نے اپنی جیب خاص سے -/500 روپے انعام دیا۔ اس وقت خالصہ کالج امرتسر کے پرنسپل راؤ صاحب تھے اور وائس پرنسپل تیجا سنگھ اور گورننگ باڈی کے صدر سردار سندر سنگھ مجیٹھیا تھے۔

اس کے بعد کالج کی تعلیم کے جتنے اخراجات تھے وہ سب

مہاراجہ کپورتھلہ کے کہنے کی بناء پر کالج ہی برداشت کیا کرتا تھا۔ کالج میں رہتے ہوئے آپ متحدہ ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں کے کالجوں میں منعقد ہونے والے مباحثوں اور مشاعروں میں شریک ہوتے رہے اور انعام و اکرام حاصل کرتے رہے۔ ان شہروں میں کراچی، کوئٹہ، لاہور، پشاور، کلکتہ، دہلی، آگرہ، بمبئی، سری نگر، نینی تال، ڈلہوزی اور شملہ قابل ذکر ہیں۔

انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ منعقدہ ۱۹۳۰ء کے موقع صابر خلیلی نے اپنی نظم "پیغام سروش" پڑھی جسے حاضرین نے بہت پسند کیا۔ علامہ اقبال اس سالانہ جلسہ کی صدارت فرما رہے تھے۔ انہوں نے اپنے صدارتی خطبے میں آپ کی نظم کا خاص طور پر ذکر کیا۔

خان صابر خلیلی غزل اور نظم دونوں صنف کے ماہر تھے۔ غزل میں آپ میر تقی میر اور غالب سے متاثر تھے اور نظم میں بالخصوص علامہ محمد اقبال سے بہت متاثر تھے۔

صابر خلیلی کا پہلا دیوان ۱۹۳۵ء میں پنجاب اکاڈمی ہال بازار، امرتسر سے شائع ہوا تھا۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۷ سال تھی۔ اس دیوان کا نام "بہار جاوداں" ہے اور یہ دو شاعر دوستوں کا مشترکہ دیوان ہے۔ جن پر عبدالعزیز خاں صابر خلیلی اور میر منظور ولی وارثی لکھا ہے۔

دونوں امرتسری دوست تھے اور طالب علمی کے زمانہ کے دوست تھے، یہ دیوان ہر دو شاعروں کے حصہ نظم اور حصہ غزل پر مشتمل ہے، آپ کا یہ دیوان ۱۹۳۵ء تک کے کلام پر مشتمل ہے آپ کا ۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۷ء تک کا کلام ہجرت کے وقت امرتسر میں ہی رہ گیا تھا۔ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۸۴ء تک کا کلام غیر مطبوعہ صورت میں آپ کے صاحبزادوں کے پاس محفوظ ہے اس کلام کا ایک حصہ نظم پر مشتمل ہے دوسرا غزل پر اور تیسرا قابل ذکر حصہ نعت اور حمد کی صورت میں موجود ہے۔

Scanned with CamScanner

آپ نے تحریک پاکستان میں بھی بحیثیت شاعر اور قلم کار کے حصہ لیا اور بعد ازاں استحکام پاکستان کے سلسلہ میں بھی پیش پیش رہے۔ پاکستان میں رہتے ہوئے انہوں نے وطنی اور قومی شاعری کی۔ آپ کے کلام میں جگہ جگہ ملت اسلامیہ میں اتحاد اور یگانگت کا حد درجہ جذبہ پایا جاتا ہے۔

صابر خلیلی کے زمانہ طالب علمی کے دوستوں میں ملک غلام نبی ایم۔ اے، میر منظور ولی وارثی، ڈاکٹر عبدالحفیظ طوسی اور شیخ مسعود صادق قابل ذکر ہیں۔

آپ کے ہم عصر شعراء میں فیض احمد فیض، جوش ملیح آبادی، جگر مراد آبادی، اصغر گونڈوی، سیماب اکبر آبادی، عمیر کاشمیری، احمد ندیم قاسمی، قتیل شفائی، حفیظ جالندھری، حفیظ ہوشیار پوری، اور صوفی غلام مصطفےٰ تبسم نمایاں ہیں۔

ملتان کے شعراء حضرات میں سے جناب عاصی کرنالی، جناب طاہر کپور تھلوی، جناب عرش صدیقی، جناب حسین سحر، جناب اقبال ارشد، جناب صابر دھلوی، جناب اسد ملتانی اور منشی عبدالرحمان آپ کے دوستوں کے حلقہ میں شامل تھے۔

آپ ملتان کی مختلف ادبی انجمنوں کے بانی اراکین میں سے تھے خاص طور پر پاکستان رائٹرز گلڈ ملتان شاخ کے بانیوں میں آپ شمار ہوتے تھے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عقیدت کے پھول نچھاور کرنے والوں میں آپ کا نام نامی بھی آتا ہے۔

نعتیہ کلام ملاحظہ ہو:

عطر بیز و مشک ساماں ہے مدینے کی ہوا
روح پرور راحت جاں ہے مدینے کی ہوا

ناز سے چلتی ہے اس گلزار میں باد شمال
نکہت افشاں ہر گل رنگیں ہے نافے کی مثال
ذرہ ذرہ اس زمیں کا مہر عالمتاب ہے
بے تکلف ارض بطحا چرخ کی مہتاب ہے
کوہ صحرا ہیں یہاں کے گلشن جنت بدوش
اور مئے توحید ہے اس خم میں پیہم گرم جوش
پر ضیا ہے ضو فشاں ہے اور سراپا نور ہے
گویا اس وادی کا ہر ذرہ چراغ طور ہے
ہے ارم گلستان بھی دشت بھی بن بھی یہی
امت محبوب ایزد کا ہے مسکن بھی یہی
ملت اسلام کا پہلے ہو اس جا د رود
بعد ہجرت کی رسولؐ حق نے اس میں ماند و بود

صائم چشتی:

اصل نام ۔ شیخ محمد ابراہیم ، قلمی نام ۔ صائم چشتی ، تخلص ۔ صائم ، والد کا نام شیخ محمد اسماعیل تھا ۔ آپ ۱۹۳۳ء میں پاک بھارت سرحد سے قریب موضع گنڈی ونڈ متصل سرائے امانت خاں ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے ۔

آپ نے قرآن پاک کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی ۔ اس کے بعد سکول میں داخل ہوئے ۔ آپ تقسیم ہند کے بعد امرت سر سے پاکستان آئے ۔ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۵ء تک موضع رسول پور جٹاں ضلع شیخوپورہ میں مقیم رہے ۔ مقامی طور پر دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ صرف و نحو کی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہے ۔

انہیں شعر و شاعری سے رغبت ابتدائی عمر سے ہی ہے ۔ آپ

Scanned with CamScanner

نے بغیر کسی استاد کے پنجابی میں شعر کہنے شروع کئے ۔ ۱۹۵۲ء میں باقاعدہ شاعری کا آغاز کیا اور پیر وارث شاہ کی بحر میں شعر کہنا شروع کئے جو سیدنا غوث الاعظم کی شان میں تھے ۔ اس مبارک آغاز نے آپ کو مشہور عالم بنا دیا ۔ ۱۹۵۴ء میں آپ کے مرشد پیر محمد علی شاہ چشتی صابری نے آپ کو بیعت کیا تو آپ نے شجرہ سلسلہ چشتیہ اردو نظم لکھا ۔ ۱۹۵۶ء میں آپ لائل پور فیصل آباد آگئے اور پنجابی بزم ادب کے رکن بن کر زور دار نظمیں کہیں اور دوسرے شعراء کو شعر گوئی کے مواقع بھی بہم پہنچائے ۔ ایک عرصہ تک آپ اسی بزم کے سیکرٹری جنرل رہے ۔ ۱۹۶۲ء میں چشتی کتب خانہ جھنگ ، فیصل آباد میں دینی کتب کا کام شروع کیا ۔

آپ نے ۱۹۷۳ء میں جامعہ رضویہ فیصل آباد سے درجہ حدیث پڑھا اور دستار فضیلت حاصل کی ۔ ۱۹۷۳ء میں انہوں نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی ۔

آپ صاحب تصانیف شاعر ہیں ۔ آپ کے پنجابی اور اردو کے کئی نعتیہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں جن میں سے نظارے ، ارمغان مدینہ ، فردوس نعت ، حسن کائنات ، جان کائنات ، نور دا ظہور ، نوائے صائم ، کعبے دا کعبہ ، نور دا چشمہ ، نور دا جلوہ ، بہاراں سراپیاں بہت مشہور ہیں ۔

نعتیہ کلام :

ترے منگتے نیں سبھ جگے تے ماڑے یا رسول اللہ
خدارا من لوؤ میرے وی ہاڑے یا رسول اللہ
سہارا دے دیو دنیا دے وچ وی بے سہارے نوں
تے رکھیو لاج محشر دے مہاڑے یا رسول اللہ
بھڑکدی اگ رہندی اے سدا دل وچ جدائیاں دی
کدوں مکن گے ایہ درداں دے ساڑے یا رسول اللہ

کدی اقصیٰ دے وچ بارات نہ سجدی رسولاں دی
تسیں جے اوس دے بن دے نہ لاڑے یا رسول اللہ
بہاراں لے کے آجاؤ کدی تے ، خواب دے اندر
غراواں باغ آساں دے اجاڑے یا رسول اللہ
میں بے پرہاں تے بیتھوں دور ہے بستی مدینے دی
تساں باجھوں نہ مل سکدے ایہ پاڑے یا رسول اللہ
بتھیری صبر دی دولت لکا کے سانبھ کے رکھناں
جدائی مار دی رہندی اے دھاڑے یا رسول اللہ
تسادے لطف و رحمت نوں ایہ " صائم " دوش کیہ دیوے
میں اپنے کم آپے نیں وگاڑے یا رسول اللہ

صادق امرتسری:

اصل نام ۔ میر محمد صادق ، قلمی نام ۔ صادق امرتسری ، تخلص صادق ، ماسٹر میر محمد صادق جو صادق امرتسری کے نام سے مشہور ہوئے ۔ آپ امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے والد کا نام محمد میر تھا اور پشمینے کا کاروبار کرتے تھے ۔ آپ کے آباؤ اجداد کشمیر سے نقل مکانی کرکے امرتسر میں آباد ہو گئے تھے ، امرتسر میں لاہوری دروازہ کے پاس ان کی رہائش تھی ۔

آپ اپنے والد صاحب کے ساتھ کاروبار کے سلسلہ میں ہندوستان کے دوسرے شہروں میں جایا کرتے تھے اور اکثر تجارت کلکتہ اور بمبی کی طرف ہوتی تھی ۔ کاروبار کے علاوہ آپ کو شعر و شاعری کا بھی شوق تھا اسی شوق کی بناء پر امرتسر میں جو مشاعرے ہوا کرتے تھے اس میں آپ شریک ہوتے تھے ۔

صادق امرتسری مشہور فلمی شاعر احمد راہی کے ماموں تھے ۔ احمد

راہی نے صادق امرتسری سے متاثر ہو کر شاعری کا آغاز کیا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد آپ لاہور چلے آئے اور سوہنی سٹریٹ میں بازار گوالمنڈی میں رہائش اختیار کرلی اور شعر و سخن کا سلسلہ جاری رکھا۔ بالخصوص نعتیہ شاعری کے حوالے سے آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ "بزم صادق" کے نام سے آپ نے ایک ادبی انجمن بھی بنائی۔ آپ کا کلام پنجابی زبان میں بکثرت ملتا ہے۔ آپ کی تصنیفات درج ذیل ہیں۔

لاکھوں سلام، نگار مدینہ، چنبھے دردان دیئے، درد دل، دکھی کو بھیک ملے، نسیم سحر، پھلاندے یار، کئی دربار تیرا، مدینے والیاں سانبھاں، شہرا رسول کریم، دل حزیں غزلیں، اسیر بلا، خونی انجن، سچی کہانی، لوری رسول صلعم، راہیا جا، ہنجواں دے موتی، گنج بخش، کملہ نبی دا چھیا، نہ ملا حظہ، پنجابی دیوان "دیوان صادق" اور اردو مجموعہ "فغان صادق" کے نام سے شائع ہوا۔ جسے میر محمد سعید صدیقی ازہر امرتسری سیکرٹری بزم صادق گوالمنڈی نے شائع کروایا۔

آپ کا انتقال ۲۱ دسمبر ۱۹۷۸ء بروز جمعرات کو لاہور میں ہوا اور آپکے جسد خاکی کو قبرستان دیام شالہ بیرون ٹکسالی گیٹ میں دفن کیا گیا۔

نعتیہ کلام:

میرا بلھے میں ہو جائے قیام اب
یہی ہے التجا اک سحر و شام اب
تیری شان کریمی کے تصدق
میرے غم کا ہو قصہ اختتام اب
نہ بھولے وہ غلاموں کو نہ بھولے
بشر ہی چھوڑ بیٹھے احترام اب

تمہارا نام لے کر پڑھ رہا ہوں
نبی جی الصلوۃ و السلام اب
شفیع حشر تم ہو یا محمد
نہ کیوں کر ہو تمہارا لب پہ نام اب
شب غم کی درازی نے ہی صادق
میرا تو کام کر ڈالا تمام اب

صدیق ثانی:

اصل نام ۔ محمد صدیق ، ادبی نام ۔ صدیق ثانی ، تخلص ۔ ثانی ، والد کا نام ۔ لعل دین ، آپ کے آباؤ اجداد ریالی سے نقل مکانی کرکے امرتسر میں آباد ہو گئے تھے ۔ آپ ۱۹۳۸ء میں خزانہ گیٹ گلی دھوبیاں امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم مدرسے میں حاصل کی اور اسی دوران میں پاکستان بن گیا آپ والدین کے ساتھ پاکستان چلے آئے ۔ آج کل آپ سندھو کالونی اوکاڑہ میں رہائش پذیر ہیں ۔

آپ نے حضرت بابا جی بھٹی والی سرکار کے نام سے ایک کتاب بھی تحریر کی ہے جو ۱۹۸۹ء میں شائع ہوئی ۔

نعتیہ کلام:

طیبہ دیاں سوہنیاں گلیاں نیں
خوشبوں تھیں بھریاں کلیاں نیں
میں صدقے اوہناں غاراں توں
جتھے سوہنے لایاں تلیاں نیں
اک توں ای بردی نئیں اوسدی
اوس در تے بھلیاں پھلیاں نیں

اوتھے چوکی پھردے نوری دی
جتھے سیس جھکائے ولیاں نیں
بن اوہدے کون بجھائے گا
جو اگاں سینے بلیاں نیں
کل تانگ سی اوہنوں ویکھن دی
اج ہور دی تاہنگاں رلیاں نیں
کجھ یاد ستاندی اے دل نوں
کجھ بالک آساں پلیاں نیں
قربان میں ثانی اوس اتوں
جدھے راہیں حوراں کھلیاں نیں

صدیق کلیم:

اصل نام ۔ محمد صدیق ، قلمی نام ۔ صدیق کلیم ، تخلص ۔ کلیم ، والد کا نام ۔ چوہدری رحمت اللہ تھا اور وہ امرتسر کے رہنے والے تھے ۔ آپ ۱۹ دسمبر ۱۹۲۱ء کو کوچہ ارائیاں ، چوک لوہگڑھ ، امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ آپ نے ہندو مہاسبھا ہائی اسکول امرتسر سے میٹرک کیا اور ایم اے او کالج امرتسر سے بی اے آنرز کیا ۔

تقسیم ہند کے بعد آپ والدین کے ساتھ کے ساتھ لاہور آ ئے ۔ اور لاہور آنے کے بعد آپ نے گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم اے انگریزی کیا ۔ اس کے بعد لندن یونیورسٹی سے بھی انگریزی ادبیات میں ایم اے کیا ۔

عملی زندگی میں آپ درس و تدریس سے وابستہ رہے ۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں تدریسی خدمات میں سرانجام دیتے رہے ۔ ۱۹۷۲ء سے ۱۹۷۴ء تک گورنمنٹ کالج کے پرنسپل بھی رہے ، ۱۹۷۴ء سے ۱۹۸۰ء تک آپ

ڈائریکٹر مرکز تحقیق و ترقی نصاب ، پنجاب کے عہدے پر کام کرتے رہے ۔ ۱۹۸۰ء میں آپ نے ریٹائرمنٹ لے لی اور آج کل گلبرگ لاہور میں رہائش پذیر ہیں ۔

آپ پاکستان اور بیرون ملک مختلف اہم بین الاقوامی اداروں کے رکن بھی ہیں ۔

آپ کی متعدد شعری اور نثری تصانیف بھی ہیں ، ان میں دم نیم سوز ، روشنیوں کا سفر اور آگ کا سکیت آپ کے شعری مجموعے ہیں جبکہ نثری تصانیف میں فکر سخن ، نئی تنقید اور شیکسپئر شامل ہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کی انگریزی تصانیف میں

Pakistan : An Educational Spectrum.

Studies in Education

Pakiston : A Cultural Spectrum

The Social orphens

The So Habitations

مذکورہ بالا کتب بین الاقوامی سطح پر شہرت حاصل کر چکی ہیں ۔

نحیہ کلام:

عرصہ دہر سے ظلمت کو مٹایا تونے
نور کی شمع کو ہر سمت جلایا تونے
زہد و تقویٰ ہو کہ ہو علم و تجسس کا ایاغ
سارے انسانوں کو تونے ہی دیا ہے یہ چراغ
پھر مسلمانوں کو ہے راہ نمائی کی تلاش
آج اس کفر میں پھر سے لیے خدائی کی تلاش
دولت درد کی احساس کی حاجت ہے ہمیں
تیرے پیام کی آواز کی حسرت ہے ہمیں

Scanned with CamScanner

تیری تنظیم حکومت تیری تشکیل سماج
کاش اپنائیں مسلمان آدرش کو آج
عدل و انصاف درخشندہ ترے نام سے ہے
حق پرستی ابھی تابندہ ترے نام سے ہے
اپنی آنکھوں میں رہے تیرا مثالی کردار
کلمہ حق ہی کی تبلیغ ہو منبر کہ ہو دار

صوفی مسعود احمد رہبر چشتی:

اصل نام ۔ مسعود احمد ، قلمی نام ۔ صوفی مسعود احمد رہبر ، تخلص ۔ رہبر ، چشتی نسبت طریقت ۔ آپ ۵ مئی ۱۹۲۹ء کو کٹڑی مہاں سنگھ امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم مسلم ہائی اسکول امرتسر سے حاصل کی ۔ ۱۹۴۵ء میں السید محمود علی شاہ محبوبی چشتی علی گڑھی کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا ۔

۳۰ اگست ۱۹۴۷ء کو قیام پاکستان کے سلسلہ میں امرتسر سے ہجرت کر کے کراچی میں مستقل سکونت اختیار کی اور اب تک یہیں مقیم ہیں

عملی زندگی میں " صوفی رہبر " کراچی شپ یارڈ میں خدمات انجام دیتے رہے ہیں ۔ آج کل ریٹائر منٹ کی زندگی گزار رہے ہیں ۔ آپ مدرسہ رہبر اسلام میں بچوں کو قرآنی تعلیمات سے آراستہ کرتے ہیں اور " مرکزی انجمن رہبر اسلام پاکستان " کے بانی اور مرکزی صدر بھی ہیں ۔

مولانا غلام محمد ترنم ، مولانا ضیاء القادری بدایونی سے بھی آپ کا تعلق رہا ہے ۔ آپ کا گھریلو ماحول ساز گار اور طبیعت موزوں تھی اس لئے اوائل عمری میں شعر گوئی کا آغاز کیا اور سب سے پہلے نعت رسول مقبول صلی

اللہ علیہ وسلم کہی ۔ اس کے بعد قریباً تمام ہی مختلف اصناف سخن پر طبع آزمائی فرماتے رہے ، مگر آخر نعت گوئی کو اپنا اشعار زندگی بنایا اور یہ حسن عمل اب تک جاری ہے ۔

آپ کی تصانیف میں ۔ مجموعہ نعت ۔ ۱۹۵۵ء ۔ کلام رہبر ۔ ۱۹۶۰ء غزلیات کا مجموعہ ۔ گلہائے نعت ۔ نعتیہ کلام اور مناقب کا مجموعہ ۔ گلدستہ محبوب حمد و نعت غزلیات کا مجموعہ ۔ رہبر رہبراں ۔ حمد و نعت اور سلام کا مجموعہ شامل ہے ۔

نعتیہ کلام:

نظر آئے یا رب دیار مدینہ
شگفتہ شگفتہ بہار مدینہ

مدینے کے کانٹے گلوں سے بھی اچھے
ستاروں سے بڑھ کر غبار مدینہ

اسی آسرے پر جئے جا رہا ہوں
بلائیں گے کب تاجدار مدینہ

مدینے کی جانب چلا جا رہا ہوں
نگاہوں میں ہے رہگزار مدینہ

مجھے اس کے ذرّوں سے رغبت بہت ہے
ازل سے ہی میں ہوں نثار مدینہ

جسے داغ سمجھے ہیں اہل محبت
دلوں میں ہے نقش و نگار مدینہ

نہیں ہے خزاں کا جہاں نام رہبر
حقیقت میں وہ ہے بہار مدینہ

Scanned with CamScanner

صلاح الدین ندیم :

اصل نام ۔ صلاح الدین ، تخلص ۔ ندیم ، والد کا نام ۔ خواجہ شاہ دین تھا ۔ آپ ۱۹ فروری ۱۹۲۵ء کو امرتسر کے محلہ کوچہ قاصداں میں پیدا ہوئے اور مسلم ہائی سکول امرتسر سے ۱۹۴۲ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا ۔ ایم اے او کالج امرتسر میں سال اول میں داخلہ لیا ہی تھا کہ تقسیم ہند کا واقعہ پیش آ گیا ۔ ان کے والدین ہجرت کر کے لاہور چلے آئے ۔ ندیم نے یہاں پر تعلیمی سلسلہ شروع کیا تھا کہ سال دوم میں ایم اے او کالج لاہور میں تعلیم کو خیرباد کہنا پڑا ۔

آپ کی اپنی عملی زندگی کا آغاز سکول کی تعلیم کے دوران ہی ہو گیا تھا ۔ دروان تعلیم آپ نے کلکتہ کا سفر کیا اس کے علاوہ امرتسر میں دروازہ خاکروباں کے پاس جلد سازی کی دوکان کھولی ۔ گونڈہ (یوپی) میں کچھ عرصہ کھالوں کا کام بھی کرتے رہے اور امرتسر میں جوتوں کا کام بھی کیا ۔ ۱۹۴۶ء میں کراچی کا سفر کیا اور وہاں ڈرگ روڈ پر آرڈیننس ڈپو میں بحیثیت کلرک ملازمت کی ۔ پاکستان بننے کے بعد مہاجر کیمپ والٹن میں ڈسپنسر کے طور پر ڈاکٹر حفیظ طوسی کی سربراہی میں کام کیا ۔اس کے بعد پاکستان ریلوے میں ۱۹۴۸ء تا ۱۹۵۱ء تک بحیثیت کلرک خدمات سرانجام دیں ۔ محمد دین پنکھے والے کے ہاں بحیثیت مشین مین کام انجام دیا ۔ آپ کی پوری زندگی مسلسل محنت کا منہ بولتا ثبوت ہے ۔ موصوف آج کل گوالمنڈی لاہور میں رہائش پذیر ہیں ۔

شعر و شاعری کا ذوق آپ کو آٹھویں کلاس میں شروع ہوا ۔ شاعری میں آپ سیف الدین سیف سے متاثر ہیں ۔ آپ کے حلقہ احباب میں سیف الدین سیف ، ضبط قریشی ، اقبال کوثر ، احمد راہی اور شہزاد احمد شہزاد شامل ہیں ۔

شاعری میں آپ کا مجموعہ کلام ' شعلہ خوشبو ' کے نام سے شائع

ہو چکا ہے ۔ آپ اردو اور پنجابی میں شعر کہتے ہیں ۔

نمونہ کلام:

جھلستی دوپہر میں تونے انساں کو بچایا ہے
تو پھر اس میں غلط کیا ہے کہ تو رحمت کا سایا ہے
دلوں کو جوڑ کر تونے محبت کی طرح ڈالی
مٹا کر غیریت کو پیار کا جادو جگایا ہے
ترے نقش کف پا نے سر صحرائے بے پایاں
جو رستہ بھول بیٹھے تھے انہیں رستہ دکھایا ہے
جہاں ڈوبا ہوا تھا خامشی کے اک سمندر میں
تری آواز کی ہر موج نے طوفاں اٹھایا ہے
تری ضو سے چمک اٹھی جبین آدم خاکی
تو وہ خورشید ہے جو تیرگی میں مسکرایا ہے
سکھایا ہے تجھی نے زندگی کرنا زمانے کو
چراغ راہگذر ایسا یہاں کس نے جلایا ہے
ندیم اس کی میں شان دلبری تجھ کو بتاؤں کیا
بنا پھرتا تھا تو کافر تجھے مومن بنایا ہے

ضمیر اظہر:

اصل نام ۔ ضمیر الدین گنائی ، قلمی نام ۔ ضمیر اظہر ، تخلص ۔ اظہر ، آپ ۴ فروری ۱۹۲۱ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ ۱۹۳۹ء میں مسلم ہائی سکول امرتسر سے میٹرک کیا اور ۱۹۴۳ء میں ایم اے او کالج امرتسر سے گریجوایشن کی ۔ ۱۹۵۲ء میں پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاصل کا امتحان پاس کیا اور ایم اے اردو کراچی یونیورسٹی سے ۱۹۵۴ء میں کیا ۔

عملی زندگی کا آغاز ۱۹۴۴ء میں گورنمنٹ آف انڈیا نئی دہلی کے ایک دفتر سے کیا۔ تقسیم ہند کے بعد کراچی چلے آئے۔ کراچی میں پندرہ برس رہنے کے بعد ۱۹۶۱ء میں راولپنڈی چلے آئے اور یہاں پر بحیثیت سیکشن آفیسر حکومت پاکستان کی وزارت مالیات میں تعینات ہو گئے۔ اس کے بعد مختلف عہدوں پر کام کرتے رہے اور آخر کار ۴ فروری ۱۹۸۱ء کو بحیثیت ڈپٹی سیکرٹری اسٹیبلشمنٹ ڈویژن ریٹائر ہو گئے۔

ان کی ادبی سرگرمیوں کا آغاز ایم اے او کالج میں طالب علمی کے زمانہ میں ہی ہو گیا تھا آپ کے ادبی دوستوں میں حمید نسیم، ظہیر کاشمیری، سیف الدین سیف، احمد راہی اور عارف عبدالمتین نمایاں ہیں۔

استاد شعراء میں حفیظ جالندھری، اختر شیرانی، پنڈت ہری چند اختر، صوفی غلام مصطفےٰ تبسم اور حفیظ ہوشیار پوری جیسے احباب سے تعلق رہا۔

آپ ۴۲ - ۱۹۴۱ء پہلی دفعہ لاہور ریڈیو اسٹیشن کے نوجوان شعراء کے ایک مشاعرہ میں حمید نسیم، ظہیر کاشمیری اور سیف الدین سیف کے ساتھ شریک ہوئے۔ آپ حلقہ ارباب ذوق کی نشستوں، مشاعروں اور کئی نوع کی ادبی تقریبوں میں بھرپور حصہ لیتے رہے۔

آپ کی تصانیف میں۔ چاندنی رات کا اجلا، دریا، غزل، نظم، گیت کا مجموعہ۔ سیل درد۔ (مجموعہ غزل) فرط عقیدت (حمد، نعت، منقبت، قومی نظموں اور ملی نغموں کا مجموعہ) سلسلہ خیال (مجموعہ نظم، پھول، بھونڈے، تتلیاں (بچوں کے لئے نظمیں) حسن غزل (مجموعہ غزل) پیام باہوؒ (حضرت سلطان باہوؒ کے کلام کا اردو نثری ترجمہ۔ ارشادات بلھے شاہ (حضرت بلھے شاہؒ کے کلام کا اردو نثری ترجمہ) کلام شاہ حسینؒ (حضرت شاہ حسینؒ کی کافیوں کا اردو نثری ترجمہ) قابل ذکر ہیں۔

Scanned with CamScanner

آپ نے اپنی زندگی کی پہلی نعت - گنجینہ اوصاف ہے عنوان محمدؐ - ۱۹۶۳ء میں ماہ نو کراچی کے سیرت رسول نمبر کے لئے کہی تھی اور آپ نے چالیس سے زیادہ نعتیں تحریر کیں -

آپ کی شخصیت اور فن پر ایک ضخیم مقالہ سعدیہ ہما ماجد نامی طالبہ گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج اصغر مال راولپنڈی نے ۱۹۹۳ء کے ایم اے اردو کے امتحان میں لکھا ہے ، مقالہ کا عنوان - ضمیر اظہر -- شخصیت اور فن " ہے اور آپ کی نعت گوئی کے متعلق اس مقالے کا حصہ (ص ۹۷ تا ۱۰۲) ہے -

نعتیہ کلام :

گنجینہ اوصاف ہے عنوان محمدؐ
فردوس ہدایات ہے فرمان محمدؐ
آئینہ شفاف ہے اسرار جہاں کا
وہ دل کہ عطا ہے جسے عرفان محمدؐ
مایوس بھلا کیوں ہو کوئی اسکے کرم سے
سر چشمہ فیضان ہے فیضان محمدؐ
ایمان فروزاں ہے محمدؐ کے عمل سے
زیبائش اعمال ہے ایمان محمدؐ
یہ خلق ، یہ رغبت ، یہ تعلق ، یہ لگاؤ
بے تاب تھی امت کے لئے جان محمدؐ
محتاج کسی شے کے جہاں میں نہیں اظہر
بندے کہ ہیں محتاج غلامان محمدؐ

Scanned with CamScanner

بخط شاعر

ضمیر اظہر

محمدؐ جن سے بنتا ہے میں اُن حرفوں کا عاشق ہوں
اُن حرفوں کے میں نورانی، حسیں چہروں کا عاشق ہوں

میرے دل پر کھدے ہیں نام مکہ اور مدینہ کے
زمانے بھر کے شہروں سے میں اِن شہروں کا عاشق ہوں

جو آ نحضرتؐ نے برسائے ہیں خطبوں کے دہانوں سے
میں اُن دائم شگفتہ، نو بہ نو پھولوں کا عاشق ہوں

سجاتے ہیں جو محضر محفلیں جو نعت کی اکثر
میں ایسے ماہ دل، خورشید رُخ لوگوں کا عاشق ہوں

سلیقہ کیوں نہ آیا نعت گوئی کا مجھے اظہر
میں شاعرؔ کی رعایت سے بھی جب نعتوں کا عاشق ہوں

ضیاء الحق قاسمی:

اصل نام ۔ ضیاء الحق ، ادبی نام ۔ ضیاء الحق قاسمی ، تخلص ۔ ضیاء ۔ والد صاحب کا نام ۔ مولانا بہاء الحق قاسمی تھا جو اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے ۔ آپ ۵ مئی ۱۹۳۵ء کو گلوالی دروازہ امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ دینی تعلیم گھر میں حاصل کی ۔ فن قرأت قاری عبدالرحیم صاحب سے سیکھا ۔ قرآن پاک بھی انہی سے حفظ کیا ۔

ابتدائی تعلیم امرتسر کے سکول سے حاصل کی اور اس کے بعد ایم اے او ہائی سکول امرتسر میں داخلہ لیا تھا کہ تقسیم ہند کا واقعہ رونما ہو گیا آپ والدین کے ساتھ پاکستان وزیر آباد چلے آئے اور یہاں آپ کے ننھیال رہتے تھے ۔ میٹرک کا امتحان وزیر آباد میں ایم بی ہائی سکول سے پاس کیا ۱۹۵۳ء میں فاضل فارسی کا امتحان پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیا ۔ اس کے بعد پنجاب یونیورسٹی سے گریجوایشن کی ۔

عملی زندگی میں پہلے ادویات کے پیشہ سے وابستہ تھے اور حیدر آباد سندھ میں کاروبار کرتے تھے اور آج کل کراچی میں پبلشنگ کے کاروبار سے وابستہ ہیں ۔

آپ کے غزل ، نظم اور نثر کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں جن میں سے رگ ظرافت (شعری مجموعہ مزاحیہ) صیاء پاشیاں (اخباری کالم) ضیائے حسن ۱۰۰ شعرا کی نظمیں، چھیڑ خانیاں (منظوم مزاحیہ خاکے) ہرے بھرے زخم (شعری مجموعہ) قابل ذکر ہیں ۔ آپ ماہنامہ ظرافت اور ماہنامہ خاکے اور کارٹون کے مدیر اعلیٰ بھی ہیں ۔

آپ کی زیر طبع تصانیف میں نمکدانیاں (مزاحیہ شاعری) محفل ظرافت (مختلف شعراء کا مزاحیہ کلام) کھینچا تانیاں (اخباری کالم) سنہرے حروف (نعتیہ مجموعہ) "دیار کک شائر سے ناروے" (سفر نامہ یورپ) قابل ذکر ہیں ۔

نعتیہ کلام:

محمدؐ کا سہارا مل گیا ہے
تلاطم میں کنارا مل گیا ہے
وہ دیکھو منزل مقصود دیکھو
ہمیں رہبر ہمارا مل گیا ہے
شہہ بطحا کے در پر جا رہا ہوں
مجھے ان کا اشارہ مل گیا ہے
محمدؐ کو کہو نور ہدایت رہتا
مقدس استعارہ مل گیا ہے
مدینے کی زیارت کو چلا ہوں
مجھے حکم اب دوبارہ مل گیا ہے
میں اپنی راہ سے بھٹکوں گا کیونکر
مجھے روشن ستارہ مل گیا ہے
ضیاء بھی اپنی قسمت پہ ہے نازاں
ستارے سے ستارہ مل گیا ہے

ضیاء اللہ ضیاء:

اصل نام ۔ ملک ضیاء اللہ ، ادبی نام ۔ ضیاء اللہ ضیاء ، تخلص ۔ ضیاء ، آپ ۲۰ جنوری ۱۹۲۰ء کو کٹڑہ غرانہ امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ آپ امرتسر کے ایک لکھے زئی خاندان میں پیدا ہوئے تھے ۔ ان کے والد جد گوار ملک عطاء اللہ عزت بھی ایک اچھے شاعر تھے ۔ آپ نے ابتدائی تعلیم امرتسر سے حاصل کی

قیام پاکستان کے بعد آپ کے والدین لاہور چلے آئے اور اندرون شہر سوتر منڈی بازار اندرون لوہاری گیٹ لاہور میں رہائش اختیار کرلی شاعری کا ذوق انہیں وراثتاً ملا تھا آپ کے والد ملک عطاء اللہ عزت بلند کرم

امرتسری کے شاگرد تھے ۔ ان کے والد کے ہمعصر شعراء بابو ہمدم فیروز دین شرف ، استاد کشتہ اور استاد صبیہ لطامی ، جیسے نامور اساتذہ کی صحبت نے انہیں ایک مکمل شاعر بنا دیا ۔ آپ نے زیادہ تر پنجابی زبان میں شاعری کی ہے ۔ آپ اکثر مشاعروں میں شریک ہوتے تھے ۔ انہیں " شاعر انقلاب " کا خطاب بھی دیا گیا ۔ ریڈیو پاکستان کے ماہانہ مشاعروں میں پیر فضل گجراتی ، ڈاکٹر فقیر محمد فقیر اور معراج دین اختر جیسے شعراء کے ساتھ حصہ لیتے رہے ۔ عید میلاد النبیؐ کے مبارک دن ہر سال سوتر منڈی چوک میں نعتیہ مشاعرہ منعقد کرواتے تھے ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عقیدت کے پھول نچھاور کرنے والوں میں آپ کا مقام بلند ہے ۔ ان کا کلام " سوہے اتھرو " کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے ۔ جو مجلس پاک پنجاب نے شائع کیا ہے ۔

آپ کا انتقال ۲۸ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ بمطابق ۲۰ جولائی ۱۹۸۲ء کو لاہور میں ہوا ۔ آپ کے جسد خاکی کو میانی صاحب میں دفن کیا گیا

نعتیہ کلام :

کفر باطل بد حدتوں ٹپ جاوے تے فیر حق دا آوناں ضرور ہوندا
ہوندی دیر اندھیر نئیں کدی ہوندا روشن سچ دا آخر ظہور ہوندا

ڈر نہ حدودے برے ارادیاں توں ہوناں رب توں جو منظور ہوندا
محنت کدی نہ کسے دی ہووے ضائع لبھن والے نوں حاصل ضرور ہوندا

جان جائے پر آن نئیں جان ویندا غیرت مند جو مرد غیور ہوندا
تلخی نئیں ہوندی وچہ دانیا دے اتے جا ہلاں وچہ فتور ہوندا

دانشمند سارے لوک من دے نیں منے دلاں وچہ رب غفور ہوندا
سارا جگ ہنیر ضیاء ہوندا جے ناں روشن محمدؐ دا نور ہوندا

طفیل دارا:

اصل نام ۔ میاں محمد طفیل ، قلمی نام ۔ طفیل دارا ، تخلص ۔ دارا ، والد کا نام ۔ میاں لبھو تھا ، آپ یکم اپریل ۱۹۲۳ء کو کوچہ میاں فضل دین بیرون لاہوری گیٹ امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ تعلیمی میدان میں آپ ایم اے ۔ ایم او ایل اردو اور ایم اے ایم او ایل فارسی ہیں ۔

آپ عملی زندگی میں شعبہ درس و تدریس سے منسلک رہے اور ۱۹۸۳ء میں بحیثیت پروفیسر اردو گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز سے ریٹائر ہوئے ۔

آپ نے بچپن میں ہی شعر کہنا شروع کر دیا تھا ۔ آپ صاحب تصانیف شاعر ہیں آپ کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں ، جن میں تیشہ فرہاد (اردو نظمیں غزلیں) ۲ ۔ جشن ظلمات (آزاد اردو نظمیں) ۳ ۔ بعد از خدا (اردو نعتیں) ۴ ۔ ساہواں دے پرچھانویں (پنجابی نظمیں غزلیں) ۵ ۔ اقبال اور نسوانی حسن (اردو نثر) ۶ ۔ لاشریک (اردو کا حمدیہ مجموعہ) ۷ ۔ کرنوں کی پھوار (اردو فردیات) ۸ ۔ المزمل (اردو نعتیہ مجموعہ) ۹ ۔ اقبال کا مرد مومن (اردو نثر) ۱۰ ۔ کھسی بھین (پنجابی آزاد نظمیں) ۱۱ ۔ فکری اشک ، اس کے علاوہ نظم و نثر کے بارہ مجموعے غیر مطبوعہ صورت میں موجود ہیں ۔

آج کل آپ ریٹائر منٹ کی زندگی گزار رہے ہیں اور کینال پارک جمیل روڈ لاہور میں رہائش پذیر ہیں ۔

نعتیہ کلام:

حق آپؐ سے تھا آپؐ ہی تھے حق کے پرستار
اک شمع کہ تھی اپنی ہی جو تو میں گرفتار

تو آپؐ کا ہے ، غیر کی تقلید سے کیا کام
کہ سوچ کو پھر اپنی حقیقت سے خبردار

تو آپؐ کی خوشنودی کا طالب ہے تو کیسے
ہے کفر کو بھی تیری مسلمانی سے انکار

آنکھوں میں تری لا ہے نہ الا کی حقیقت
اور چاہتا ہے آپؐ کے روضے کا ہو دیدار

تو صدیوں سے ہے باتوں کی دنیا میں مقید
اور سارے زمانے کے ہیں اعمال میں سرکارؐ

دنیا سے گئے آپؐ کے اسلام کے خوگر
حصے میں مرے آئی ہے بے کوشی کردار

نایاب ہوا آپؐ کا وہ جذبہ اخوت
بے بات مسلمانوں میں اب کھنچتی ہے تلوار

مسلم میں کہیں ڈھونڈے سے بھی ملتا نہیں ہے
اور دہر کو پھر آپؐ کا اسلام ہے درکار

میں آپؐ کی قربت کو ترستا ہوں شب و روز
رستے میں کھڑی ہے مرے زردا ری کی دیوار

میں تابہ ابد آپؐ کی سرمستی میں ہوں گم
جو چڑھ کے اتر جاتا ہے وہ نشہ ہے بے کار

اک بار مرے نوکِ قلم پر ہے وہ آتا
جو نام کہ آتا ہے مری سوچوں میں سو بار

کس منہ سے کہوں آپؐ کے دربار میں جا کر
پابندیٔ اسلام سے مسلم ہوا بیزار

بخطِ شاعر

حق آپؐ سے سجتا آپؐ ہی تھے حق کے پرستار
اک شمع کہ حق اپنی ہی جو تو میں سرِ منبار

تو آپؐ کا ہے غیر کی تقلید سے کیا کام!
کر سوچ کو پھر اپنی حقیقت سے خبردار

تو آپؐ کی خوشنودی کا طالب ہے تو کیسے
ہے کفر کو بھی تیری مسلمانی سے انکار

آنکھوں میں تری لا ہے نہ اِلّا کی حقیقت
اور چاہتا ہے آپؐ کے روضے کا ہو دیدار!

تو صدیوں سے ہے باتوں کی دنیا میں مقیّد
اور سارے زمانے کے ہیں اعمال میں سرکار

دنیا سے گئے آپؐ کے اسلام کے خوگر
حصے میں مرے آئی ہے یہ کوششِ اکرار

نایاب ہوا آپؐ کا وہ جذبِ اخوت
بے بات مسلمانوں میں اب کھنچتی ہے تلوار

مسلم ہیں کہیں ڈھونڈے سے بھی ملتا نہیں وہ
اور دہر کو پھر آپؐ کا اسلام ہے درکار

میں آپؐ کی قربت کو ترستا ہوں شب و روز
رستے میں کھڑی ہے مرے زر دار کی دیوار

جب تا بہ ابد آپ کا سرچشمہ علم
جو بڑھتا ہی جاتا ہے وہ لشکر ہے نہ کم

اک بار سے ذکر علم ہر [illegible] آتا
جو نام کہ آتا ہے مری سوچوں میں سو بار

کس منہ سے کہوں آپ کے دربار میں پہنچا
پابندیٔ اسلام سے مسلم ہو اسرار

ظہیر صدیقی:

اصل نام ۔ حامد محمود ، ادبی نام ۔ ظہیر صدیقی ، والد کا نام ۔ حکیم ظہیر الدین صہبائی ۔ جو خود بھی ایک صاحب دیوان شاعر تھے ، لاہور میں ان کا انتقال ہوا اور گڑھی شاہو (مسافر خانہ) میں دفن ہیں ۔ ظہیر صدیقی ۲۸ دسمبر ۱۹۲۶ء کو امرتسر چوک فرید میں پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم امرتسر سے حاصل کی اور قیام پاکستان کے بعد لاہور چلے آئے ۔

عملی زندگی میں آپ ریڈیو پاکستان میں بحیثیت پروڈیوسر خدمات سرانجام دیتے رہے ۔ شعر و ادب سے دلچسپی ورثہ میں ملی تھی اور وہ اچھے شعر کہتے تھے ۔ آپکا انتقال ۸ ستمبر ۱۹۹۳ء کو بعارضہ فالج ہوا ۔ آپ کے جسد خاکی کو شادمان کے قبرستان میں دفن کیا گیا ۔

آپ کا ایک نعتیہ مجموعہ خیر الوری کے نام سے شائع ہوا ہے ، جو الجمیل پرنٹرز اینڈ پبلشرز نے طبع کیا ہے ۔

نعتیہ کلام:

بے مثل و لازوال ہے اک شان مصطفیٰ
دونوں جہاں کی جان ہے اک جان مصطفیٰ

دل میں جب جلوہ سرکار نظر آتی ہے
دل مرا مرکز انوار نظر آتی ہے
در پہ اٹھنے کے کیا سماں دیکھا ہے
سرنگوں در پہ آسماں دیکھا ہے
دونوں جہاں کے مالک و مختار آپ ہیں
کون و مکاں کے محرم اسرار آپ ہیں
بگڑی بنتی ہے جہاں سب کی یہاں سے چلئے
جی مرا چاہے ، وہاں جاؤں جہاں سے چلئے

ظہیر کاشمیری:

اصل نام ۔ پیر دستگیر ظہیر ، ادبی نام ۔ ظہیر کاشمیری ، والد کا نام ۔ میاں شاہ دین ، آپ ۱۱ اگست ۱۹۲۰ء کو امرتسر چوک فرید میں پیدا ہوئے اس وقت آپ کے والدین غالباً گلی نور شاہ میں رہتے تھے ۔ آپ نے اپنی تعلیم کا آغاز ایم اے او ہائی سکول سے کیا اور میٹرک کرنے کے بعد ایم اے او کالج سے ۱۹۴۱ء میں بی اے کیا ۔ اس دوران علی گڑھ یونیورسٹی سے کل ہند مباحثہ میں گولڈ میڈل حاصل کیا ۔ سینٹ جوزف کالج آگرہ یونیورسٹی میں کل ہند مشاعرہ میں چاندی کا تمغہ حاصل کیا ۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے چاندی کا تمغہ اور ٹرافی حاصل کی ۔ گریجوایشن کے بعد خالصہ کالج امرتسر میں ایم ۔ اے انگریزی میں میں داخلہ لیا ۔ جب فائنل امتحان میں تین ماہ کا عرصہ رہ گیا تو ایک سیاسی مقدمے سے بچنے کے لئے تعلیم کو ادھورا چھوڑ کر بنگال اور بہار کا سفر کرنا پڑا ۔

پاکستان بننے سے پہلے ڈسٹرکٹ کمیٹی اور ٹریفک یونین کے صدر رہے پنجاب سٹوڈنٹس فیڈریشن اور صوبہ سرحد کمیٹی کے قائم مقام صدر بھی

رہے۔

ظہیر کاشمیری صحافت کی دنیا میں بھی برسوں معروف رہے اور مشہور ادبی مجلہ "سویرا" کے ایڈیٹر رہے پہلے انہوں نے روزنامہ "احسان" میں مجنوں کے نام سے کالم نگاری کی۔ آپ نے روزنامہ "مساوات" میں کم و بیش بیس برس تک کام کیا۔ آپ لاہور اور کراچی دونوں کے بیک وقت ایڈیٹر جنرل رہے۔ ۱۹۶۵ء میں آپ کو اردو کی بہترین نظم لکھنے پر آدم جی انعام ملا۔ آپ ۱۹۷۵ء میں وزیر اعظم پاکستان کے ساتھ سری لنکا کے دورے پر گئے۔

چونکہ آپ شروع ہی سے با عمل انقلابی رہے اس لئے پاکستان بننے سے پہلے اور پاکستان بننے کے بعد بھی کئی بار قید و نظر بند رہے۔ اس سلسلہ میں امرتسر ڈسٹرکٹ جیل، سنٹرل جیل لاہور، ڈسٹرکٹ جیل راولپنڈی اور دوسرے عقوبت خانوں میں قید رہے۔

آپ نے فلمی دنیا میں بھی مختلف حیثیتوں سے کام کیا۔ پاکستان بننے سے پہلے اور پاکستان بننے کے بعد آپ نے کئی فلموں کے سکرپٹ لکھے۔ جن میں راگنی، آج اور کل، پگلی، کہاں گئے، بسنت پنچمی وغیرہ فلموں کے منظر نامے، گانے اور مکالمے اور پاکستان بننے کے بعد فلم "آس پاس" کے مکالمے لکھے۔ آپ نے ایک فل لینتھ فیچر فلم "تین پھول" کی ہدایت کاری بھی کی۔

آپ نے اردو شاعری کی مختلف Enthologies بھی مرتب کیں۔ آپ کی متعدد تصانیف بھی ہیں، جن میں ان کی پہلی تنقیدی کتاب (ادب کے مادی نظریے) پاکستان بننے سے ذرا پہلے اس کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا۔ پہلا شعری مجموعہ "عظمت آدم" ۱۹۵۶ء میں شائع ہوا۔ اس کے بعد "تغزل" "چراغ آخر شب" اور رقص جنوں، شائع ہوئے۔ ان کی طویل نظموں پر مشاہیر اہل قلم نے جو مضامین لکھے۔ ان کا مجموعہ "آدمی نامہ" اور دوسری نظمیں کے

عنوان سے شائع ہوا ۔ ادب کے مادی نظریات کے بعد ان کی دوسری تنقیدی کتاب " جہان آگہی " شائع ہوئی ۔ ان کی غزلوں کے مجموعے کا نام " جمال فردا " اور فکر امروز یہ بھی ہے ۔ آپ کا انتقال ۱۲ دسمبر ۱۹۹۴ء کو لاہور میں ہوا اور ۱۳ دسمبر کو آپ کے جسد خاکی کو میانی صاحب میں دفن کیا گیا ۔ نعتیہ شاعری میں آپ امرتسر کے دوسرا شعراء کے شانہ بشانہ رہے ہیں ۔ گو کہ آپ کی نعتوں کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہے لیکن آپ نے نعتیں ضرور کہی ہیں ۔

نعتیہ کلام:

اک بوریا اک خرقہ پیوند زدہ میں
کیا حسن نکھر جاتا ہے غاروں کے مکیں صلی اللہ علیہ وسلم کا
نظروں کو رو کش غم دوراں بنا دیا
تیرے کرم نے مجھے مسلماں بنا دیا
روح جہاد قلب مسلمانوں میں پھونک کر
بزم جہاں کی شمع فروزاں بنا دیا
لیکن وہ درس تھا جو کبھی حاصل حیات
افسوس ہم نے خواب پریشان بنا دیا

ہر گوشہ دنیا میں ہیں انوار محمدؐ
سر سبز و ثمر وار ہے گلزار محمد
اک ہم ہی نہیں اس رخ انور کے طلبگار
ہیں ارض و سماء و طالب دیدار محمدؐ
ہیں خلد بریں پاک مدینے کی فضائیں
ہے عرش علد منظر در بار محمدؐ

ناموسِ حرم سب سے مقدم ہے بہر سمت
ہیں سینہ سپر خادمِ سرکار محمدؐ
یہ دور ہے پسپائی کسریٰ کا زمانہ
سب جان گئے عظمتِ افکار محمدؐ
اک ذرہ ناچیز کا اعجاز و ہنر کا
میں اور کہاں مدحتِ سرکار محمدؐ

بخطِ شاعر

نعتؐ سرورِ کونینؐ

ہر گوشۂ دنیا میں ہیں انوارِ محمد
سرسبز و ثمردار ہے گلزارِ محمد
اک ہم ہی نہیں اس رخِ انور کے طلبگار
ہیں ارض و سما و لبِ دیدارِ محمد
ہیں خلد بریں پاک مدینے کی فضائیں
ہے عرشِ معلیٰ نظر دربارِ محمد
ناموسِ حرم سب سے مقدم ہے بہر سمت
ہیں سینہ سپر خادمِ سرکارِ محمد

۹ ر جنوری ۱۹۵۰ء

ظہیر کاشمیری

لاہور

عارف امرتسری:

اصل نام ۔ غلام قادر بٹ ، قلمی نام ۔ عارف امرتسری ، تخلص عارف ، آپ ۱۹۱۹ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم مسلم ہائی سکول امرتسر میں حاصل کی ۔ ان کے والد محمد شفیع بٹ بھی نعت گو شاعر تھے ۔ شفیع تخلص تھا ۔ امرتسر میں ان کا شمار مقبول نعت گو شعراء میں ہوتا تھا اور وہ مسلم لیگ کے سرگرم کارکن تھے ۔ جب امرتسر میں مسلمانوں کے لئے عرصہ حیات تنگ ہو گیا اور کاروبار اور ملازمت کے دروازے بند ہو گئے تو بچوں کی خاطر امرتسر کو خیرباد کہہ کر ۱۹۴۸ء میں لاہور آ گئے ۔

لاہور آ کر آغا بیدار بخت کے سکول میں داخلہ لے لیا ۔ پہلے ادیب عالم پھر دسویں جماعت کا امتحان پاس کیا کچھ عرصہ لاہور کارپوریشن میں ملازمت کی ڈیڑھ سال آرمی میں رہے ۔ بعد ازاں لاہور میں دکیتہ نویسی شروع کر دی جو آج تک جاری ہے ۔

شاعری کا شوق تو بچپن ہی سے تھا مگر شاعری کی ابتداء چوبیس پچیس سال کی عمر سے ہوئی ۔ اس ضمن میں عبدالحکیم نشتر جالندھری کو اپنا کلام دکھاتے رہے اور حلقہ ارباب ذوق اور آقا بیدار بخت کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے طرحی اور غیر طرحی مشاعروں میں شریک ہوتے رہے جن میں حافظ امرتسری ، شورش کاشمیری ، یزدانی جالندھری ، آقا بیدار بخت ، شیدا لاہوری وغیرہ شریک ہوتے تھے ۔ شاد باغ اور دہلی دروازہ میں مجلس اردو کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے مشاعروں میں بھی شرکت کی ۔ جن میں عبدالعزیز خالد حفیظ تائب ، نظر رضوی ، خالد شفیق ، حامد حسن حامد ، اقبال راہی ، رضوی خیر آبادی ، بے چین رجپوری ، تبسم رضوانی اور دیگر شعراء شریک ہوتے تھے ۔

انہوں نے حمد نعت اور غزل میں طبع آزمائی کی ہے اردو پنجابی گیت بھی لکھے ہیں ، اگر ان کا کل کلام جمع کیا جائے تو قریباً تین چار سو صفحے کی کتاب مرتب ہو سکتی ہے ۔

ان کی عمر ۷۶ برس ہے صحت اچھی ہے چوک گھوڑے شاہ لاہور میں وثیقہ نویسی کی دکان کھول رکھی ہے ۔

نحتیہ کلام:

دل میں جو حب نبیؐ پاک سنبھالے ہونگے
سچ تو یہ ہے کہ وہی اللہ والے ہونگے

رحمت حق سے نہ مایوس ہوں اہل عصیاں
اس کی بخشش کے تو انداز نرالے ہونگے

ہر نفس معلی علیٰ درد زباں ہو پہلے
دل میں پھر اسم محمدؐ سے اجالے ہونگے

ان کی توصیف بیاں کیسے کرے گا کوئی
جن کی توصیف کے قرآں میں حوالے ہونگے

Scanned with CamScanner

منزل صدق و صفا لوگ وہی پائیں گے
دل سے باطل کے بتوں کو جو نکالے ہوں گے
حشر میں ہو گی ضرور ان کی شفاعت عارف
میری سرکار کے جو چاہنے والے ہوں گے

عارف عبدالمتین:

اصل نام ۔ عارف عبدالمتین ۔ تخلص ۔ عارف ۔ آپ یکم مارچ ۱۹۳۳ء کو کوچہ وکیلاں ، کٹرہ جیمل سنگھ ، امرتسر میں خواجہ عبدالمجید کے ہاں پیدا ہوئے ۔ ان کے والد شال بافی کے بہت بڑے تاجر تھے اور ان کی اکثر تجارت کلکتہ اور دوسرے شہروں میں ہوتی تھی ۔ آپ نے ایم اے تک تعلیم حاصل کی ۔ تقسیم ہند کے بعد لاہور چلے آئے ۔ طویل عرصے تک گورنمنٹ ایم اے او کالج لاہور میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دینے کے بعد ریٹائر ہوئے ۔ ریٹائرمنٹ کے بعد جناح اسلامیہ کالج لاہور میں پڑھاتے رہے ۔

آپ انجمن ترقی پسند مصنفین اور " حلقہ ارباب ذوق " سے بھی وابستہ رہے ۔ زندگی میں جن لوگوں سے براہ راست کسب فیض کیا ۔ ان میں علامہ محمد عبداللہ قلشی ، خواجہ صادق حسن ، مولانا غلام ربانی ، ڈاکٹر ایم ضیاء الدین ، فیض احمد فیض ، ڈاکٹر ایم ڈی تاثیر ، ڈاکٹر اختر حسن رائپوری ، پروفیسر کرامت حسین جعفری اور پروفیسر ڈاکٹر دلاور حسین قابل ذکر ہیں ۔

تصنیف و تالیف کے حوالے سے آپ کی شہرت کو چار چاند لگ جاتے ہیں ۔ اردو اور پنجابی بیک وقت دونوں زبانوں میں آپ نے شاعری کی ہے موصوف تنقید کے میدان کے بھی شہسوار ہیں ۔

آپ کی زیر ادارت بہت سے رسائل جرائد شائع ہوتے رہے ہیں

جن میں کالج میگزین " الہلال " امرتسر " ادب لطیف " لاہور " سویرا " ، لاہور " جاوید " ۔ لاہور " ماحول " ۔ راولپنڈی ، لاہور اور " اوراق " ۔ سرگودھا ، لاہور شامل ہیں ۔

اردو شاعری میں آپ کی تصانیف میں سے " دیدہ و دل " (غزلیات و منظومات) " موج در موج " (فردیات) " آتش سیال " (قطعات ، رباعیات) " صلیب غم (غزلیات) " سفر کی عطا " (منظومات) " دریچہ اور صحرا (فردیات) " بے مثال " (نعتیں) " راغ کا گھاؤ " (غزلیات) " عرف دعا " (غزلیات) " دھوپ کی چادر " (ایک مصری نظمیں) قابل ذکر ہیں۔

پنجابی شاعری میں " اکلاپے دا مسافر " (منظومات و غزلیات) " مشبو دا سفر " (پنجابی غزلیات) " امبر تیری تھاں " (پنجابی نعت) اردو تنقید " امکانات " (مقالات) پنجابی تنقید " پرکھ پرول " (مقالات) شامل ہیں ۔ نعتیہ شاعری کے حوالے سے " بے مثال " اردو مجموعہ اور " امبر تیری تھاں " (پنجابی مجموعہ) بہت مشہور ہیں ۔

نعتیہ کلام:

گلوں میں رنگ ، ستاروں میں روشنی تجھ سے
ہر ایک حسن کے مظہر میں دلکشی تجھ سے
یہ کائنات کہ جو کہنگی میں تھی ملبوس
عطا ہوا اسے انعام تازگی تجھ سے
رواں تھا دہر کی رگ رگ میں زہر بے خبری
اسے نصیب ہے تریاق آگہی تجھ سے
وہ زندگی کہ بیابان خواب میں گم تھی
حقیقتوں کے چمن زار میں ڈھلی تجھ سے

جہانِ درد کی آشفتگی سے نالا تھا
اے سکون کی آسودگی ملی تجھ سے !
ازل سے تابہ ابد تو محیطِ دوراں ہے
ملا ہے وقت کو دستورِ سرمدی تجھ سے !

بخطِ شاعر

نعت

میں ڈھالا نور کے ہر سانچے میں ڈھالے سے ترے ،
جان و دل سرد چراغاں ہیں اُجالے سے ترے !

ترے پرستوں کی نہایت ہیں ازل اور ابد ،
میں ہر اک عہد میں جیتا ہوں حوالے سے ترے !

خود بھی مرتا ہوں ، مرتا ہے زمانہ بھی مجھے ،
میں سنبھلتا ہوں فقط ایک سنبھالے سے ترے !

بارِ دینی تو اُٹھا رکھا ہے ، پر تیرے حضور ،
آنکھ اُٹھائی نہیں جاتی ہے حیالے سے ترے !

ترا آغوشِ محبت ہے جہانوں پہ محیط ،
تیری محفل سے لیا کون نکالے سے ترے !

اس کے ہونٹوں کی تمنا رہی آبِ حیات ،
جس نے اک گھونٹ بھی چکھا ہے پیالے سے ترے !

Scanned with CamScanner

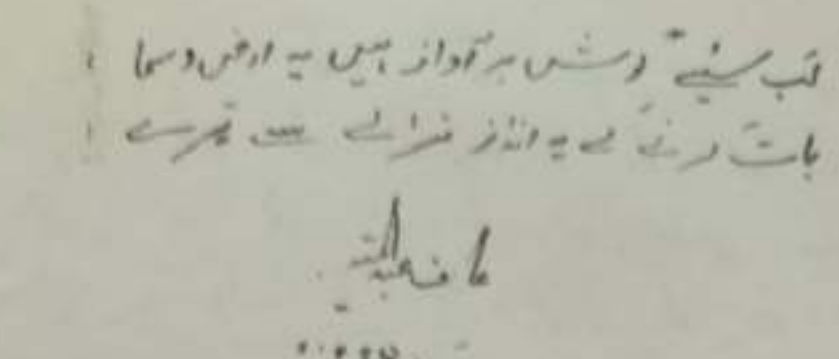

عبیر ابوذری:

اصل نام ۔ عبد الرشید ، قلمی نام ۔ عبیر ابوذری ، تخلص ۔ عبیر والد کا نام ۔ حضرت مہر دین شیخ اروڑہ ، آپ ۱۹۱۴ء میں جنڈیالہ گرو ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ قیام پاکستان کے بعد فیصل آباد میں آئے ۔

عملی زندگی میں لوم سپئیر پارٹس کا کام کرتے ہیں ۔ آپ نے مسلم لیگ کے جلسوں میں استاد شعراء کے کلام سے متاثر ہو کر شاعری کا آغاز کیا ۔ شاعری میں علی محمد اسد جنڈیالوی اور استاد محمد دین سوختہ سے اصلاح لی آپ زیادہ تر پنجابی زبان میں شاعری کرتے ہیں ۔ آپ کا مجموعہ کلام " پانی وچ مدھانی " بزم فروغ ثقافت نے شائع کیا ہے ۔ اس کے علاوہ آپ کا مجموعہ " پاپڑ کرارے " بھی عنقریب شائع ہو رہا ہے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا رنگ ان نعتیہ کے کلام میں ملاحظہ ہو ۔

بخش دینا رب نے رسول سائیں
اپنے حبیب مقبول سائیں
چھڈنے خدائی دے قنون رب نے
رکھنائیں عشق دا اصول سائیں

حشر نوں پکھری لاکے آپ بہن گے
رحمتاں دا ہووے گا نزول ساہمنے
جھیڑی جھیڑی گل آپ آکھی جان گے
کری جانی رب نے قبول ساہمنے
چٹھی ددھ چانن دی میلی جاپدی
آپ دیاں قدماں دی دھول ساہمنے
بخش دینا آپ نے بے سمجھ سمجھ کے
جودی آیا حسب معمول ساہمنے
خوف تینوں کاہدا اے عبیر بوذری
اپنے خدائے رسول ساہمنے

عبدالجبار شاکر:

اصل نام ۔ عبدالجبار ، قلمی نام ۔ عبدالجبار شاکر ، تخلص ۔ شاکر ، والد کا نام ۔ عبدالعزیز ، آپ یکم جنوری ۱۹۴۷ء کو کٹڑہ مہاں سنگھ ، امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ پیدائش کے چند ماہ بعد پاکستان کا قیام عمل میں آگیا ۔ آپ والدین کے ساتھ پاکستان چلے آئے ۔ پتوکی میں رہائش اختیار کی ۔

آپ نے تعلیمی میدان میں ایم اے اردو ، ایل ایل بی اور ایم فل اقبالیات کی ڈگریاں حاصل کیں ۔ عملی زندگی کا آغاز بحیثیت لیکچرار اردو یکم جولائی ۱۹۶۹ء کو پتوکی کالج سے کیا اور مختلف شہروں میں خدمات سرانجام دینے کے بعد آج کل آپ ڈائریکٹر لائبریری کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں ۔

نعتیہ شاعری کی صنف میں آپ طبع آزمائی کرتے ہیں ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا اظہار ان کے نعتیہ کلام میں ملاحظہ ہو

زمانے توں انوکھی اے محبت کملی والے دی
تسلی لئے دل دی اے عقیدت کملی والے دی
ہے تیری مصطفائی جتھوں تک اوہدی خدائی اے
جہاناں واسطے رحمت نبوت کملی والے دی
قیامت تک زمانے دی ہدایت دا نمونہ اے
خدا دا آخری تحفہ رسالت کملی والے دی
ابوبکرؓ ، عمرؓ ، عثمانؓ ، حیدرؓ سبھ رعایا نیں
فلک دی اکھ نے ویکھی حکومت کملی والے دی
محبت مصطفیٰؐ دی بے عمل نوں لبھدی ناہیں
خدا دی بندگی بجھو اطاعت کملی والے دی
زبور ، انجیل تے تورات اوہدی بشارت اے
قرآنی آیتاں ویکھاں نے رنگ کملی والے دی
ہے اوکھی پل صراط ایہ نعت دی میں کنج لنگھ آیا
مرے ایہ چند اکھر نیں عنایت کملی والے دی
زمانہ مڑ سکے شاکر تے میں قدماں چ جا بیٹھاں
ہے کیڈی سوہنی تے من موہنی صحبت کملی والی دے

عبدالحمید امر:

اصل نام ۔ عبدالحمید ، قلمی نام ۔ عبدالحمید امر ، تخلص ۔ امر ۔
آپ ۱۳ مارچ ۱۹۲۳ء کو امرتسر کی تحصیل شکر گڑھ کے گاؤں کوٹیواں میں پیدا ہوئے ۔

آپ نے ابتدائی تعلیم گاؤں بوڑا ڈلہ میں حاصل کی اور بعد میں آٹھویں جماعت تک شاہ پور گاؤں میں پڑھتے رہے ۔ بارہ سال کی عمر میں آپ

کے والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا، اس کے بعد آپ اپنا آبائی شہر امرتسر چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے لاہور آ بسے، یہاں آپ کی ملاقات محمد رفیق محبوب اور سلیم کاشر سے ہو گئی جنہوں نے آپ سے شفقت کا مظاہرہ کیا۔

لاہور سے آپ نے میٹرک اور ایف اے کا امتحان پاس کیا۔ منشی فاضل اور پنجابی فاضل کے امتحان پاس کئے۔ ۱۹۶۴ء میں آکسفورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ہومیوپیتھک کا کورس کیا۔

عملی زندگی کا آغاز آپ نے سرکاری ملازمت سے کیا بعد میں ملازمت چھوڑ کر ٹائپ رائٹر مشین کی مرمت کرنے کا کام شروع کیا اور ممتاز ٹریڈنگ کمپنی کے نام سے یاسین سٹریٹ ہال روڈ لاہور میں دکان قائم کی۔

آپ نے ۱۹۵۳ء میں شعر کہنے شروع کئے۔ آپ کا کلام "سفینہ" "ملت" "مجاہد" "ہلال پاکستان" "امروز" اور ماہنامہ پنجابی میں شائع ہوتا رہا۔ ہندوستان کے مختلف رسائل میں بھی آپ کا کلام شائع ہوتا رہا ہے جن میں "پگڈنڈی" "پھلواڑی" "چیتنا" اور "میل ملاپ" شامل ہیں۔

آپ ماہنامہ "پنچائت" "لہراں" اور "پنجابی ادب" کے ادارتی فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔

آپ مختلف ادبی تنظیموں کے عہدیدار اور ممبر رہے، جن میں "بزم وارث" "پنجابی دربار" "بزم کرم" "پاکستان رائٹرز گلڈ" "مجلس شاہ حسین" اور "پنجابی ادبی سنگیت" شامل ہیں۔

آپ ۳۱ جنوری ۱۹۶۸ء میں ایک حادثے میں زخمی ہو گئے اور یکم فروری ۱۹۶۸ء کو انتقال کر گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا اظہار ان کے نعتیہ کلام میں ملاحظہ ہو۔

Scanned with CamScanner

بچھ بچھ سطراں مرسل کھڑے سارے حسرت دید اک یار سمان دی اے
پہنچ لامکاں تھیں وی اگے ایڈی پہنچ رسولؐ دی شان دی اے
ملیاں نور توں سبحان اللہ جرات عقل نہ روز پچھان دی اے
رہیا گرم بستر رہی کھڈی بلدی ، کئے سال امر دنیا جاندی اے

اج میم داج نال میل ہویا
دنیا دا پیدا کھیل ہویا
ایہہ میم بتاں توں بھوڑے گی
اٹھ ساقی دے اک جام چلا
اج رات برات دی آئی اے

عبدالحمید فانی:

اصل نام ۔ عبدالحمید ، ادبی نام ۔ عبدالحمید فانی ، تخلص ۔ فانی ۔
آپ ۲ مارچ ۱۹۳۹ء کو ملک سردار علی کے گھر تتوں والی تحصیل ترن تارن ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ آزادی کے بعد آپ کا خاندان چک نمبر ۷۷ ر ۔ ب (لو کے) تحصیل جڑانوالہ میں مستقل آباد ہو گیا ۔ آپ نعت لکھتے بھی ہیں اور پڑھتے بھی ہیں اور ایک تعلیمی ادارے میں استاد ہیں ۔ ان کا ایک واقعاتی قصہ شائع ہو چکا ہے اور حال ہی میں ان کی کتاب " رمضان المبارک دی شان " چھپی ہے اس میں کچھ نعتیں اور نظمیں موجود ہیں ۔

عبدالحمید فانی کی لکھی ہوئی نعتیہ سی حرفی ابھی زیر ترتیب ہے اس میں سے نعت رنگ کا ایک بند پیش خدمت ہے ۔

نعتیہ کلام:

رنگ لگے جتھوں مصطفےٰ دے جیہڑے کچ سی گوہر تے لعل ہو گئے

جیہڑے ڈبے سی وچ ہتھاتاں دے رہے وچ اوہ غب کمال ہو گئے
سنگ لگا حضور دے نال جدوں جیہڑے صبحی سی حضرت بلال ہو گئے
ذر کیہ فانی اوہناں دوزخاں دا ، سوہنے مصطفےٰ دے جیہڑے نال ہو گئے

عبدالخالق گوہر سہروردی:

اصل نام ۔ عبدالخالق ، قلمی نام ۔ عبدالخالق گوہر سہروردی ، تخلص ۔ گوہر اور سہروردی ، آپ ۲۲ جنوری ۱۹۲۳ء بروز جمعرات کو امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ آپ حضرت مفتی سید محمد جلال الدین شاہ صاحب کے منجھلے صاحبزادہ ہیں ، ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی ۔ والد صاحب کی رحلت کے بعد آپ کو سلسلہ عالیہ چشتیہ کی سجادہ نشینی کا شرف حاصل ہوا ۔ سکول کی تعلیم کے بعد آپ نے محکمہ انہار میں ملازمت اختیار کرلی اور ۳۵ سال ملازمت کے بعد پنشن لے لی ۔

پاکستان میں آپ نے حضرت شیخ سید قلندر علی سہروردی کے دست حق پر بیعت کی ۔ حضرت شیخ سید قلندر علی سہروردی چونکہ حکیم حاذق بھی تھے ۔ لہذا آپ نے ان سے حکمت کی تعلیم بھی حاصل کی اور حکومت پاکستان سے بھی درجہ اول حکمت کی سند حاصل کی ۔ آپ کا مطب بنام " سہروردیہ دواخانہ " سنت نگر لاہور میں واقع ہے ۔ آپ علوم دینیہ اور علم تصوف میں اپنی مثال آپ ہیں ، آپ نے ایک انجمن بنام مرکزی جمعیت عالیہ سہروردیہ ، خانقیہ رجسٹرڈ پاکستان کی داغ بیل بھی ڈالی اور آپ اس کے سرپرست اعلیٰ بھی ہیں ۔ آپ نے اپنے والد حضرت سید مفتی جلال الدین شاہ صاحب کے سوانح پر مشتمل ایک کتاب " الجلال " کے نام سے تصنیف کی ہے

آپ کی ذات سراپا عشق مصطفےٰ کی آئینہ دار ہے ، نعت گوئی

میں آپ ایک منفرد اور جداگانہ مقام کے حامل اور گوہر تخلص فرماتے ہیں۔

نعتیہ کلام:

سرور انبیاء کی آمد ہے
شہ ہر دو سرا کی آمد ہے
شب ہے آئینہ روز روشن کا
نور رب العلے کی آمد ہے
رشک جنت ہے ہر کلی ہر پھول
احمدؐ مجتبےٰ کی آمد ہے
کہتی ہے طلعت مہ ماانجم
رخ شمس الضحےٰ کی آمد ہے
حور و غلماں سلام پڑھتے ہیں
جد آل عبا کی آمد ہے
سہروردی تجھے مبارک ہو
گوہر بے بہا کی آمد ہے

عبدالرحیم عاجز امرتسری:

نام ۔ خواجہ عبد الرحیم ، تخلص عاجز ، آپ ۱۸۹۶ء میں کٹڑہ مہاں سنگھ امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ آپ نے صرف بنیادی تعلیم حاصل کی ۔ مگر جب جوان ہوئے تو جلسوں میں جانے لگے اور دل میں شعر و شاعری کا ذوق پیدا ہوا ۔ تحریک خلافت اور پھر مجلس احرار کی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا آپ شاعر احرار کے نام سے جانے جاتے تھے کئی دفعہ جیل یاترا بھی کی ۔

قیام پاکستان کے بعد آپ لاہور چلے آئے اور یہاں انہوں نے

اکبری دروازے کے قریب " وڑیوں " کی دوکان کھول لی ۔ کاروبار میں خسارے کی بنا۔ پر انہوں نے تیل کا کاروبار شروع کیا لیکن تیل کا کاروبار بھی زیادہ دیر نہ چل سکا ۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ وہ تقسیم ملک کا صدمہ برداشت نہ کر سکے اور آخر کار یکم مئی ۱۹۵۳ء بروز جمعہ کو انہوں نے خود کشی کرلی ۔ آپ کے جسد خاکی کو نیشنل ٹاؤن لاہور کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

شعر و شاعری کا شوق اوائل جوانی میں ہی ہو گیا تھا اور وہ اکثر مجلس احرار کے جلسوں میں نظمیں پڑھا کرتے تھے ۔ پنجابی زبان میں آپ نے زیادہ تر شعر کہے ہیں ۔ ان کی نظمیں ، قصوں ، کہانیوں کی شکل میں شائع ہوتی رہی ہیں ۔ شاعری میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے اصلاح لیتے رہے ہیں ۔ آپ کی تصنیفات میں سے پیغام عاجز ، پیراں دا رونا تے رسماں دا سیاپا ، عاجز دا دکھڑا شامل ہیں اس کے علاوہ نظموں کی کئی ایک کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں

نمونہ کلام :

میرے یار نگینے پونچوں آپ مدینے
سانوں سمجھ کمینے ہندوچ پائے نہ پھیرے
اپنا جلوہ دکھا کے سانوں مست بنا کے
لتی سار نہ آکے نہیں ایہ کم چنگیرے
تینوں رب بلائے کرسی عرش دکھائے
حوراں رلمل گائے تیرے خوشیاندے سہرے
کی تینوں روز دھاڑے اپنا حال سناواں
پچھے وات نہ کوئی دھکے در در کھاواں
رڑواں نالے کرلاواں ہر دم شام سویرے
تیرے دین دے دشمن کمراں بنھ آئے سارے

کشتی کڈھ بھنور تو لاویں آپ کنارے
عاجز کر ماندے مارے کیتے جتن بھتیرے

عبدالرشید حکیم:

اصل نام ۔ عبدالرشید ، قلمی نام ۔ حکیم عبدالرشید ، تخلص ۔ رشید ، حکیم عبدالرشید یکم جنوری ۱۹۲۸ء کو امرتسر کے ایک راجپوت گھرانے میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے والد ماجد کا نام حکیم میاں خدا بخش تھا اور وہ ایک مشہور طبیب سید عابد حسین بٹالوی سے رشتہ تلمذ رکھتے تھے ۔ آپ نے ابتدائی تعلیم دینیہ گھر پر ہی حاصل کی اور پھر مکتبی تعلیم میٹرک تک حاصل کی ۔ اس کے بعد مشہور طبی درسگاہ ویدک اینڈ یونانی طبیہ کالج امرتسر میں تعلیم حاصل کی ۔ ازاں بعد ۱۹۴۵ء میں وہاں سے حاذق الاطباء کی سند پا کر فارغ التحصیل ہوئے ۔

حاذق الاطباء کی سند پانے کے بعد رشید صاحب کے برادر اکبر حکیم عبدالحمید صاحب نے آپ کو مسیح الطب حکیم غلام جیلانی کی شاگردی میں دے دیا ۔ ان سے حکیم عبدالرشید صاحب نے عملی مطب کی تربیت ۱۹۴۱ء سے ۱۹۵۲ء تک حاصل کی ۔ اگرچہ ۱۹۴۶ء میں مطب کی اجازت مل گئی تھی ۔

تقسیم ہند کے بعد آپ لاہور چلے آئے اور لاہور کو اپنا مستقل مسکن بنا لیا ۔ جب آپ مسیح الطب حکیم غلام جیلانی سے تربیت حاصل کر رہے تھے تو مطب میں بیک وقت بیسیوں شاگرد تعلیم و تربیت حاصل کر رہے تھے جن میں ہندو ، مسلم ، سکھ ، عیسائی کی کوئی تخصیص نہ تھی ۔ ان میں حکیم سید عباس علی ، حکیم مہندر سنگھ بی اے اور حکیم ہرمایل بی اے شامل ہیں ۔

حکیم عبدالرشید اس وقت عبدالکریم روڈ قلعہ گجر سنگھ لاہور میں

مطب کر رہے ہیں ۔ آپ نعتیہ شاعری کا بھی ذوق رکھتے ہیں ۔

نعتیہ کلام:

بزم جہاں کے آقا و مولا تمہی تو ہو
انسانوں کے غموں کا مداوا تمہی تو ہو
عرشوں پہ خود خدا نے بلایا حضور کو
جس کا مقام سب سے ہے اعلیٰ تمہی تو ہو
رحمت کی جس کی ، دونوں جہان میں
جس کے کرم کا ہر سو ہے چرچا تمہی تو ہو
نازاں تمہارے فیض پہ ہے روح کائنات
مداح جس کے سب ہیں وہ آقا تمہی تو ہو
خیر الانام تمہاری ذات ستودہ صفات ہے
نوع بشر کے غم کا مداوا تمہی تو ہو
انسانیت کا تم سے دوبالا ہوا شرف
مقصود قلب خضر و مسیحا تمہی تو ہو
اب تیرے در کو چھوڑ کر جائے کہاں رشید
اس کی شفاعتوں کا وسیلہ تمہی تو ہو

عزیز خان شرم:

اصل نام ۔ عزیز خاں ، ادبی نام ۔ ماسٹر عزیز خان شرم ، تخلص شرم ، آپ تعلیمی طور پر پسماندہ تھے اور چٹا کٹڑہ امرتسر شہر میں ان کی ایک چھوٹی سی دوکان تھی جہاں پر ترکی ٹوپی بنانے کا کام کرتے تھے ۔ جب اس

کاروبار میں مندے کا رجحان ہو گیا ۔ تو آپ نے دکانداری چھوڑ کر امرتسر میونسپل کارپوریشن میں ملازمت اختیار کر لی ۔ وہاں آپ کو شہر میں پھرنے والی آوارہ جانوروں کو کانجی ہاؤس پہنچانے کی ڈیوٹی پر لگایا گیا ۔

شعر و شاعری سے آپ کو بہت دلچسپی تھی ۔ امرتسر لاہوری دروازے کے باہر مزار فتح شاہ بخاریؒ کے پاس مشاعرے ہوا کرتے تھے جس میں شرم بھی حصہ لیتے رہے ۔ آپ بابو کرم امرتسری کے خاص شاگردوں میں شمار ہوتے تھے ۔ آپ ۱۹۶۲ء میں لاہور میں انتقال کر گئے ۔

آخری عمر میں حج کا فریضہ ادا کیا حج سے واپسی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں یہ چو مصرعہ کہا:

کراں صفت اوصاف بیان کیہہ کیہہ بچی نظر ان ڈٹھ اتے
ہو گیا قیام حرام مینوں روٹی ہتھ اتے بستر پچھ اتے
سارے جگ دے کراں قربان عاقل اوہدی ونڈتے اوہدی نجھ اتے
شرم کراں سجدے نہ جبین رجے قدم قدم اتے گٹھ گٹھ اتے

عزیز مخدومی امرتسری:

عزیز مخدومی امرتسری ماہنامہ "جماعت" امرتسر کے ایڈیٹر تھے ۔ آپ کئی سال تک اس ماہوار رسالے کے ایڈیٹر رہے ۔ ستمبر اکتوبر ۱۹۲۳ء صفر ربیع الاول ۱۳۴۳ھ میں ماہنامہ جماعت کا رسول نمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی ادارت میں چھپا تھا ۔

عزیزی مخدومی امرتسری کے تفصیلی حالات تلاش کے باوجود نہیں مل سکے لیکن تحقیق جاری ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا رنگ نعتیہ اشعار میں ملاحظہ ہو:

Scanned with CamScanner

یا نبیؐ آپ کی بعثت ہے فلاح امت
آپ کی مہر نبوت ہے دلیل ثروت
آپ کے فیض قدم سے ہے جہاں کو زینت
آپ سے عالم ناسوت کو ہے سو عزت
آپ نے خلق کو خالق کی بتائی وحدت
کمینہ توزوں کو دیا آپ نے درس الفت
آپ کی شان رسالت ہے. عجب با شوکت
آپ کا حسن ہے منظور نگاہ قدرت
مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ. عجب خوش بقی

عطاء الحق قاسمی:

اصل نام ۔ عطاء الحق ، ادبی نام عطاء الحق قاسمی ، تخلص ۔ عطاء۔ آپ فروری ۱۹۴۳ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ والد محترم پیر زادہ بہاء الحق قاسمی کی شخصیت علمی و روحانی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں ۔ ان کے ننھیال وزیر آباد کے ہیں ۔ قیام پاکستان کے بعد ان کے والد محترم ابتداء میں وزیر آباد میں مقیم ہوئے تو انہوں نے اسی شہر میں ابتدائی تعلیم حاصل کی ۔ ان دنوں آپ ایم اے او کالج لاہور میں تدریس کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں ۔ آپ ایک صاحب طرز مزاح نگار اور خوبصورت شاعر و ادیب ہیں ۔ روز نامہ نوائے وقت میں آپ کا کالم " روزن دیوار سے " خصوصی دلچسپی سے پڑھا جاتا ہے آپ کے انہی مزاحیہ کالموں پر مشتمل تین مجموعے روزن دیوار سے عطائیے اور خند مکرر کے نام سے شائع ہو چکے ہیں ۔ مجلہ " معاصر " کی دو شاندار اشاعتیں پیش کر کے شاندار مدیرانہ صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت فراہم کر چکے ہیں ۔ ٹیلی ویژن

پر ان کی مزاحیہ سیریل "اپنے پرائے" وطن عزیز کے اصحاب فکر و فن سے داد تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی سیریل آپ کے ٹی وی پر پیش کیے جا چکے ہیں۔

آپ نے نعتیہ شاعری بھی کی ہے۔ اس کا نمونہ پیش خدمت ہے:

نعتیہ کلام:

ہے مرا چارہ گر مدینے میں
منزل و راہبر مدینے میں
کتنی صبحیں نثار کرتا ہے
جاگتا رات بھر مدینے میں
کتنی صدیوں پہ ہو گئے ہیں محیط
میرے شام و سحر مدینے میں
تو نے کچھ بھی دیکھنے نہ دیا
اے مری چشم تر مدینے میں
یاد فرمائیے مرے مولاؐ
مجھ کو بار دگر مدینے میں
کتنے ہوتے ہیں خوش نصیب "عطا"
جن کے ہوتے ہیں گھر مدینے میں

عطاء اللہ شاہ بخاریؒ:

آپ یکم ربیع الاول ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۸۹۱ء بوقت چاند رات بروز جمعہ کو پٹنہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مولوی سید ضیاء الدین احمد نے

تبلیغ اسلام کے لئے پٹنہ میں سکونت اختیار کرلی تھی ۔ جن کا آبائی گاؤں موضع ناگڑیاں ضلع گجرات تھا ۔ آپ کا نام ددھیال کی طرف سے عطاء اللہ اور ننھیال کی طرف سے شرف الدین احمد رکھا گیا ۔ ددھیال کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسنؓ اور ننھال کی طرف سے حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ نقشبندیؒ سے جا ملتا ہے ۔ آپ کے والد کا نام سید ضیاء الدین اور والدہ کا نام سیدہ فاطمہ احمد اندرابی تھا ۔ جو پٹنہ کے معقول اور دین دار صاحب فکر حکیم حافظ سید احمد اندرابی کی دختر نیک اختر تھیں ۔

آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی ۔ نانا اور نانی معلم بنے اور اس طرح عربی اور فارسی گھر سے سیکھی ۔ ۱۹۱۲ء میں امرتسر میں تشریف لے آئے ۔ امرتسر میں مفتی غلام مصطفےٰ قاسمی سے دینی تعلیم کا آغاز کیا ۔ ۱۹۱۴ء میں سید میر مرتضےٰ شاہ صاحب کی دختر نیک اختر سے آپ کی شادی ہوئی ۱۹۱۵ء میں واپس امرتسر میں تشریف لے آئے اور پھر قیام پاکستان تک مستقل مسکن امرتسر کو بنائے رکھا ۔ آپ کی عملی زندگی کا آغاز مسجد کوچہ جیل خانہ رام باغ امرتسر کی امامت سے ہوا ۔ قیام امرتسر کے دوران آپ نے حضرت پیر مہر علی شاہؒ (گولڑہ شریف) کے ہاتھ پر بیعت کی ۔ اس کے علاوہ مولانا نور احمدؒ اور مفتی محمد حسنؒ سے بھی دینی تعلیم حاصل کی ۔ پیر سید مہر علی شاہؒ کی وفات کے بعد آپ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری سے بیعت ہوئے ۔ سید صاحب کو طالب علمی کے ہی زمانہ میں سیاسی تحریکوں میں حصہ لینے کا شوق تھا اور یہ شوق ان کے والد کا ہی بخشا ہوا تھا ۔ جو عالم دین ہونے کے علاوہ مسلمانوں کے اندر مذہبی ملی اور سیاسی بیداری کے خواہاں تھے ۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی سیاسی زندگی کا آغاز ۱۹۱۹ء میں کانگرس اور مسلم لیگ کے مشترکہ جلسے سے ہوا ۔ انہوں نے اپنی سیاسی زندگی کی پہلی تقریر دسمبر ۱۹۱۹ء میں خلافت کانفرنس کے اجلاس میں کی ۔ جو امرتسر میں

منعقد ہوا اس کے بعد آپ نے تحریک آزادی کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی اور اس کی آرزو میں اٹھارہ سال قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں ۔ آپ کی زندگی کا مشن انگریزوں اور قادیانیوں کی مخالفت تھا ۔ تحریک خلافت میں آپ حضرت مولانا داؤد غزنوی کی تحریک پر شامل ہوئے تھے ۔ ابتداء میں مسلم لیگ کے پُرجوش حامی تھے ۔ لیکن بعد میں چند اختلافات کی وجہ سے اپنے مخلص اور سرفروش ساتھیوں کے ساتھ علیحدگی اختیار کرکے ایک نئی جماعت مجلس احرار کی بنیاد رکھی اور کئی سال تک اس کے صدر رہے ۔ تحریک عدم تعاون اور تحریک خلافت نے آپ کو مذہبی واعظ سے سیاسی مقرر بنا دیا ۔ آپ نے شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اسیر مالٹا کے نقش قدم پر چلنے کی قسم کھائی تھی ۔

مارچ ۱۹۳۰ء کو انجمن خدام الدین کے سالانہ جلسہ میں آپ کو امیر شریعت کا خطاب علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ نے دیا ۔ تحریک خلافت ، تحریک ترک ، موالات ، کشمیر کانفرنسوں اور تحریک ختم نبوت میں سرگرم کردار ادا کیا ۔ آپ خطابت کی خوبی کے سبب زیادہ مشہور ہوئے ۔ قدرت نے خطابت کا بے پناہ ملکہ عطا کر رکھا تھا اور اس فن میں آپ کا ثانی مشکل سے ہی کوئی دوسرا ہو گا ۔

آپ خود شاعر تھے " ندیم " تخلص کرتے تھے ۔ اردو اور فارسی کے ہزاروں اشعار حافظے میں محفوظ تھے ۔ آپ کا مجموعہ کلام " سواطع الالہام " کے نام سے شائع ہو چکا ہے ۔ نعتیہ شاعری میں بھی آپ کا تذکرہ پایا جاتا ہے

آپ بھرپور مذہبی اور سیاسی زندگی گزرانے کے بعد ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء کو ملتان میں انتقال کر گئے اور وہی دفن ہیں ۔

Scanned with CamScanner

نمونہ کلام:

لولاک لما زجہان محمد است
بسمان سن براہ پہ خان محمد است
سیپارہ کلام الٰہی ندا گواہ
کس ہم عبارتے ز زبان محمد است
نازد بنام پاک محمد کلام پاک
نازم بان کلام کہ جان محمد است
توحید را کہ نقطہ ہرکار دین است
دانی کہ نکتہ زبیان محمد است

علی محمد ملوک:

علی محمد ملوک صاحب کا اصل نام علی محمد ہے تخلص ملوک اختیار کرتے ہیں ۔ آپ ۱۹۳۵ء میں ضلع امرتسر کی تحصیل ترن تارن میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے والد صاحب کا نام نواب دین تھا ۔ آپ نے ابتدائی تعلیم ضلع امرتسر سے حاصل کی ابھی آپ تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ قیام پاکستان کی تحریک شروع ہو گئی اس کے بعد تقسیم ہند کی وجہ سے آپ کے والدین پاکستان چلے آئے اور بورے والا میں مستقل سکونت اختیار کرلی ۔

آپ نے اپنی عملی زندگی کا آغاز اپنے والد صاحب کے ساتھ کاروبار میں شریک ہو کر کیا ۔ جنہوں نے بورے والا میں کپڑے کی دوکان کرلی تھی ۔ آج کل آپ بورے والا میں رہائش پذیر ہیں ۔

آپ کا شمار بھی پنجابی کے مشہور شعراء میں ہوتا ہے آپ کی شاعری کا مجموعہ " سور مچھلیاں سوچاں " کے نام سے شائع ہو چکا ہے ، جسے رائٹرز گلڈ نے انعام کا حقدار قرار دیا ۔

نعتیہ شاعری میں بھی آپ کا نام نامی آتا ہے کبھی کبھار نعتیہ بھی کہتے ہیں گو ان کی تعداد زیادہ نہیں ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کرنے والوں میں آپ بھی شامل ہیں۔

نعتیہ کلام:

مدینے دی رنگین فضاواں توں صدقے
میں رحمت دی نوری گھٹاواں توں صدقے
جو ملیا اے محبوبؐ سانوں پیارا
خدا خود وی اوہدی اداواں توں صدقے
مزمل ، مدثر تے یسین طہ
میں سوہنے دے سوہنے جیہئے ناواں توں صدقے
دنے رات امت لئی غاراں چ جا کے
جو سوہنے نے منگیاں دعاواں توں صدقے
جو آقا دے روضے ول جاندیاں نیں
میں تن من کراں اوہناں راہواں توں صدقے
خداراں کدی نے مقدر چ ہووِن
میں جاں سبز گنبد دی چھاواں توں صدقے
جنہاں جھات پائی اے عرشوں اگیرے
نبیؐ جی دی روشن نگاہواں توں صدقے
مدینے چوں آئیاں ملوک عاصیاں لئی
ایہہ خوشبو تھیں بھریاں ہواواں توں صدقے

علیم ناصری:

اصل نام ۔ علیم الدین ، ادبی نام ۔ علیم ناصری ، تخلص ۔ علیم

والد کا نام نبی بخش ۔ یکم ستمبر ۱۹۱۹ء کو موضع بھراؤں ، تحصیل پٹی ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ اس زمانے میں موضع بھراؤں تحصیل قصور ، ضلع لاہور میں شامل تھا ۔ اس لحاظ سے آپ لاہوری بھی ہے ۔ مڈل تک تعلیم خالصہ مڈل سکول بھراؤں سے حاصل کی ۔ میٹرک پٹی (حال ضلع امرتسر) کے ہائی سکول سے کیا ۔ پھر پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اردو کیا ۔

شاعری کا آغاز مڈل سکول سے ہی ۱۹۳۵ء میں ہو گیا تھا ۔ موضع بھراؤں دریائے بیاس کے کنارے پر واقع ہے اور تھوڑی دور آگے چل کر دریائے بیاس دریائے ستلج میں گر جاتا ہے یہ علاقہ نہایت سرسبز و شاداب اور شعر و شاعری کے لئے قدرتی محرک ہے چنانچہ اس فضا میں رہ کر آپ کی شاعری پروان چڑھی آپ نے غزل ، نعت اور نحتیہ قصائد بھی کہے ہیں ۔

نحتیہ کلام :

حمد و توصیف کے لائق ہے خداوند نعم
جس نے انساں کو سکھلایا ہے مالم یعلم
علم کا اس کے کرے کوئی احاطہ کیونکر
ہر جلی کا ہے وہ عالم تو خفی کا اعلم
چاہے جس طور کرے امر کی تدبیر وہی
حاکم حکم بھی ، حکام پہ بھی ہے احکم
ایک جانب تو وہ جبار بھی قہار بھی ہے
دوسری سمت ہے رحمان و رحیم و ارحم
اس کے انوار سے ہیں ارض و سما کے انوار
اس کی تدبیر سے ہے گردش دوراں محکم
مرکز وحدت اسلام ہے قرآن و حدیث
آکے ہوتے ہیں اسی بحر میں سب دریا ضم

Scanned with CamScanner

عیسیٰ امرتسری:

اصل نام ۔ محمد اسمٰعیل ، ادبی نام ۔ عیسیٰ امرتسری ، پہلے تخلص نادم تھا ۔ بعد میں عیسیٰ رکھ لیا ۔ جناب عیسیٰ مرحوم نے تبدیلی تخلص کی کوشش کی تھی اور نادم تخلص اختیار کر لیا تھا ۔ مگر بہت جلد انہوں نے اس عظیم ۔ غلطی ۔ سے رجوع کر لیا تھا ۔ بقول (حکیم محمد موسیٰ امرتسری)

عیسیٰ کے آباد اجداد کشمیر سے نکل مکانی کرکے امرتسر چلے آئے تھے اور امرتسر میں پشمینے کا کام کرتے تھے ۔ عیسیٰ مرحوم کی پیدائش ۱۸۹۹ء میں امرتسر میں ہوئی ۔ آپ نے پرائمری تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد سکول چھوڑ دیا ۔ اس کے بعد میونسپل کمیٹی امرتسر میں بحیثیت داروغہ ملازم ہو گئے اور آخر وقت تک یہاں ملازم رہے ۔

انہیں شروع ہی سے شاعری کا شوق تھا اور ترنم سے شعر پڑھتے تھے ۔ پنجابی کے ساتھ ساتھ اردو میں بھی شعر کہتے تھے اور اس سلسلے میں علامہ فیروز الدین فیروز طغرائی سے اصلاح لیتے رہے ، فارسی اور علوم دینیہ مولانا محمد عالم آسی سے پڑھے ۔

عیسیٰ مرحوم نے پنجابی میں کہانیاں اور نظمیں تحریر کیں ۔ جن میں کئی شائع ہو چکی ہیں ۔ انہیں نعت گوئی ، اور نعت خوانی میں خاص مہارت حاصل تھی ۔ امرتسر میں ہر جمع کو فتح شاہ بخاریؒ کے مزار پر مشاعرے ہوا کرتے تھے ۔ ان مشاعروں میں خاص طور پر محمد اسمٰعیل عیسیٰ اور بابو کرم امرتسری آمنے سامنے بیٹھ کر شعر پڑھتے تھے اور ایک دوسرے کی طرف اشارہ کرکے شعر کہتے تھے کہ جیسے بہو ساس ، جیٹھانی ، دیورانی یا نند بھاوج ایک دوسرے کو طعن و تشنیع کر رہے ہوں اس طرح بابو کرم امرتسری نے انہیں بیت بازی کا طریقہ سکھایا ۔

Scanned with CamScanner

پنجابی زبان کے یہ عظیم شاعر تقسیم ہند کے دوران امرتسر میں فسادیوں کے ہاتھوں ۱۳ - ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو شہید ہو گئے - نعتیہ شاعری میں آپ کا مقام بہت بلند ہے -

نعتیہ کلام:

غلاموں کا سلام و پیام
آقائے دو جہاں کے نام

صبا! مدینے اگر تو جائے نبیؐ سے میرا سلام کہنا
سلام منظور ہو تو پھر تو یہ بیکسوں کا پیام کہنا
رسولؐ برحق ! شفیع عالم ، سراپا رحمت ، خدا کے پیارے
ہوا ہے تم سا نہ ہو گا کوئی نہیں ہے اس میں کلام کہنا
اگرچہ امی تھے آپ حضرت مگر تھے ام الکتاب والے
دیا سبق آپ نے جہاں کو ، ہو انبیاء کے امام کہنا
بچا دیا بت پرستیوں سے بنا دیا حق پرست سب کو
سکھا دیا اللہ تونے چھڑا دیا رام رام کہنا
جہان کے ظلمت کدوں کو روشن کیا تمہارے ہی نور نے
تمہارے نقش قدم ہیں مولا یہ مہر و ماہ تمام کہنا
تمہارا ابر کرم وہ برسا کہ سرد آتش کدے ہوئے سب
تمہارے دامن سے لگ گیا جو ہے اسپہ دوزخ ہے حرام کہنا
بجھانا دوزخ کا دور کیا ہے تمہارے نزدیک یا محمدؐ
کئے ہیں چلو سے سیر تم نے ہزاروں جب تشنہ کام کہنا
یہ التجا جب کہہ چکے تو رو کر صبا تو روضہ کے پاس ہو کر
جو بیکسوں پر گزر رہی ہے حضور خیرؐ الانام کہنا

میں تیرے قربان کملی والے ، نہ شال اور نہ لئے دو شالے
فقط سر دوش کملی ڈالے ، بنایا عالم غلام کہنا
عرب تمہارا ، عجم تمہارا ، تمہارا ہندوستان سارا
تمہارا یورپ ، تمہارا کابل ، تمہاری دنیا تمام کہنا
حضورؐ ہندوستان کی سرکش ہوئے ہیں پھر سرکشی پے مائل
غلام خالدؓ بھیج دیجیے یہاں بھی مانند شام کہنا
بلال احمدؐ دکھائے جلوے وہ تیغ ابوبکرؓ پھر ہو عریاں
کہ حق پرست اللہ والے نہ ہوں بتوں کے غلام کہنا
غلام ہندوستان والے تمام مجرم ہیں شک نہیں
مگر حضور آپ رحمدل ہوئے آپ کا فیض عام کہنا
خطا غلاموں کی بخش دیجیے حضور اپنے کرم کا صدقہ
نہ ڈوب جائے کہیں یہ کشتی خدارا لنگر کو تھام کر
حضورؐ عیسے کی التجا ہے کہ کاش میرے نصیب بھی ہو
تمہارے روضے پر دست بستہ درود پڑھنا سلام کہنا

غلام رسول ساقی:

اصل نام ۔ غلام رسول بٹ ، قلمی نام ۔ غلام رسول ساقی ۔ تخلص ۔ ساقی ، والد کا نام غلام احمد بٹ تھا ۔ آپ ۱۹۳۸ء میں غلام احمد بٹ کے ہاں امرتسر مشرقی پنجاب میں پیدا ہوئے ۔ جو امرتسر محلہ رام گڑھ میں رہتے تھے ۔ ابتدائی تعلیم پرائمری سکول میں حاصل کی ۔ پرائمری پاس کرنے کے بعد تعلیم کو خیر باد کہہ دیا اور سنار کا کام سیکھنے لگے ۔ قیام پاکستان کے بعد آپ لاہور آ گئے ۔ لاہور آنے کے بعد آپ نے سوہا بازار کوچہ ٹوبیاں میں سنار کی دکان کرلی اور رہائش شاہدرہ میں اختیار کی آپ ۱۹ مارچ ۱۹۸۸ء کو چند ماہ بیمار

رہنے کے بعد انتقال کر گئے ۔ آپ کے جسد خاکی کو قبرستان شاہدرہ میں دفن کیا گیا۔

آپ کو بچپن سے ہی شاعری سے دلچسپی تھی امرتسر اور لاہور میں آپ اکثر مشاعروں میں شریک ہوتے تھے ۔ آہستہ آہستہ خود بھی شعر کہنے شروع کئے ۔ جب اصلاح کی ضرورت محسوس ہوئی تو محمد اقبال بالا امرتسری کے شاگرد ہو گئے ۔ استاد کی سرپرستی میں بہت سے شعر کہے اور بے شمار مشاعروں میں شریک ہوتے رہے ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا اظہار ان کے نعتیہ کلام میں ملاحظہ ہو:

رستہ ایہہ بت خانے ول جارہیا اے اکھاں کھول کے ویکھ تے رک جاتوں
کوئی ابلیس ایمان نہ کھوہ لوے کسے فقر دے دامن چہ لک جاتوں
لے کے درس اویسؓ ، بلالؓ کولوں نبیؐ پاک دے عشق وچ مک جاتوں
رب کرے گا سجدہ قبول تیرا ساقی در محمدؐ تے جھک جاتوں

اللہ پاک دا او محبوب سوہنا کی کی معجزے آن وکھا گیا اے
نویں زندگی بخشی اے مردیاں نوں پتھر دے اوتے ترا گیا اے
سڑیاں بنجراں گل و گلزار ہویاں کلمہ کنگراں کولوں پڑھا گیا اے
جا کے شب معراج نوں عرش اوتے ساقی امت نمانی بخشا گیا اے

غلام رسول گوہر:

اصل نام ۔ غلام رسول ، قلمی نام ۔ مولانا غلام رسول گوہر ، تخلص ۔ گوہر ، آپ ۱۳۲۸ھ بمطابق ۱۹۱۰ء بروز پیر موضع آوان تحصیل اجنالہ

ضلع امرتسر کے ایک دین دار گھرانے میں پیدا ہوئے ۔ ان کے والد گرامی مولانا میاں فضل دین بن مولانا محمد یونا بن مولانا میاں پیر اندو تھے ۔ آپ کے مورث اعلیٰ میاں محمد صدیق بہت بڑے عالم فاضل اور خدا رسیدہ بزرگ تھے ۔ آپ کے جد امجد مولانا محمد یونا حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری کے مرید تھے ۔

پانچ سال کی عمر میں آپ نے دادا حضور سے قرآن پاک ناظرہ پڑھا اور ساتھ ہی کریما بھی پڑھ لی ۔ اس کے بعد (رمداس) ضلع امرتسر کے معروف نعت گو شاعر حافظ مظہر الدین کے والد گرامی حضرت مولانا نواب دین چشتی کے وطن مالوف جا کر مولوی فضل رحمن سے فارسی کی ابتدائی کتب پڑھیں ۔ بریلی شریف میں ایک سال تک پڑھتے رہے ۔ اس کے بعد سراج الملت حضرت پیر سید محمد حسین شاہ محدث علی پوری کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کیا ۔ یہاں پر آپ کے ہم جماعت جوہر ملت حضرت پیر سید اختر حسین شاہ علی پوری اور معروف نعت گو شاعر حافظ مظہر الدین تھے ۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے حضرت امیر ملت کے ہاتھ پر بیعت کی ۔ اس کے علاوہ آپ نے حضرت مولانا نور احمد امرتسری عثمی مکتوبات اور حضرت مولانا محمد عالم آسی سے فیض یاب ہوئے ۔

سند فراغت حاصل کرنے کے بعد موضع دو کوہا سادات ضلع جالندھر میں خطیب مقرر ہوئے ۔ اس کے علاوہ قصبہ ستراہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ اور نکودر ضلع اور ضلع جالندھر میں توحید و رسالت کا ڈنکا بجایا اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اجالا کیا ۔ آپ ۱۹۴۳ء میں ریاست جموں کشمیر تشریف لے گئے اور محلہ ۰ استاد ۰ کی جامع مسجد کی خطابت کی ذمہ داریاں سنبھالیں خطابت کے علاوہ مدرسہ نقشبندیہ قائم کرکے تشنگان علوم دینیہ کو

سیراب کیا ۔ قیام کشمیر کے دوران آپ کی شادی ہوئی اور ۱۹۴۸ء تک اہالیان کشمیر آپ کے درس و تدریس اور خطبات سے اپنے ایمانوں کو تازہ کرتے رہے

تحریک پاکستان کا غلغلہ بلند ہوا تو حضرت امیر ملت کے ساتھ مل کر مسلم لیگ کی تائید و حمایت میں مقدور بھر کام کیا ۔ ریاست جموں کشمیر کی تحریک آزادی میں بھی دل کھول کر حصہ لیا اور اپنے برادر طریقت قائد ملت چوہدری غلام عباس کے شانہ بشانہ بڑی جرات و مردانگی سے وادی کشمیر کی فضاؤں میں نغمہ آزادی سنایا ۔

تقسیم ہند کے بعد ۱۹۴۸ء میں ہجرت کر کے سیالکوٹ تشریف لے آئے اور جامع مسجد محلہ کشمیریاں میں خطابت کی زمہ داریاں سنبھال لیں ۔ اس کے بعد امیر ملت کے حکم اور مستری احمد یار آف کوٹ عثمان خاں قصور کی درخواست پر قصور تشریف لے آئے اور جامع مسجد میاں کالا مرحوم کوٹ عثمان خان میں خطابت کے جوہر دکھانے شروع کیے ۔ اس کے علاوہ جامع مسجد حوض والی کوٹ بدر دین قصور ، جامع مسجد بیرانوالی اور جامع مسجد نور میں درس حدیث دیتے رہے درس و تدریس پند نصائح اور وعظ و تقریر کے مرد میدان ہونے کے علاوہ آپ ایک روحانی پیشوا بھی تھے ۔

آپ ایک بہترین ادیب ، نامور مصنف ، معروف صحافی ، اور ممتاز نعت گو شاعر بھی تھے ۔ ماہنامہ انوار صوفیہ ، ماہنامہ مبلغ ، آپ کی زیر سرپرستی چھپتے رہے ، آپ نے انوار صوفیہ کے کئی نمبر بھی نکالے ، میلاد نمبر ، امیر ملت نمبر ، معراج النبی نمبر اور محدث علی پوری نمبر ، وغیرہ وغیرہ ۔ تصنیف و تالیف میں بھی آپ پیچھے نہیں رہے ۔ آپ کی لاتعداد تصانیف میں سے جن کے نام معلوم ہو سکے وہ درج ذیل ہیں ۱ ۔ انوار مصطفے ۲ ۔ معراج مصطفے ۳ ۔ غوث الاعظم مع حقیقت گیارھویں ۴ ۔ مرآۃ الاولیا ۔ ۵ ۔ آئینہ نماز ۶ ۔ مسائل

رمضان ۷ ۔ میاں بیوی کے حقوق ۸ ۔ کھانا کھانے کے آداب ، ۹ ۔ حقوق والدین ۱۰ ۔ آئینہ طہارت ، ۱۱ ۔ عملیات کے بکھرے موتی ، ۱۲ ۔ مراۃ الکمال ، ۱۳ احسن الکلام گوہر نظام (حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوریؒ کے عربی فارسی کلام کا ترجمہ) ۱۴ ۔ کشف الابہام عن مسائل محرم الحرام ۱۵ ۔ پیر دے عشق دیاں پھلجڑیاں (سی حرفی) (پنجابی اشعار میں حضرت امیر ملتؒ کی مدح سرائی ہے) ۱۶ ۔ ایک عربی کتاب کا ترجمہ کیا تھا اور کتابت بھی کروائی تھی اس کا نام معلوم نہیں ہو سکا ۔

آپ کا انتقال بعارضہ یرقان ۴ رجب المرجب ۱۴۰۵ھ بمطابق ۲۶ مارچ ۱۹۸۵ء بروز بدھ 2/1/4 بجے علی الصبح قصور کے مقام پر ہوا اور آپ کو قصور کے بڑے قبرستان (واقع کوٹ غلام محمد خان) میں دفن کیا گیا ۔

نعتیہ شاعری میں آپ کو حضرت علامہ سیماب اکبر آبادی سے شرف تلمذ حاصل تھا تازیست نعت و منقبت کے سوا کچھ نہ کہا ۔ ذیل میں آپ کی نعت درج کی جا رہی ہے جس سے آپ کے عشق رسولؐ کا اندازہ ہو سکے گا

نعتیہ کلام :

مرے دل کی تمنا ہے محمدؐ کی زیارت ہو
سرور قلب حاصل ہو تو آنکھوں کی عبادت ہو

اطاعت فرض ہے ہر کام میں شاہ مدینہ کی
عبادت ہو ، معیشت ہو ، کوئی امر سیاست ہو

محمدؐ مصطفےٰ کے عاشقوں پر یہ کرم ہو گا
کہ محشر میں نہ گھبرائیں نہ کچھ خوف قیامت ہو

Scanned with CamScanner

ہو ہوالاول ہو ، ہو آلاخر ہو ، الظاہر ہوالباطن
جہاں کی ہے ہدایت ان پر ہی نہایت ہو

لوالحمد کے حامل جناب مصطفیٰ ہوں گے
جھکا کر سر کو سجدے میں طلب اذن شفاعت ہو

محمدؐ نام شیریں ہے منور ہے جہاں سے
نہ کہوں اس سے دو عالم میں میسر خیر و برکت ہو

ندائے یا رسول اللہ غذائے روح و ایماں ہے
اسی نعرے کی برکت سے دلوں کو ذوق طاعت ہو

یتیموں کے وہ ملجا ہیں فقیروں کے وہ ماویٰ ہیں
غریبوں کے وہ حامی ہیں نہ جن کی شان و شوکت ہو

مطابق سنت نبوی بنائے گر صورت
اسی کو نعت پڑھنے کی مجالس میں اجازت ہو

محمد مصطفیٰ کا جو مخالف ہو معاذ اللہ
کہ اس کے قلب میں ذرہ برابر بھی محبت ہو

محمدؐ کی ثنا خوانی محبت ہی سے ہوتی ہے
محبت گوہر ایمان ہے نہ ایماں بے محبت ہو

Scanned with CamScanner

غلام قادر شاہؒ:

اصل نام ۔ غلام قادر ، ادبی نام ۔ غلام قادر شاہ ، تخلص ۔ غلام قادر ، آپ جگدیو کلاں امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ والد صاحب کا نام سید نتھے شاہ تھے ۔ حضرت سید غلام قادر شاہ مشہور صوفی بزرگ حضرت سید محمد ہاشم شاہ کے پڑپوتے تھے ۔ آپ نے ضروری تعلیم والد صاحب سید نتھے شاہ سے حاصل کی علاوہ ازیں ماموں مولانا شیر محمد صاحب سے بھی جو ولی کامل تھے کسب فیض کیا ، کوٹ تنگلی (بھارت) کے سید خیر دین شاہ سے بھی تعلیم حاصل کی جو صاحب دل بزرگ تھے ۔

والد کے انتقال کے بعد کرنال (پانی پت) میں حضرت خواجہ سراج الحق چشتی کا شہرہ سنا تو زیارت کے لئے تشریف لے گئے حضرت موصوف گوہر شناس تھے پہچان گئے کہ گوہر نایاب ہے چنانچہ بیعت کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد خلافت اور دستار فضیلت سے نوازا ۔ آپ حضرت خواجہ سراج الحق کا ذکر بڑی محبت اور عقیدت سے کرتے ۔

حضرت سید غلام قادر شاہ مقامی مدرسے میں استاد تھے اور فارغ وقت میں حکمت اور طبابت کے ذریعے لوگوں کی خدمت کرتے تھے ۔ بڑے اچھے خوشنویس تھے ۔ والد اور دادا کی طرح حضرت ہاشم شاہ کی تصنیفات کی کتابت کی اور انہیں دستبرد زمانہ سے محفوظ رکھنے کی ذمہ داری نباہی ۔ آپ عربی فارسی ، اردو ، ہندی ، سنسکرت ، دیو ناگری اور پنجابی کے عالم تھے حافظہ بڑا اچھا تھا ۔

حضرت ہاشم شاہ کی تصنیف " پوتھی حکمت " کے آخر میں اپنے مجربات رقم کئے ہیں جو طب کی گرانمایہ متاع ہے ۔ تمباکو نوشی کے سخت خلاف تھے اس کے مضمرات بیان کرتے ہوئے بہت سے اشعار کہے جو " حقہ نامہ " کے نام سے طبع ہوئے ۔

Scanned with CamScanner

تقسیم سے چند ماہ قبل تھرپال آگئے تھے بعد میں جگدیو کلاں نہیں گئے۔ تھرپال میں مستقل قیام کے بعد حکمت و طبابت کرتے رہے۔

آپ کا انتقال ۱۷ نومبر ۱۹۷۶ء کو ہوا اس وقت آپ کی عمر ۸۸ سال تھی اگلے روز تھرپال ہاشم شاہ نزد رقبہ خاص تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ میں اپنے پڑدادا حضرت ہاشم شاہ کے مزار کے پائنتی کی طرف دفن کیے گئے۔ آپ کا عرس ۱۸ نومبر کو منایا جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عقیدت کے پھول نچھاور کرنے والوں میں آپ کا نام نامی بھی آتا ہے۔

نعتیہ کلام:

حضرت احمد مرسل یار
اک لکھ تے چوی ہزار
سجاندے وچ اوہہ سردار
مبارک نام محمدؐ جان
شافع روز جزا پہچان
عاجز او گنہاریاں مان
وڈی صفت نبی دی جان
سارا بھریا دیکھ قرآن
اوپر خاص نبیؐ دی شان
نازل ہو یا دل تھیں مان
شافع روز جزا پہچان
عاجز او گنہاریاں مان
ایسا اوہ رسول سہارا
چند چودھویں جویں پیارا

تیک قیامت وقت جو سارا
کلمہ اوسدا رہے روان
شافع روز جزا پہچان
عاجز او گہناریاں مان
عملاں والیاں عمل چھڈان
میں بے عملا کوئی نہ مان
میتوں آس رسولی جان
جو ہیں سرور دو جہان
شافع روز جزا پہچان
عاجز او گہناریاں مان
غلام قادر عاجز ناتاں
للہ شایا مہنگے دان
آخر جاوے نال ایمان
کلمہ پڑھدا ہووے روان
شافع روز جزا پہچان
عاجز او گہناریاں مان
چارے یار نبی دے جان
مدد گار جو وچ جہان
ابو بکرؓ تے عمرؓ عثمانؓ
کیتی جان علیؓ قربان
شافع روز جزا پہچان
عاجز او گہناریاں مان

مولانا غلام محمد ترنم:

اصل نام ۔ غلام محمد ، ادبی نام ۔ غلام محمد ترنم ، تخلص ۔ ترنم

آپ ۱۹۰۰ء مطابق ۱۳۲۰ھ میں جناب عبدالعزیز کے ہاں امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ آپ ایک کشمیری گھرانے کے چشم و چراغ تھے ۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے بہنوئی پروفیسر عبد الرحیم ، پروفیسر عربی ، خالصہ کالج امرتسر اور مولانا عبدالصمد کاشمیری سے حاصل کی اور بعد میں علامہ عرشی سے بھی فیضیاب ہوئے ۔ انہوں نے قالین بافی اور شال بافی کا کام بھی سیکھا ۔ جب شاعری کا ذوق پیدا ہوا تو حکیم فیروز الدین طغرائی سے اصلاح لینے لگے ۔ مولانا محمد عالم آسی امرتسری سے عربی علوم میں دسترس حاصل کی ۔ علم طب حکیم علی محمدؒ ، حکیم فتح چند ، حکیم محبوب عالم اور حکیم شہزادہ غلام محمدؒ لاہوری سے حاصل کیا اور پھر خطابت کا پیشہ اپنایا ۔ مولانا ظفر علی خاں جب امرتسر گئے تو انہوں نے آپ کی شہرت دیکھ کر فی البدیہہ کہا:

ترنم چاند ہے اس شہر میں علم اور حکمت کا
درخشاں اس کے ہالے ہیں مسلمانان امرتسر

ان کا شمار امرتسر کے نامور علماء میں ہوتا تھا ۔ مولانا غلام محمد ترنم امرتسری السنہ الشرقیہ کے ماہر اور نامور خطیب تھے ۔ تحریک پاکستان میں بھی آپ نے بڑا کام کیا ۔ قیام پاکستان کے بعد موصوف لاہور آگئے اور بیڈن روڈ پر رہائش اختیار کرلی اور وہیں ایک ٹیوشن سنٹر کھول لیا جہاں وہ منشی عالم اور منشی فاضل کے امتحانات کی تیاری کرواتے تھے ۔ انہوں نے ریلوے روڈ پر امرت دھارا بلڈنگ میں مطب کھولا ۔ سول سیکرٹریٹ لاہور کی مسجد انہوں نے ہی تعمیر کروائی تھی اور اس میں خطابت کے فرائض بھی انجام دیئے ۔ اس کے علاوہ مسجد حنفیہ موری دروازہ میں بھی کچھ دیر خطابت کے فرائض انجام دیئے ۔ حضرت داتا گنج بخشؒ کی مسجد میں درس بھی دیتے رہے ترنم صاحب جمعیہ

العلماء پاکستان کے نائب صدر رہے بعد میں مرکزی صدر بھی منتخب ہوئے۔ مولانا ابو الحسنات آپ کی خدمات جلیلہ کے بڑے قائل تھے۔ ترنم صاحب سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت حافظ پیر جماعت علی شاہ علی پوری سے بیعت تھے۔

آپ پنجاب یونیورسٹی کے فیلو اور سنڈیکیٹ کے رکن بھی رہے

مولانا غلام محمد ترنم نے چند علمی تبرکات بطور یادگار چھوڑے ہیں۔

۱۔ نعتیہ کلام ۲۔ دستور پاکستان، چالیس صفحات پر مشتمل فاضلانہ مقالہ، ۳۔ مقدمہ و حواشی "بطل نبوت" ۴۔ الجہاد، ۵۔ غذائی چارٹ ۶۔ ماہنامہ "ٹمپرنس" لاہور۔ اس کے پرنٹر، پبلشر مولانا ترنم مگر مدیر کے طور پر ان کے فرزند محمد سکندر صاحب کا نام لکھا ہوتا تھا۔

آپ نے ۱۷ محرم ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۳ جولائی ۱۹۵۹ء کو ذیابیطس کے عارضہ کے باعث جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب کو لاہور میں وفات پائی نماز جنازہ مفتی اعظم سید ابو البرکات مرحوم نے پڑھائی اور آپ کو قبرستان میانی صاحب میں دفن کیا گیا۔ ان کی ابدی آرامگاہ بہاولپور روڈ پر واقع ہے۔

نعتیہ کلام:

چلو دیار حبیب خدا کو دیکھ آئیں!
ستارہ بار، مقدس فضا کو دیکھ آئیں
سنا ہے ذرے وہاں کے بقا کے جوہر ہیں
حیات بخشی موج ہوا کو دیکھ آئیں
طلوع مہر نبوت سے جس کو نسبت ہے
وہاں کی گردش صبح شام کو دیکھ آئیں
جنہیں فروغ تجمل کی دیکھنا ہو بہار
وہ شہر طیبہ کے ارض و سما کو دیکھ آئیں

"لوگ جو جہاں میں بڑے مبارک ہیں
جو آرزوئے جبیں میں خدا کو دیکھ آئیں
انھو بھی اب ترنم صنعائے دل کے لئے
مقام مظہر حق آشنا کو دیکھ آئیں

صوفی غلام مصطفےٰ تبسم:

نام ۔ غلام مصطفےٰ ، صوفی ۔ عرفیت اور تخلص تبسم تھا ۔ آپ ۴ اگست ۱۸۹۹ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے جہاں آپ کے بزرگ کشمیر سے آکر آباد ہو گئے تھے ۔ آپ نے ابتدائی تعلیم چرچ مشن سکول امرتسر سے حاصل کی اور ایف اے خالصہ کالج امرتسر سے کیا ۔ ۱۹۲۱ء میں انہوں نے ایف سی کالج لاہور میں داخلہ لیا اور یہاں سے بی ۔ اے کا امتحان پاس کیا ۔ اسلامیہ کالج لاہور سے ایم اے فارسی کی سند لی ۔ ایم اے فارسی کرنے کے بعد سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور سے بی ۔ ٹی کا امتحان پاس کیا ۔ ایم ۔ اے ۔ بی ۔ ٹی کرنے کے بعد گورنمنٹ ہائی سکول امرتسر میں بطور استاد مقرر ہوئے ۔ کچھ عرصہ تدریس کے فرائض انجام دینے کے بعد صوفی صاحب انسپکٹر آف سکولز مقرر ہوئے ۔ تقسیم ہند کے قبل تبسم صاحب لاہور چلے آئے اور سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں السنہ شرقیہ کے پروفیسر مقرر ہوئے ۔ تین چار سال یہاں کام کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج چلے آئے ۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں صدر شعبہ فارسی اور صدر شعبہ اردو رہے ۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں ۲۵ برس تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد ریٹائر ہوئے ۔ آپ کے شاگرد ہزاروں کی تعداد میں پاکستان کے گوشے گوشے میں موجود ہیں ۔

آپ کے حلقہ احباب میں پطرس بخاری ، ڈاکٹر تاثیر ، عبدالمجید سالک ، چراغ حسن حسرت ، حفیظ جالندھری ، پنڈت ہری چند اختر ، مجید ملک ، امتیاز علی تاج ، عرشی صاحب ، بابو کرم امرتسری اور خضر تمیمی شامل تھے ۔

لاہور کا یہ علمی ادبی حلقہ " نیاز مندانِ لاہور " کے نام سے مشہور تھا ۔ اگرچہ آپ ۱۲ اگست ۱۹۵۴ء کو گورنمنٹ کالج لاہور سے ریٹائر ہو گئے لیکن ریٹائر ہونے کے بعد بھی آپ در حقیقت ریٹائر نہ ہوئے اور آپ بدستور علمی ادبی کاموں میں مصروف رہے ، ۱۹۵۷ء میں آپ کو خانہ فرہنگ ایران کا ڈائریکٹر بنا دیا گیا ۔ آپ کچھ عرصہ ہفت روزہ " لیل و نہار " کے ایڈیٹر بھی رہے دو سال بعد ریڈیو پاکستان لاہور سے وابستہ ہو گئے ۔ آپ نے ۱۹۶۵ء کی جنگ میں میں جنگی ترانے لکھ کر قومی خدمت کا ایک اہم فریضہ سرانجام دیا ۔ آپ پاکستان آرٹ کونسل میں بطور چیئرمین اور پاکستان اقبال اکیڈمی میں بطور وائس چیئرمین کام کرتے رہے ۔ پاکستان کی طرف سے مختلف ثقافتی مشن جب ایران اور روس کے دورے پر گئے تو اس میں آپ نے بھی شرکت کی ۔ علامہ اقبالؒ کے ساتھ قریباً ۱۸ سال تک آپ کا تعلق رہا ۔

صدر ایوب کے دور میں ۱۹۶۳ء میں آپ کو تمغہ " حسن کارکردگی سے نوازا گیا ۔ اس کے علاوہ پانچ ہزار روپیہ نقد انعام ملا ۔ ۱۹۶۷ء میں آپ کو " ستارہ امتیاز " سے نوازا گیا ۔ حکومت ایران نے آپ کو فارسی زبان و ادب کے صلے میں " نشان فضیلت " کا اعزاز دیا ۔

صوفی تبسم مرحوم فارسی ، اردو اور پنجابی تینوں زبانوں میں شعر کہتے تھے ۔ آپ نے جس زبان سے شاعری کی ابتداء کی وہ فارسی شاعری تھی ۔ آپ نے بچپن میں ہی فارسی میں شعر کہنے شروع کر دیئے تھے ۔ آپ کو بچپن سے ہی ایسے ایسے قادر الکلام اساتذہ سے واسطہ پڑا جنہوں نے فارسی کا ذوق و شوق ابھارنے میں کافی مدد کی ، ان میں حکیم فیروز الدین فیروز طغرائی کا نام قابل ذکر ہے ۔ آپ کا تخلص تبسم انہی کا تجویز کردہ ہے ۔ جبکہ مولانا غلام محمد ترنم کا تخلص ترنم بھی حکیم فیروز الدین فیروز طغرائی کا تجویز کردہ ہے ۔ صوفی صاحب نے تبسم سے قبل اصغر تخلص اختیار کیا تھا ۔ لیکن بعد میں طغرائی صاحب کے

Scanned with CamScanner

تجویز کردہ تخلص تبسم کو اختیار کیا۔ صوفی تبسم بچوں کے بھی شاعر تھے اور انہوں نے بچوں کے لیے بھی نظمیں لکھیں جو زبان زد عام ہیں۔

علامہ اقبالؒ کے ساتھ آپ کو جو عقیدت و محبت تھی وہ ان کی وفات کے بعد بھی جاری رہی۔ علامہ اقبال کی وفات کے بعد تو صوفی صاحب نے علامہ اقبال کی شاعری اور فکر و فن کی تشریح اور ترویج کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی۔ انہوں نے فارسی، اردو، پنجابی میں جتنا کچھ لکھا اس کا ایک تہائی اقبالیات پر مشتمل ہے۔ ان کی انہی خدمات کے اعتراف کے طور پر پنجاب یونیورسٹی نے انہیں ایک تمغہ پیش کیا۔

۱۹۷۸ء میں پنشنرز ویلفیئر ایسوسی ایشن لاہور نے علامہ اقبال پر بہترین کتب تحریر کرنے پر "علامہ اقبال میڈل" صوفی صاحب کو دیا۔ محکمہ اطلاعات پنجاب کی طرف سے اقبال سمپوزیم منعقدہ ۱۹۷۰ء لاہور میں صوفی صاحب کی خدمات کو سراہا گیا اور انہیں "مجسمہ اقبال" پیش کیا گیا۔ مجلس انتظامیہ یوم اقبال کراچی ۱۹۶۶ء نے صوفی صاحب کو ان کی خدمات کے سلسلے میں مجسمہ اقبال اور تعریفی سند پیش کی۔ ۱۹۷۵ء میں جب صوفی صاحب پاکستان آرٹس کونسل کے چیئرمین بنائے گئے تو پہلی بار یہاں ہفتہ وار اقبال لیکچر اور تنقیدی مجالس کا اہتمام ہوا۔ گویا اقبالیات کی ترویج و ترقی کے سلسلے میں صوفی صاحب نے ان تھک کام کیا۔ حتیٰ کہ اپنے سفر آخرت ۷ فروری ۱۹۷۸ء کے وقت بھی صوفی صاحب اقبال میموریل فنڈ کے سلسلے میں ٹیلی ویژن پر قوم سے اپیل کرنے اسلام آباد گئے ہوئے تھے کہ واپسی پر لاہور ریلوے اسٹیشن پر انہوں نے اچانک وفات پائی۔ اس وقت آپ کی عمر ۷۹ برس کے قریب تھی۔

آپ کی تصنیفات درج ذیل ہیں۔

۱۔ انجمن (مجموعہ کلام فارسی، اردو، پنجابی) ۲۔ دامن دل (مجموعہ غزلیات) ۳۔

سرشک تبسم (مجموعہ نظم ، گیت ، قومی ترانے) ۴ ۔ نظراں کردیاں گلاں (پنجابی کلام) ۵ ۔ انتخاب کلام اقبال ۶ ۔ انتخاب کلام امیر خسرو (طوطی شکر مقال) ۷ ۔ اقبال اور بچے ۸ ۔ یک ہزار و یک سخن ۹ ۔ شرح غزلیات غالب ۱۰ ۔ تیر و نشتر (اقبال کے اردو اشعار) ۱۱ ۔ تیر و نشتر (اقبال کے فارسی اشعار) ۱۲ ۔ پنجاب کی شاعری پر فارسی روایات کا اثر ۱۳ ۔ حرف و صوت ، اردو / فارسی ۔ انتخاب کلام اقبال ، ۱۴ ۔ شرح صد شعر اقبال (جلد اول اردو) ۱۵ ۔ سراپردہ افلاک ۱۶ ۔ نقش اقبال (علامہ اقبال کے فارسی کلام کا پنجابی ترجمہ) ۱۷ ۔ علامہ اقبال از آقای مجتبیٰ مینوی مترجم صوفی تبسم ، ۱۸ ۔ شعر فارسی معاصر (فارسی ۔ اردو) مترجم صوفی تبسم ۔ عرشی صاحب ۱۹ ۔ روح غالب ۲۰ ۔ زندہ نسخے ۲۱ ۔ دو نانک (سارن رین واسفنا ۔ خطرناک لوک) ۲۲ ۔ جاہ جلال (ایک ڈرامہ اردو) ۲۳ ۔ حکمت قرآن ۲۴ ۔ مسلمانوں کا علم جغرافیہ اور شوق سیاحت ۲۵ ۔ کلیات طغرائی ۲۶ ۔ دو گونہ (امیر خسرو کی سو غزلوں کا اردو ترجمہ) ۲۷ ۔ جھولنے (بچوں کی نظمیں) ۲۸ ۔ ٹوٹ بٹوٹ (بچوں کی نظمیں) ۲۹ ۔ صد شعر اقبال (فارسی) ۳۱ ۔ علامہ اقبال صوفی تبسم کی نظر میں ۔

نعتیہ شاعری کے حوالے سے بھی آپ کا تذکرہ ضرور آئے گا ۔ نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رسالت میں اپ نے نذرانہ عقیدت کے پھول بکھیرے ہیں ۔

نعتیہ کلام:

ہے فلک آستاں محمدؐ کا
عرش پر ہے مکاں محمدؐ کا
ہے لقب ان کا سرور کونینؐ
یہ جہاں ، وہ جہاں محمدؐ کا

یہ ستارے ہیں گرد راہ اس کی
جادہ ہے کہکشاں محمدؐ کا
ہم سے کیا ہو سکے تعریف
ہے خدا مدح خواں محمدؐ کا
جھکتے ہیں سر وہیں فرشتوں کے
نام آئے جہاں محمدؐ کا
دل میں ہوتی ہے نور کی بارش
نام لے جب زباں محمدؐ کا
سب سے اونچا مقام نبیوں کا
سب سے اونچا نشاں محمدؐ کا
ہے ہر اک زباں پہ نام اس کا
ذکر ہوتا ہے صبح و شام اس کا
اس کی ہے ذات پر درود و سلام
اس کی ہر بات پر درود و سلام

غلام نبی حکیم:

اصل نام ۔ غلام نبی ، ادبی نام ۔ غلام نبی حکیم ، تخلص ۔ حکیم غلام نبی حکیم ۴ اپریل ۱۹۰۱ء کو بٹالہ اور قادیان کے درمیان مسانیاں نامی گاؤں میں پیدا ہوئے ۔ ان کے والد کا نام امیر الدین تھا جنہیں لوگ قاری جی کہہ کر پکارتے تھے ۔ حکیم غلام نبی نے تیسری جماعت تک تعلیم حاصل کی ۔ گاؤں میں سید امام علی شاہ صاحب سے فارسی کتاب کریما اور گلستان سعدی کا خلاصہ پڑھا اور امام مسجد سے قرآن پاک پڑھا ۔ اس کے بعد ان کے والد امرتسر چلے آئے اور تقسیم ہند تک ان کا امرتسر میں مستقل قیام رہا ۔ قیام پاکستان کے بعد

انہوں نے راولپنڈی میں سکونت اختیار کرلی اور آج کل لندن میں رہائش پذیر ہیں۔

امرتسر کے محلہ شریف پورہ میں ان کی رہائش منشی غلام قادر فرخ کے پاس تھی۔ شمس بینائی اور نفیس کلانوری بھی ان کے ہمسائے تھے۔ بارہ سال کی عمر میں آپ نے شعر کہنے شروع کئے اور شاعری میں ان لوگوں سے رہنمائی حاصل کی۔

غلام نبی حکیم کے مضامین ماہنامہ "فیض الاسلام" راولپنڈی میں اکثر چھپتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ "ابر بہار" کے نام سے آپ کا شعری مجموعہ "فیض الاسلام" راولپنڈی میں چھپا ہے اس کے علاوہ ان کا پنجابی کا مجموعہ غیر مطبوعہ ہے "فطرت کے اصول" نامی کتاب بھی چھپی ہے۔

نعتیہ کلام:

حلقہ دور زماں شام و سحر سے گزرے
سرحد کون و مکاں شمس و قمر سے گزرے
منزل ہفت سماوات کے سر سے گزرے
جس طرح نور نظر جوف نظر سے گزرے
کون؟ وہ رحمت رب ، ختم رسل شاہ امم
جب کہ معراج کی شب آپ سفر سے گزرے
سیر کرتے ہوئے ہر خشک سے تر سے گزرے
سرد اور گرم فضاؤں کے اثر سے گزرے
آپ جس رنگ سے جس راہ گزر سے گزرے
فلسفی کے وہ کہاں فکر و نظر سے گزرے
صورت برق بیک چشم زدن جا پہنچے
عرش اعظم پہ اسی جسم بشر سے گزرے

عشق ہے حسن کا مہمان گرامی ، دیکھو
انبیاء آپ کو دیتے ہیں سلامی دیکھو
سب فرشتے ہیں کھڑے بہر غلامی دیکھو
عبد و معبود میں پھر حسن کلامی دیکھو
مرحبا صلی علیٰ سید مکی مدنی
یہ صدا آتی رہی آپ جدھر سے گزرے
قاب قوسین ہیں صلوت و تحیات ہوئی
جانے پھر عابد و معبود میں کیا بات ہوئی
جسم و بے جسم بہم کیسے ملاقات ہوئی
حق سے جب آپ ملے کتنی مدارت ہوئی
اے حکیم آج جو اللہ سے ملنا چاہا
آپ کے نقش قدم راہگذر سے گزرے
ناز سے محو تکلم سے سرا پائے نیاز
اک طرف بندہ ہے اور ایک طرف بندہ نواز
فضل و انعام کی فہرست تو کافی ہے دراز
قابل ذکر ہے من جملہ عطیات نواز
یہی معراج ہے اس بندہ مومن کے لیے
پنج اوقات جو اللہ کے گھر سے گزرے

فائق ظہور کاشمیری:

اصل نام ۔ غلام نبی ، ادبی نام ۔ فائق ظہور کاشمیری ، والد کا نام محمد عبداللہ وائیں ، فائق ظہور کاشمیری پہلے جی این وائیں محمود لکھتے تھے بعد میں آپ نے فائق ظہور کاشمیری تحریر کرنا شروع کر دیا ۔ ابتداء میں محمود تخلص

لکھتے تھے اب فائق تخلص کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

آپ ۱۹۱۷ء میں حویلی خالق شاہ، کٹڑہ گربھا سنگھ، امرتسر میں پیدا ہوئے۔ آپ نے گورنمنٹ ہائی سکول بیرون ہال گیٹ امرتسر سے میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد انڈین پریس امرتسر میں ملازم ہو گئے۔ انہیں شعر و سخن سے وابستگی ۱۹۳۸ء سے ہے آغا خلش کاشمیری اور آغا سائل کاشمیری کو استاد مانتے ہیں۔ آپ کے مجلسی دوستوں میں آغا سائل کاشمیری، آغا خلش کاشمیری، علامہ لطیف انور، ضبط قریشی، امین گیلانی، سیف الدین سیف اور حامد حسن حامد نمایاں ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد آپ لاہور چلے آئے اور آج کل کراچی میں رہائش پذیر ہیں۔

آپ کا کلام امرتسر کے مختلف رسائل کی زینت بنتا رہا ہے۔ ذیل میں آپ کے نحتیہ اشعار بطور نمونہ پیش کئے جا رہے ہیں۔

اے کالی کملی والے، طیبہ مجھے بلا لے
جاں ہے بلائے غم میں، غم سے مجھے چھڑا لے
منزل ہے دور شاہا اور جسم ناتواں ہے
چل چل کے پاؤں میں تو اب پڑ گئے ہیں چھالے
قدموں میں مجھ کو اپنے محمود وہ بلا لیں!
اے کاش اب مؤثر ہو جائیں میرے نالے

فرخ امرتسری:

اصل نام۔ غلام قادر، قلمی نام۔ فرخ امرتسری، منشی غلام قادر فرخ اپنے دور کے بہت بڑے شاعر، ادیب اور صحافی تھے۔ گو آپ امرتسر میں

پیدا نہیں ہوئے لیکن زندگی کا بہت زیادہ عرصہ آپ نے امرتسر میں گزارا۔ آپ ۱۴ جولائی ۱۸۸۶ء کو مکیریاں ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش کے تھوڑے عرصے کے بعد آپ کے والدین امرتسر چلے آئے اور پھر پاکستان کے قیام تک امرتسر میں ہی رہے۔

آپ کو بچپن سے ہی شعر و شاعری کا ذوق، مصنف بننے کا شوق اور ایڈیٹر بننے کی آرزو تھی۔ قدرت نے آپ کی ان سب خواہشات کو بڑی عمدگی سے پورا کیا۔ آپ نے اپنی نظموں کی ابتداء نیشنل سوسائٹی کے لئے اخلاقی اور اصلاحی نظمیں لکھنے سے شروع کی۔ آپ کئی مجالس کے عہدیدار بھی رہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے بہت سی یادگار علمی و ادبی تقریبات کا اہتمام بھی کیا۔

منشی غلام قادر فرخ امرتسری ۱۹۵۳ء میں رسالہ "مزدا" کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ اس کے علاوہ اپریل ۱۹۱۲ء میں اپنا رسالہ "انسان" جاری کیا اور بعد میں روز نامہ "تنظیم" ہفتہ وار کشمیر، نیشنل گائیڈ، نیشنل میگزین، اتالیق اور گل خنداں کے بھی ایڈیٹر رہے۔

تقسیم ہندوستان کے بعد آپ لاہور چلے آئے اور یہیں ۲۰ نومبر ۱۹۵۸ء کو انتقال کیا۔

آپ کی تصانیف میں خنجر ہلال، اسلام کے جانباز، محترم خواتین اسلام، خون کی ہولی، بچوں کے گیت، ازدواجی دنیا، ساغر خون، برق خرمن، سبز باغ، بام ترقی اور بچوں کے لئے بہت سی سوانح عمریاں شامل ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے والوں میں آپ نام نامی بھی آتا ہے۔

Scanned with CamScanner

نحتیہ کلام:

اے سرور امت بے کس کو بچا لے
نازل وہ مصیبت ہے کہ ٹلتی نہیں ٹالے
نائب ترے سوتے ہیں پڑے ان کو جگا لے

اے سرور دیں

جو حامی اسلام تھے برگشتہ ہوئے
بیگانہ خرد ہو گی ، سرگشتہ ہوئے
اب کون انہیں چاہ ضلالت سے نکالے

اے سرور دیں

آزاد گرفتار ہوئے دام ہوس میں
شاہین ترے سرور ہیں سونے کے قفس میں
دانے کے لئے پڑ گئے صیاد کے دانے

اے سرور دیں

فیروز سائیں:

اصل نام ۔ فیروز الدین ، ادبی نام ۔ فیروز سائیں ، تخلص ، عارف اور فیروز تھا ۔ آپ ۱۹۰۱ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے والد صاحب شمینے کا کاروبار کرتے تھے ۔ آپ کی پیدائش کے تھوڑے عرصے کے بعد ہی آپ کے والدین انتقال کر گئے تھے ۔

آپ یتیمی کی وجہ سے تعلیم حاصل نہ کر سکے اور دستکاری کے پیشہ سے وابستہ ہو گئے ۔ محنت مزدوری کے ساتھ ساتھ شعر و شاعری سے دلچسپی اوائل عمر میں ہی پیدا ہو گئی تھی ۔ پٹہ گری کا کام کرنے کے ساتھ ساتھ دیوان غالب پڑھتے رہتے تھے ۔ بعد میں کوئی اصلاحی قصہ کہانی چھپوا کر بیچتے تھے آپ کی آواز بڑی رسیلی تھی اور شعر ترنم سے پڑھتے تھے ۔ علامہ اقبال آپ کے ترنم اور پنجابی کافیوں سے بہت محظوظ ہوا کرتے تھے ۔

Scanned with CamScanner

آپ کے بھتیجے دوستوں میں علامہ فرید الدین فرید عطاری، پطرس، بری بخاری، سالک، پروفیسر حسن حسرت، حفیظ جالندھری، فیض احمد فیض، صوفی تبسم، ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ اور حکیم محمد سلیمان مظہر شامل تھے۔ ان کے علاوہ آپ علامہ محمد حسین عرشی سے بھی فیض پاتا رہے تھے۔

قیام پاکستان کے بعد آپ لاہور چلے آئے اور شاہی محلہ لاہور میں رہائش اختیار کی اور لاہور میں ہی انتقال کیا۔

آپ صاحب تصنیف شاعر تھے۔ آپ کا پنجابی شعری مجموعہ "ہالے" کے نام سے ۱۹۴۲ء میں شائع ہوا تھا۔

آپ کی نامکمل پیدائش آپ کی تصنیف ہالے میں ۱۹۰۰ء درج ہے جبکہ پنجابی شاعراں دا تذکرہ از سوہنا خلش کشمیری ۱۹۰۵ء درج ہے۔

نمونہ کلام:

کھو وار دیندا سلام تینوں
ساڈیاں اکھ دے غم سنڈن والے
تساں جیہاں حسین، علیم کوئی ناں
نال دشمناں بھلا کھلون والے
ایہہ ہوندیاں ایہہ ناں دیسا ہے
گل نال دلیل مکھاون والے
تجھلی سجھناں دی خیر پاون والے
ہر اک دی خیر منڈن والے
بے انت بے گنت نبی فضلی تیرے
آقا دشمناں دے کے ٹلن والے
کھو وار دیندا سلام تینوں
ساڈیاں اکھ دے غم سنڈن والے

بت پرستیاں جیہڑے نال چھڈ دے سی
تساں رب دے نال ملائے آ کے !
جیہڑے من دے تھیں سی رب تائیں
انہاں دلاں دے کفر گوائے آ کے !
فاجر ، فاسقاں تے کافر مشرکاں نوں
تساں سبق توحید پڑھائے آ کے !
گل گل اتوں لڑن والیاں نوں
رہن سہن دے ول سکھائے آ کے!
تساں دلاں نوں مانجیاں صاف کیتا !
آ کے کلماں توحید پڑھاؤن والے !
لکھ وار درود سلام تینوں !
سانوں رب دے حکم سناؤن والے!
تساں آن خدا دا ذکر کیتا!
پہلے کوئی ناں رب نوں جاندا سی
دنیا وچ ظلمات سی ہر پاسے
حق باطل ناں کوئی پچھاندا سی
نیکی بدی دے وچ تمیز ناں سی
برے بھلے نوں کون سیاندا سی
ظلم و ستم ، بہادری سمجھ کوئی
تبو قہر بلاوے تاندا سی
تساں دور جہالتاں کیتیاں نیں !
دنیا وچ تشریف لیاؤن والے !
لکھ وار درود سلام تینوں !

سانوں رب دے حکم سناؤن والے !
نبی پاک جی اسی خوار ہوئے
ہتھ آیا سی لعل گوا بیٹھے
اسی دین اسلام نوں چھڈ بیٹھے
قرآن دا سبق بھلا بیٹھے
سانوں روز شرارتاں بھدیاں نیں
اسی بغض عناد ودھا بیٹھے
اسی شرم حیا ، تے خیر تاں دے
چھکے مار کے سب نوں کھاں بیٹھے
ساڈی بگڑی کون بنائے آ کے
کیتے گئے سانوں سمجھاؤن والے !
لکھ وار درود سلام تینوں !
سانوں رب دے حکم سناؤن والے!

فیروز الدین شرف:

اصل نام ۔ فیروز الدین ، تخلص ۔ شرف ، والد صاحب کا نام ویرو خاں تھا اور وہ قوم راجپوت سے تعلق رکھتے تھے ۔ آپ تو لاتنگل (راجہ سانسی) ضلع امرتسر میں ۱۸۹۸ء میں پیدا ہوئے ۔ لیکن شام و سحر نعت نمبر ۲ میں آپ کی تاریخ پیدائش ۱۸۹۲ء درج ہے ۔ اوائل عمر میں ہی آپ اپنے والد کے ساتھ لاہور میں قیام پذیر ہو گئے ۔ آپ نے ابتدائی تعلیم کے بعد تعلیم کو خیر باد کہہ دیا ۔ پندرہ سال کی عمر میں شعر و شاعری کا آغاز کیا اور استاد ہمدم کی شاگردی اختیار کر لی ۔ آپ کی شہرت کی وجہ سکھ مشاعروں میں شریک ہونا تھا اور انعامی مشاعروں میں آپ اکثر اول انعام کے حقدار پاتے ۔ ان کی مینھی اور

رسیلی آواز کی بناء پر ان کو "پنجابی بلبل" کہا جاتا تھا۔

شعر و شاعری کے ساتھ ساتھ انہوں نے ڈرامے بھی تحریر کیے۔ پنجابی فلموں کے لئے گانے بھی لکھے۔ آپ کی تصنیفات میں۔ سنہری کلیاں۔ نورانی کرناں۔ شرف نشانی۔ دکھاں دے کیرنے۔ لالاں دیاں لڑیاں۔ نوری درشن۔ شر دھادے پھل۔ شرف دے گیت۔ پریم ہلارے۔ دل دے ٹکڑے شامل ہیں۔

آپ کے کلام کے دو مجموعے سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ کے نصاب میں شامل ہیں۔ جن میں سنہری کلیاں اور نورانی کرناں قابل ذکر ہیں، نورانی کرناں لکھنے پر آپ کو پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے ساڑھے سات سو روپیہ انعام دیا تھا۔

شرف نے پنجابی زبان و ادب کی بڑی خدمت کی۔ ان کے کلام میں موقع کی مناسبت سے تشبیہات اور روزے مرہ کے محاورات کا خوب استعمال پایا جاتا ہے۔ انہوں نے اپنی شاعری کو نیا رنگ، نیا اسلوب اور نئی زندگی عطا کی، شرف ۵ مارچ ۱۹۵۵ء کو فالج کے حملہ کے بعد بستر علالت پر دراز ہو گئے اور آخر کار ۱۳ مارچ ۱۹۵۵ء کو لاہور میں انتقال کر گئے ان کی آخری آرام گاہ قبرستان آوہ بدھو میں ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا اردو میں آپ کی تاریخ وفات ۱۹۵۴ء تحریر ہے)۔

نعتیہ کلام:

اوہ نبی آمنہ دا دلارا محمدؐ
اور عرشاں دا اچا ستارا محمدؐ
ہے قدرت دے رخ دا نظارہ محمدؐ
دو عالم دے کولوں نیارا محمدؐ
اوہ محشر دے دن دا سہارا محمدؐ

اوہ مکی تے مدنی پیارا محمدؐ
غریباں دا مولا یتیماں دا والی
مزمل دی کملی ہے موڈھے تے کالی
بھلے دا حمایتی گناہیاں دا پالی
اوہدی شان اچی اوہدا رتبہ عالی
شفاعت دانوری پھو ہارا محمدؐ
اوہ مکی تے مدنی پیارا محمدؐ
اوہ پاپاں تے غلساں دے نقشے مٹاوے
اوہ شرکاں نوں ڈوبے تے پتھر تراوے
اوہ رکھاں تے روڑاں نوں کلمہ پڑھاوے
تے چن ٹوٹے ہو ہو کے پیراں وچ آوے
جے انگلی دا کردے اشارہ محمدؐ
اوہ مکی تے مدنی پیارا محمدؐ
ترانہ اوہ وحدت دا ایسا سناوے
تے بندے نوں انسان پورا بناوے
اوہ نعرت مٹاوے تے الفت سکھاوے
اوہ نیکی نوازے بدی توں بچاوے
کرے پل صراطوں اتاراں محمد
اوہ مکی تے مدنی پیارا محمد

فیروز الدین فیروز طغرائی:

اصل نام ۔ فیروز الدین احمد ، ادبی نام ۔ علامہ فیروز الدین طغرائی ، تخلص ۔ طغرائی ، آپ ۱۸۸۲ء میں پنجاب کے تاریخی شہر امرتسر میں پیدا

ہوئے ۔ آپ ہر فن مولا تھے ۔ ایک بلند پایہ عالم ، شاعر ، ادیب ، صحافی اور حکیم کی حیثیت سے آپ کی خدمات کا اعتراف کیا جانا چاہیے ۔ لیکن آپ کی ان گوناگوں خوبیوں پر زمانہ کی ناقدری نے پردہ ڈال رکھا ہے اور کسی ادبی و علمی تاریخ میں آپ کے ادبی کارناموں کا ذکر نہیں ۔

آپ کے والد میاں شمس الدین کشمیر کے ایک معزز تاجر پیشہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے ۔ فیروز طغرائی ابھی ڈیڑھ سال کے تھے کہ ان کے والد انتقال کر گئے ۔ باقی ماندہ زندگی والدہ کی سرپرستی اور تربیت میں اس طرح گزاری اور مشکلات و مصائب کی بھٹی سے کندن بن کر نکلے ۔ موصوف وقتاً فوقتاً مختلف اساتذہ فن سے کسب کمال کرتے رہے ۔ قرآنی علوم آفتاب پنجاب علامہ ابو زبیر مولانا مفتی غلام رسول قاسمی کشمیری ، امرتسری المعروف بہ رسول بابا متوفی ۱۹۰۲ء سے حاصل کیے ۔ چنانچہ قرآن پاک کی محبت آپ کے دل میں ہمیشہ کے لئے راسخ ہو گئی ۔ انہوں نے منطق ، فلسفہ اور الہیات کی کچھ کتابیں حاجی غلام محمد صاحب اور حکیم شمس الدین صاحب کاکڑی سے پڑھیں اور ادب میں مولوی عبداللہ خاں کاکڑی سے استفادہ کیا ۔

اس کے علاوہ علامہ حکیم غلام رسول صاحب سے علم طب کی بعض کتابیں درساً پڑھیں ۔ منشی شرف الدین سے اور کتابت سیکھی ۔ اس کے علاوہ عربی ادب کی بعض کتابیں مولانا محمد عالم آسی متوفی ۱۹۴۴ء سے پڑھیں ۔ طغرائی صاحب کو طب ، عروض ، فارسی اور عربی میں بھی عبور حاصل تھا ۔ اس کے علاوہ دینیات کی تعلیم سے بھی اچھی طرح واقف تھے ۔ طغرائی مرحوم غایت درجہ کے ذہین و فطین تھے ۔ سبعہ معلقہ ، متنبی ، عرفی ، نظیری اور بیدل کے کلام کا اکثر حصہ آپ کو ازبر تھا ۔

آپ نے آٹھ سال کی عمر میں پنجابی زبان میں نظم لکھی ۔ اساتذہ نے اس نظم کی داد دی اور یہ نظم لوگوں میں اس قدر مقبول ہوئی کہ شہر میں

مہینوں اس کا چرچا رہا۔ فیروز طغرائی ابتداء میں رفوگری سے معاش پیدا کرتے رہے اور کچھ عرصہ بعد جوتی محرر بن گئے۔ لیکن جلد ہی انہیں ان کے مزاج کے مطابق روزگار مل گیا۔ پنجابی کے مشہور شاعر و مصنف منشی مولا بخش کشتہ نے امرتسر سے ایک ماہوار اردو رسالہ " مسیحا " جاری کیا۔ آپ نے بڑی محنت سے اس کی ادارت کے فرائض سنبھالے۔ رسالہ " مسیحا " کے بعد ایشیاء کی ادارت کے فرائض بھی احسن طریق سے سرانجام دیتے رہے۔ جب " ایشیاء " بند ہو گیا تو اخبار " وکیل " میں کاتب کی حیثیت سے ملازمت حاصل کر لی۔ ان دنوں اخبار " وکیل " دنیائے صحافت میں ایک خاص مقام رکھتا تھا۔ مولانا ابوالکلام آزاد اس کے ایڈیٹر تھے۔ " تہذیب الاخلاق " جو سرسید مرحوم کی یاد میں اخبار " وکیل " کے دفتر سے نکلتا تھا اس کی ادارت کی ذمہ داریوں سے بھی عہدہ برآں ہوتے رہے۔ قریباً ۱۹۱۵ء میں آپ نے لاہور آ کر شمس الاطباء حکیم غلام جیلانی کے ساتھ مل کر تالیف و ترجمہ کا کام کرتے رہے۔ علاج بالمفردات کی تکمیل میں زیادہ تر حصہ آپ ہی کا ہے۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے اپنا ذاتی مطب کھول لیا اور اس وقت تک آپ کی علمی و ادبی شہرت دور دور تک پہنچ چکی تھی۔

۱۹۱۸ء میں ایک طبی رسالہ " حاذق " جاری کیا۔ آپ کی زندگی میں جس قدر نشیب و فراز ہیں اسی قدر آپ میں ہمت اور استقلال کا جذبہ موجود تھا۔ ۱۹۲۲ء میں آپ اخبار " وکیل " کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۹ء میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے شعبہ تالیف و اشاعت میں مصحح کی حیثیت سے کام کرنے لگے انجمن کی مطبوعات کو غلطیوں سے پاک کرنے میں آپ کا بڑا ہاتھ تھا۔ انجمن آپ کی علمی کاوشوں کو بے حد قدر کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ اس کے علاوہ آپ ماہنامہ " فیض الاطباء " لاہور میں بھی کام کرتے رہے " مخزن حکمت " کے حصہ یونانی علاج بھی آپ ہی کی کاوش کا نتیجہ ہے۔

Scanned with CamScanner

جناب طغرائی خود بہت بلند پایہ شاعر تھے ۔ آپ کے اردو ، فارسی اور عربی کے کلام میں یکساں روانی پائی جاتی ہے ۔ فارسی زبان میں وہ مہارت تامہ رکھتے تھے ۔ ان کے محلے میں ایک ایرانی جرگ محمد نامی رہا کرتے تھے جو ان کے والد کے گہرے دوست تھے ۔ چنانچہ ان کی صحبت میں فارسی زبان و شعر کا چسکا پڑ گیا ۔ اس کے علاوہ ان دنوں شہر میں شیخ عبدالرزاق خاکی کی فارسی دانی کا بہت چرچا تھا ۔ طغرائی مرحوم نے شیخ صاحب سے فارسی کی بعض کتابیں سبقاً پڑھیں خود کہا کرتے تھے کہ علوم دینیہ اور فارسی ادب کا جو ذوق و اشتیاق میری طبیعت میں ہے وہ زیادہ تر انہی دو جرگوں کی صحبت کا موہون منت ہے ۔

آخری عمر میں ضروریات زندگی کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنا بہترین سرمایہ علم و ادب قلیل معاوضے پر فروخت کرنا پڑا ۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ آج ان کے کلیات میں بہت کم کلام موجود ہے ۔ جناب طغرائی بہت بلند پایہ شاعر تھے آپ کے کلام کو دیکھ کر اگر یہ کہا جائے کہ گرامی کے بعد پنجاب نے اقبال اور طغرائی جیسے فارسی شعراء پیدا کیے تو بے جا نہ ہو گا ۔ آپ کا کلام بلاغت نظام ۔ کلیات طغرائی ۔ بہ سعی صوفی غلام مصطفےٰ تبسم لاہور سے شائع ہو چکا ہے

آپ کا انتقال ۸ فروری ۱۹۳۱ء بروز ہفتہ کو امرتسر میں ہوا اور آپ کو امرتسر میں دفن کیا گیا ۔

آپ کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے صوفی غلام مصطفےٰ تبسم آپ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں ۔ حکیم محمد حسین عرشی کو آپ کا جانشین ہونے کا شرف حاصل ہے ۔ اس کے علاوہ مرزا بیضا خان بیضا مروزی ، مرزا شجاع خان ، شیخ عبدالقادر شاکر مدراسی ، منشی مولا بخش کشتہ ، ڈاکٹر شفاعت احمد تسنیم ، چوہدری جلال دین اکبر ، پنڈت برہم ناتھ قاصر ، حکیم سردار خاں

نشاط ، حکیم محمد سکندر خضر ، پیر زادہ عبدالعزیز عزیز ، پیر غلام قادر صاحب شوکت منشی فیروز دین فرحت ، سائیں مہر دین صدق ، منشی مہر دین مہر اور حکیم عبدالخالق مسعود قابل ذکر ہیں ۔ اس کے علاوہ جموں سے تعلق رکھنے والے قمر قمرازی آپ کے تلامذہ میں سے ہیں ۔

امرتسر کے شعراء حضرات نے نعتیہ شاعری میں جو کمال حاصل کیا اس میں جناب طغرائی صاحب کا نام نامی بہت بلند ہے ۔ نعت میں عقیدت کا رنگ دیکھیئے ۔

نعتیہ کلام:

سوئے یثرب جب غم احمد میں روتا جاؤں گا
اپنے شوق رہنما کے پاؤں دھوتا جاؤں گا
اے فلک انصاف ، آخر عاشق بیدل ہوں میں
دوری سرور میں کب تک جان کھوتا جاؤں گا
خار رہ پاؤں کے چھالوں سے الجھتے جائیں گے
منزل بطحا میں یوں موتی پروتا جاؤں
گلشن کوئے نبی سے آئے گی جس دم نسیم
راستے میں فرش پر کانٹوں کے سوتا جاؤں گا
زندگانی کا ثمر ہے سہر بستان عرب
مزرع امید میں یہ بیج بوتا جاؤں گا
بحر بے پایاں ہے دیدار پیمبر کا حصول
سب متاع عمر میں اس کو ڈبوتا جاؤں گا
کشتیاں جائیں گی اونٹوں کے عوض سوئے حجاز
اس قدر میں روضہ حضرت پہ روتا جاؤں گا

Scanned with CamScanner

میں وہ عاصی ہوں کہ اے فیروز اشک شرم سے
نامہ اعمال کو محشر میں دھوتا جاؤں گا

فیض احمد فیض:

اصل نام ۔ فیض احمد ، ادبی نام ۔ فیض احمد فیض ، تخلص ۔ فیض ، فیض احمد فیض ۱۳ فروری ۱۹۱۱ء کو قصبہ کالا قادر ضلع نارووال میں پیدا ہوئے ۔ آپ راجپوت گھرانہ کے چشم و چراغ تھے ۔ آپ کے پردادا کا نام سر بلند اور دادا کا نام صاحبزادہ خان تھا ۔ جو ہندوستان کے سین پال راجہ کے خاندان سے تھے ۔ آپ کے والد سلطان بخش تھے ۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی کے مکتب سے حاصل کی ۔ ۱۹۲۱ء میں آپ کو سکاچ مشن ہائی سکول سیالکوٹ میں چوتھی جماعت میں داخل کروایا گیا ۔ ۱۹۲۷ء میں آپ نے میٹرک فرسٹ ڈویژن حاصل کرکے پاس کیا ۔ ۱۹۲۹ء میں انہوں نے مرے کالج سیالکوٹ سے ایف اے کیا اور ۱۹۳۱ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے کیا ۔ پھر عربی میں بی ۔ اے آنرز کیا ۔ ۱۹۳۳ء میں موصوف نے گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم ۔ اے انگریزی کیا ۔ اس کے بعد ۱۹۳۴ء میں اورینٹل کالج لاہور سے ایم اے عربی کا امتحان پاس کیا ۔

۱۹۳۵ء میں فیض انگریزی کے استاد کی حیثیت سے امرتسر چلے گئے ۔ ایم اے او کالج امرتسر میں فیض کا تقرر بحیثیت لیکچرار انگریزی کے ہوا ۔ ایم اے او کالج امرتسر میں ایک ایسا گروپ تھا جو ادب کے ساتھ ساتھ سیاست میں بھی دلچسپی رکھتا تھا اور امرتسر کی سیاسی فضا نے انہیں بہت زیادہ متاثر کیا امرتسر میں قیام کے دوران ان کے خیالات میں ایک واضح انقلاب آیا کالج کے وائس پرنسپل محمود ظفر اور ان کی بیگم رشید جہاں اور دوسرے کمیونسٹ رہنماؤں ڈاکٹر تاثیر اور سجاد ظہیر وغیرہ سے ملاقات ہوئی ۔ یہاں ان لوگوں سے مل کر ان کے اشتراکی نظریات میں پختگی پیدا ہوئی ۔ ۱۹۳۶ء میں سجاد ظہیر نے

Scanned with CamScanner

انجمن ترقی پسند مصنفین کی بنیاد رکھی تو فیض نے اس میں سرگرمی سے حصہ لیا لاہور میں اس انجمن کے قیام کے لئے جو کوشش ہوئی اس کے محرک تو سجاد ظہیر ہی تھے اور اس کی تائید محمود ظفر اور رشید جہاں نے کی ۔ مگر اس میں فیض احمد فیض نے جو کردار ادا کیا اس کے باعث مرزا ظفر الحسن فیض کو اس انجمن کا بانی قرار دیتے ہیں ۔

۱۹۴۰ء میں آپ ہیلی کالج آف کامرس میں انگریزی کے لیکچرار مقرر ہوئے ۔ ۲۸ اکتوبر ۱۹۴۱ء کو فیض احمد فیض نے کشمیر کے مقام پر مس ایلس سے جو ڈاکٹر تاثیر کی سالی تھیں ، شادی کرلی ۔ آپ کا نکاح شیخ عبداللہ نے پڑھایا ۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران ۱۹۴۲ء میں فوج کے محکمہ تعلقات عامہ نے آپ کی خدمات حاصل کرلیں ۔ جہاں کیپٹن کے عہدے سے ترقی کرکے لیفٹیننٹ کرنل کے عہدے تک پہنچے ۔ ۱۹۴۶ء میں فیض صاحب پاکستان ٹائمز کے ایڈیٹر بنے بعد میں روز نامہ امروز اور ہفت روزہ لیل و نہار بھی ان کی نگرانی میں آگئے اور موصوف ان کے چیف ایڈیٹر بن گئے ۔ ۹ مارچ ۱۹۵۱ء کو راولپنڈی سازش کیس میں فیض صاحب گرفتار کر لیے گئے اور چار سال بعد رہا ہوئے ۔ ۱۹۶۳ء میں آپ کو لینن انعام ملا ۔

۱۹۷۶ء میں انہیں ایفرو ایشیائی ادبی بوٹس انعام ملا ۔ ۱۹۷۸ء میں آپ بیروت میں ایفرو ایشیائی رائٹرز فیڈریشن کے ساماہی مجلہ لوٹس کی ادارت کے فرائض سر انجام دیئے ۔ مارشل لا ۔ ۱۹۷۷ء کے نفاذ کے بعد فیض صاحب ملک سے باہر چلے گئے ۔

شعر گوئی کا آغاز زمانہ طالب علمی سے ہوا ۔ ابتداء میں منشی سراج الدین نے آپ کو شعر گوئی ترک کرنے کو کہا تھا تاکہ آپ تعلیم کو جاری رکھ سکیں ۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں دوران تعلیم آپ کی شاعرانہ صلاحیتوں میں

نکھار پیدا ہوا ۔ آپ کی تخلیقات میں سے نقش فریادی ، دست صبا ، زنداں نامہ ، دست تہ سنگ ، سرِوادی سینا ، شام شہر یاراں ، میرے دل میرے مسافر کلام فیض اور نثری تخلیقات میں میزان (تنقیدی مضامین) صلیبیں میرے در پچہ (یہ ان کے خطوط کا مجموعہ ہے جو انہوں نے جیل سے اپنی بیوی کو لکھے) ۔ متاع لوح و قلم ، ہماری قومی ثقافت ، مہ و سال آشنائی اور سفر نامہ کیوبا شامل ہیں ، آپ کی کلیات نسخہ ہائے وفا کے نام سے شائع ہو چکی ہیں ، کلیات کا برطانوی ایڈیشن " سارے سخن ہمارے " کے نام سے چھپ چکا ہے ۔

آپ نے ریڈیو پاکستان لاہور کے لئے متعدد ڈرامے بھی لکھے جن میں پرائیویٹ سیکرٹری ، سانپ کی چھڑی اور تماشا میرے آگے شامل ہیں ۔

آپ نے دو فلموں کے گانے بھی تحریر کئے ان میں " جاگو ہوا سویرا " اور " دور ہے سکھ کا گاؤں " قابل ذکر ہیں ۔

فیض احمد فیض نے بہت زیادہ نعتیں تو نہیں کہیں ان کی ایک نعت " نسخہ ہائے وفا " کے آخر میں موجود ہے ۔

نعتیہ کلام:

اے تو کہ ہست ہر دل محزوں سرائے تو
آوردہ ام سرائے دگر . از برائے تو
خواجہ بہ تخت بندہ تشویش ملک و مال
بر خاک رشک خسرو دوراں گدائے تو
آنجا قصیدہ خوانی لذات سیم و زر
اینجا فقط حدیث نشاط بقائے تو
آتش فشاں ز قہر و ملامت زبان شیخ
از اشک ترز درد غریبان روائے تو

باید کہ عالمان جہاں راصد اکند
روزے بسوئے عدل و عنایت صدائے تو

قاضی عبدالرحمن:

قاضی عبدالرحمن ۱۹۰۸ء میں موضع بھٹے وڈ ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول امرتسر سے حاصل کی۔ اس کے بعد اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور سے تعلیم مکمل کی۔ عملی زندگی میں آپ شعبہ درس و تدریس سے وابستہ ہو گئے اور ضلع ساہیوال کے مختلف سکولوں میں معلمی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ انہوں نے زیادہ عرصہ ٹاؤن کمیٹی ہائی سکول عارف والا میں گزارا۔ یہیں سے وہ ۱۹۶۸ء میں بحیثیت ہیڈ ماسٹر ریٹائر ہوئے۔ موصوف ۲۵ اپریل ۱۹۹۰ء کو عارف والا میں انتقال کر گئے۔ ان کے جسد خاکی کو عارف والا میں ہی سپرد خاک کیا گیا۔

آپ کا ایک نعتیہ مجموعہ "ہوائے طیبہ" کے نام سے آئینہ ادب چوک مینار انارکلی لاہور نے ۱۹۸۱ء میں شائع کیا تھا۔ وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کا نام انہیں کا تجویز کردہ ہے۔

نعتیہ کلام:

تجھ کو خیرالانام کہتے ہیں
انبیاء کا امام کہتے ہیں
فخر آدمؑ! تجھے ملائک بھی
منبع فیض عام کہتے ہیں
حوض کوثر کا تجھ کو اے آقا
سب مدارالمہام کہتے ہیں
جس کو ہے گردش دوام اسے
تیری الفت کا جام کہتے ہیں

ہم کو بھی ایک جرعہ مل جائے
تیری رحمت ہے عام ، کہتے ہیں
کہتے ہیں ایک بات تیرے حضور
اور بصد احترام کہتے ہیں
جن کے دم سے ہے رونق عالم
جن کو تیرے غلام کہتے ہیں
ان کی تاریک شب بھی ہو روشن
تجھ کو ماہ تمام کہتے ہیں
ہو ادھر بھی نگاہ لطف و کرم
تجھ سے تیرے غلام کہتے ہیں
ہیں کھڑے پیش گنبد خضریٰ
اور درود و سلام کہتے ہیں

قربان علی نوشاہی:

اصل نام ۔ قربان علی ، قلمی نام ۔ ڈاکٹر قربان علی نوشاہی ، تخلص ۔ قربان ، والد کا نام ۔ میاں مہر دین نوشاہی تھا ۔ ڈاکٹر قربان علی نوشاہی ۵ دسمبر ۱۹۳۱ء کو چوک فرید گنج دی موری امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم امرتسر میں حاصل کی ابھی آپ کی عمر پندرہ سال تھی کہ تقسیم ہند کا واقعہ پیش آگیا ۔ آپ والدین کے ساتھ لاہور چلے آئے اور گوالمنڈی میں رہائش اختیار کرلی ۔

انہوں نے شاعری کا آغاز ۱۹۴۸ء میں کیا اور استاد مونس امرتسری کے خلیفہ اللہ دتہ ناظر کی شاگردی اختیار کی ۔ بعد میں عبدالمجید بھٹی صاحب سے بھی اصلاح لیتے رہے ۔

Scanned with CamScanner

آپ صاحب تصنیف شاعر ہیں ۔ آپ کا شعری مجموعہ رشنائی کے نام سے شائع ہو چکا ہے ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا رنگ ان کے چو مصرے اشعار میں ملاحظہ ہو

نعتیہ کلام:

غوطہ مار کے بحر ظلمات وچوں موتی اک حجازیاں لبھ لیتا
اوہدی روشنی دور دور تک گئی ڈگا من موتی اوہدے سب لیتا
اوہدے اون تھیں ھنیرا دور ہویا سا سکھ دا لوکاں سب لیتا
قربان جاواں اوہدی راہ چلیاں لوکاں پلیاں اپنا رب لیتا لبھ

رہ کے غار حرا اندھیر اندر بھلے ہویاں لئی روشن ضمیر آیا
دے کے درس اک توحید والا توڑن کفر او زنجیر آیا
رسدے ہوئے ناسوراں مدتاں لئی بن چین او ایسا اکسیر آیا
قربان بنیا رحمت او جہان دے لئی نالے امت دی بدلن تقدیر آیا
او نور مجسم اوہدی صفت جگہ جگہ اے قرآن دے وچ
کئی جگہ اتے خود خدا نے آکھیا اے اوہدی شان دے وچ
او خاص محبوب رب دا نور آیا شکل انسان دے وچ
اوہدی صفت کی بیان کرے نہیں طاقت عاجز قربان دے وچ

قمر اجنالوی:

اصل نام ۔ عبدالستار ، قلمی نام ۔ قمر اجنالوی ، تخلص ۔ قمر ، آپ یکم مارچ ۱۹۲۱ء کو ضلع امرتسر کی تحصیل اجنالہ کے قصبہ بھلر وال میں پیدا ہوئے ۔ آپ کھوکھر راجپوت گھرانے کے چشم و چراغ تھے ۔ آپ نے تعلیم الاسلام ہائی سکول

قادیان (مشرقی پنجاب) سے میٹرک تک تعلیم حاصل کی ۔ ان دنوں آپ کے والد صاحب ریلوے میں ملازم تھے اور ان کی تعیناتی قادیان میں تھی ۔ جولائی ۱۹۴۰ء کو ان کی ٹرانسفر لاہور میں ہو گئی اور اس طرح قمر اجنالوی اپنے والدین کے ساتھ لاہور چلے آئے اور گنج مغلپورہ لاہور میں رہائش اختیار کی ۔

یہاں سے آپ نے اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھا ۔ آپ نے بی اے آنرز ، آنرز ان اردو ، آنرز ان فارسی ، آنرز ان عربی ، منشی فاضل اور ادیب فاضل کی تعلیم حاصل کی ۔

اپنی عملی زندگی کا آغاز ۱۹۴۰ء میں ریلوے میں بحیثیت انسپکٹر سے کیا لیکن ۱۹۴۷ء میں ملازمت کو خیر باد کہہ دیا ۔ آپ نے اپنی زندگی کے پچاس سال لاہور کی سرزمین پر گزارے اس دوران بھرپور صحافتی ، ادبی ، زندگی گزاری اور وہ کئی اخباروں اور رسائل کے مدیر رہے ، خیام ، عالمگیر ، ساغر ، ہماری دنیا ، اداکار ، فلم لائٹ ، روز نامہ مسلم ، ملت ، نوائے وقت ، آواز ، مغربی پاکستان ، صدائے وطن ، سویرا ، نقوش ، دوشیزہ ، البشر ، زمیندار اور دور جدید میں لکھتے رہے قمر صاحب حلقہ ارباب ذوق کے رکن بھی رہے ۔

جولائی ۱۹۹۰ء میں آپ جرمنی چلے گئے اور اپنی وفات تک وہاں رہائش پذیر رہے ۔ اس دوران آپ نے حلقہ ارباب ذوق کی ایک شاخ جرمنی میں قائم کی اور وائس آف جرمنی کو انٹرویو دیا ۔ گوئٹے یونیورسٹی حال فرینکفرٹ میں ایک مشاعرے کی صدارت بھی کی جو وائس آف جرمنی سے نشر ہوا ۔ وائس آف جرمنی کی اردو سروس سے نشر ہونے والے مشاعرے کی صدارت کی ۔ فرنیکفرٹ یونیورسٹی حال میں " قمر اجنالوی کے ساتھ ایک شام منائی گی جہاں آپ نے اپنی " تصویر وطن " نظم پڑھی ۔

آپ کا انتقال بعارضہ کینسر ۳۰ مئی ۱۹۹۳ء کو فرینکفرٹ (مغربی جرمن) کے مقام پر ہوا ۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر ۷۲ برس اور ۳ ماہ تھی ۔

Scanned with CamScanner

آپ کے جسد خاکی کو ربوہ لے جا کر دفن کیا گیا۔

آپ کی تصنیفات درج ذیل ہیں، جن میں سے "پرتھال" پنڈارے، ولی عہد، شمشیر، چاہ بابل، سلطان، جنگ مقدس، اور خاں الغازی، نئی دنیا، لاڈو، بغداد کی رات (اول - دوم) دھرتی کا سفر (اول - دوم) مقدس مورتی (اول - دوم) جہان لوح و قلم، غزالہ، لالہ رخ، انقلاب ترکی، سیتلا مندر، شہید پجارن، باغی سردار، معاشقے (افسانے) داستانیں (افسانے) غنڈا (افسانے) جھنکار، جاگیر کے خدا، کرامات اولیا، گندے امریکی، فرشتوں کی حکومت، تاریخ جرمن اور یورپ میں سیاسی تبدیلیوں کا منظر اور یادوں کی چھتری شامل ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے اظہار کے لئے محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور قصیدہ خیر الانام جیسی تصانیف قابل غور ہیں۔

نحتیہ کلام:

قمر نبیؐ کو پیام لکھو
جو دل پے گزری تمام لکھو
برنگ اہل کلام لکھو
بنام خیر الانامؐ لکھو
قمر نبیؐ کو پیام لکھو
وہ رحمتہ العالمینؐ لقب ہیں
وہ شافع المذنبینؐ حسب ہیں
وہ خاتم المرسلینؐ نسب ہیں
وہ ہیں وسیع المرام لکھو
قمر نبیؐ کو پیام لکھو
جمال بدرالدجیٰ ہے ان کا

کمال خیرالوریٰ ہے ان کا
خیال صل علیٰ ہے ان کا
یہ بات مالا کلام لکھو
قمر نبیؐ کو پیام لکھو
وہی دعائے خلیلؑ و بلیٰ
شمیل موسیٰؑ ، نوید عیسیٰؑ
نبیؐ امی ، رسولؐ صحرا
امید بیت الحرام لکھو
قمر نبیؐ کو پیام لکھو
یہ نعت مقبول جب سنائی
صدا دلوں کے نگر سے آئی
کہ شاعر نور مصطفائی
ہے تم پہ دوزخ حرام لکھو
قمر نبیؐ کو پیام لکھو

ذکر حضورؐ:

ہر حکم ترا صورت خورشید علم ہے
ہر بات تیری لوح زمانہ پہ رقم ہے
کوثر سے لب خامہ کو دھو لوں تو کروں ذکر
حقا کہ ترا ذکر ہی معراج قلم ہے
جبین ماہ شرمائی تھی اس خندہ جبینی پر
ملائک نے کہی. تھی مرحبا و صد امینی پر
اسی کے فیض سے روشن ہوئے قلب و نظر اپنے
قمر ایمان ہے حضرتؐ ہی ختم المرسلین پر

قمر امرتسری:

اصل نام ۔ قمر الدین ، ادبی نام ۔ قمر امرتسری ، تخلص ۔ قمر ،
آپ ۱۹۱۱ء میں امرتسر کے ایک کشمیری گھرانے میں پیدا ہوئے ۔ ان کے والد کا نام میاں غلام نبی تھا جو کوچہ الہی بخش اندرون لوہاری گیٹ قلعہ بھنگیاں میں رہتے تھے اور شال کی تجارت کرتے تھے ۔ قمر امرتسری نے آٹھویں جماعت تک تعلیم حاصل کی ۔ اس کے بعد گورنمنٹ ویونگ انسٹی ٹیوٹ میں دو سال تک کپڑا بننے کی مشینوں کی تربیت حاصل کی ۔ اس کے بعد میونسپل کمیٹی امرتسر میں ملازمت اختیار کرلی ۔ پاکستان بننے تک امرتسر میونسپل کارپوریشن میں ملازمت کرتے رہے ، مصروفیات کے باوجود مطالعہ کا شوق جاری رہا ۔ امرتسر شہر میں پرانی کتابوں کا تاجر جسے " مولوی گوٹ " کے نام سے لوگ پکارتے تھے ان سے رعایتی نرخوں پر کتابیں خریدتے رہے اور مطالعہ کی پیاس بجھاتے رہے آپ نے اس دوران منشی فاضل کا امتحان بھی پاس کر لیا ۔

اس دوران آپ کا تعلق علامہ محمد حسین عرشی صاحب سے پیدا ہوا اور جو قیام پاکستان کے بعد علامہ عرشی کی زندگی تک جاری رہا ۔ علامہ عرشی امرتسر میں ایک دینی ادبی رسالے کے مدیر تھے ۔ قمر امرتسری نے اس رسالے میں باقاعدہ طور پر لکھنا شروع کیا ۔ پاکستان بننے کے بعد اس رسالے کا ڈیکریشن قمر صاحب کے نام پر لیا گیا اور قمر صاحب بحیثیت مدیر اس رسالے میں خدمات سرانجام دیتے رہے ۔ راولپنڈی کے ماہنامہ " فیض الاسلام " میں طویل عرصے تک انکا کلام چھپتا رہا ۔

قمر امرتسری لاہور میں ریلوے روڈ پر پرانی کتابوں کی دوکان کرتے رہے اور اب یہ دوکان پرانی کتابوں کی خرید و فروخت کی بجائے پرچون

کی دوکان میں بدل گئی ہر جمعے ان کے نواسے چلا رہے ہیں۔

آپ کا انتقال بروز بدھ ۲۵ جنوری ۱۹۹۵ء کو لاہور میں ہوا اور ۲۶ جنوری کو آپ کے جسد خاکی کو میانی صاحب میں دفن کیا گیا۔

نعتیہ شاعری کے حوالے سے آپ کا نام نامی بھی امرتسر کے دوسرے شعراء کے ساتھ آتا ہے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں عقیدت کے پھول نچھاور کئے ہیں۔

نعتیہ کلام:

قائم ہے جس سے عظمت انساں وہ آپؐ ہیں
نازاں ہے جس پہ عالم امکاں وہ آپؐ ہیں
دنیا کو دے کے آخری دستور زندگی
بخشا ہے جس نے زیست کا سامان وہ آپؐ ہیں
بجھتی ہوئی شرافت آدم کی شمع کو
جس نے کیا ہے پھر سے فروزاں وہ آپؐ ہیں
حقا کہ مجھ فقیر سیاہ کار کو قمر
دے دی ہے جس نے دولت ایمان وہ آپؐ ہیں
پر تو رحمت یزداں یہ صلوۃ اور سلام
جوہر عظمت انساں یہ صلوۃ اور سلام
وارث نوحؑ و براہیمؑ و سلیمان پہ درود
نازش موسیٰ عمراں پہ صلوۃ اور سلام
کارواں جس کی نواسے ہے قمر گرم سفر
اس جہاں گیر صدی خواں پہ صلوۃ اور سلام

قیوم نظر: اصل نام ۔ عبدالقیوم ، ادبی نام ۔ قیوم نظر، تخلص ۔ نظر، آپ ۱۹۱۴ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے اور انہوں نے ابتدائی تعلیم امرتسر میں مکمل کرکے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے لاہور کا رخ کیا ۔ ۱۹۴۰ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اردو کرنے کے بعد ۔ گورنمنٹ کالج لائل پور میں اردو کے پروفیسر ہوئے ۔ ۱۹۵۶ء میں یونیسکو فیلو شپ پر تخلیقی ادیب کی حیثیت سے یورپی ممالک کا دورہ کیا اور ۱۹۶۷ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے ریٹائر ہوئے ۔

آپ ۱۹۶۸ء تا ۱۹۷۰ء تک نیشنل سنٹر لاہور کے ریذیڈنٹ ڈائریکٹر رہے ۔ وہاں سے سبکدوشی کے بعد آپ ۱۹۷۰ء میں اورینٹل کالج لاہور میں شعبہ پنجابی کے سربراہ مقرر ہوئے اور ۱۹۷۴ء میں ریٹائر ہو گئے ۔

انہیں نو عمری سے ہی شعر و ادب کے ساتھ لگاؤ پیدا ہو گیا تھا لاہور آنے کے بعد انہیں علامہ تاجور نجیب آبادی اور عابد علی عابد کا قرب ملا جس نے ان کے ذوق کو جلا بخشی ۔ تاجور نے ہی ان کا تخلص نظر تجویز کیا ۔ آپ کا شمار بحیثیت ایک اچھے ادیب اور شاعر کے ہوتا ہے ۔ آپ کی شاعری کے مجموعے قندیل ، پون ، جھولے ، زندہ ہے لاہور اور گھاس کی پتیاں کے نام سے شائع ہو چکے ہیں ۔ اردو نثر انیسویں صدی میں اور سویرا جیسی تصنیفات آپ کی تحریر کردہ ہے ۱۹۶۷ء ان کے ڈراموں کا ایک مجموعہ " ہمصفیر " کے نام سے شائع ہو چکا ہے ۔ ان کی کلیات " قلب و نظر کے فاصلے " کے عنوان سے چھپ گئی ہے ۔ انہوں نے بچوں کے لئے جو نظمیں لکھیں تھیں وہ " پھول ہی پھول " کے نام سے شائع ہو چکی ہیں ۔ اس کے علاوہ آپ کا نعتیہ کلام بعنوان " نعتیں " نگارش پبلشرز نے ستمبر ۱۹۸۵ء میں شائع کیا تھا ۔ آپ کا انتقال ۲۴ جون ۱۹۸۹ء کو لاہور میں ہوا اور آپ کو قبرستان میانی صاحب میں دفن کیا گیا ۔

نعتیہ کلام:

ہمارے نبیؐ احمد مجتبیٰؐ ہیں
وہ انسان اور رسول خدا ہے

رسولوں میں سب سے بلند ان کا رتبہ
وہ خیرالبشرؐ اشرف الانبیاء ہیں
حقیقت کی صورت دکھائی انہوں نے
وہ چشمہ اسلام کے نور کا ہیں
خدا کی اطاعت ہے ان کی اطاعت
خدا تک پہنچنے کا وہ راستا ہیں
انہی سے ملی دین و ایماں کی نعمت
انہی پر دل و جان سے ہم فدا ہیں
وہی بے کسوں بے نواؤں کے والی
غریبوں یتیموں کا وہ آسرا ہیں
ہمیشہ رہے نام ان کا زباں پر
وہی آرزو ہیں وہی مدعا ہیں
نظر ان سے کیا حال اپنا کہیں ہم
وہ سب جانتے ہیں وہ خوب آشنا ہیں

کرم امرتسری:

آپ کا نام کرم دین، تخلص کرم تھا بابو کرم کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کی پیدائش ۱۸۵۳ء میں امرتسر میں ہوئی۔ ان کے پردادا جگرانواں لدھیانہ سے امرتسر آ گئے تھے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم مسجد سے حاصل کی۔ ان کا ذریعہ معاش رفوگری اور پشمینے کی تجارت تھا۔ جب انہوں نے شاعری کا آغاز کیا تو سید امیر علی سے اصلاح لینی شروع کی۔ آپ کے استاد، قاضی سید امیر علی خاقانی ہند محمد ابراہیم ذوق کے شاگرد تھے جو ۱۸۵۷ء کے بعد

امرتسر آ گئے تھے ۔ ان دنوں امرتسر کے تکیہ نور شاہ میں شعراء کی ہر روز محفل جمتی تو اس میں آپ بھی شامل ہوتے ۔ کرم صاحب نے پشمینے کی تجارت کے سلسلے میں کلکتہ اور بمبئی تک کا سفر بھی کیا تھا ۔

جب آپ کی عمر ۱۸ ۔ ۱۷ سال ہوئی تو لاہور میں موری دروازہ کے باہر باغ میں ایک مشاعرہ ہوا جس میں آپ نے بھی شرکت کی ۔ اس مشاعرہ میں نامی گرامی شعراء شریک تھے ۔ بابو کرم نے اس مشاعرہ میں اپنا کلام اردو میں سنایا تو انہوں نے بابو کرم سے کہا کہ آپ کی شاعری میں پنجابی زبان کی جھلک بڑی نمایاں ہے آپ پنجابی میں شعر کہا کریں ۔ بابو کرم نے اس کے بعد پنجابی میں شعر کہنے شروع کر دیئے اور اس طرح آپ کی پنجابی شاعری کا آغاز ہوا ۔ بعد ازاں ان کا شمار پنجابی کے مشہور شعراء میں ہونے لگا ۔

آپ تمام عمر مجرد رہے ۔ تقسیم کے کچھ عرصہ پہلے آپ نے فتح شاہ بخاریؒ کے مزار کے پاس تکیہ بنا کر وہاں راہبانہ زندگی اختیار کر لی ۔ قیام پاکستان کے بعد موصوف لاہور چلے آئے اور بادشاہی مسجد کے پاس رہائش اختیار کر لی ۔ آپ کو شاعری کے ساتھ موسیقی سے بھی بڑی دلچسپی تھی ۔ آپ کی شاعری میں پختگی ، مٹھاس ، تخیل ، تشبیہات ، تلمیحات ، اور استعارہ کا خوب استعمال پایا جاتا ہے ۔ مشاعروں میں آپ ترنم کے ساتھ پڑھتے تھے ۔ بہت سے پنجابی شعراء نے ترنم کے ساتھ پڑھنے کی تربیت آپ سے حاصل کی ۔

آپ کی وفات ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۴ ۔ ۱۳ جنوری ۱۹۵۹ء کو لاہور میں ہوئی اور آپ کے جسد خاکی کو قبرستان میانی صاحب میں دفن کیا گیا ۔ آپ کی قبر مشہور احراری لیڈر چودھری افضل حق کے مزار کے قریب جنوب کی جانب واقع ہے ۔

ان کا مجموعہ کلام (گلدستہ کرم) کے نام سے شائع ہو چکا ہے ۔ جس میں ان کی نظمیں ، شکر ، توبہ ، بلبل ، ہرنی ، بچہ ٹوٹرو ، بڈھی مائی اک

دھی ، گجری ، اور کافیاں وغیرہ شامل ہیں ۔

"کرم پھلواڑی" کی تقدیم علامہ حکیم محمد حسین عرشی امرتسری نے لکھی ہے اور "تاثرات" ابوالاثر حفیظ جالندھری ، صوفی غلام مصطفےٰ تبسم ، ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ ایم ۔ اے ، پی ۔ ایچ ۔ ڈی اور فیض احمد فیض وغیرہ کے درج کتاب ہیں ۔

ترجمان حقیقت علامہ اقبالؒ نے آپ کو کہا تھا "کرم آپ پنجابی کے غالب ہیں"

نعتیہ کلام :

باغباں آؤ نائیں چمن اندر ، اجی تک دی ہوکے کھجور پئی
چک اڈیاں سرو پئے دیکھدے نیں نالے جھوم دی شاخ انگور پئی
ایہہ گل بستہ دہن سن کل اجے ، اج ویکھیا ای ایہناں چٹکیر پئی
کہندی سنبل نوں وال سنبھال اپنے ، بری طرح ریحان ہے گھور پئی
نسترن کہندی ، شبو ، نہس نوں بھی ، میں جو ہسنی ہاں دلگیر پئی
تینوں ویکھ میرے عقدے کھل گئے ، ہندی غنچے دی کلی مشکور پئی
ایڈا پھل کے جامے تھیں باہر آیا ، ہے رخسار گلاب لکیر پئی
کلیاں بنھ قطار قطار آئیاں ، نرگس تک دی کھلی مخمور پئی
کہندا گل داؤد ہے موتیے نوں ، ڈٹھا ای سرو دی کٹ زنجیر پئی
ارغوان کہیا ، لالہ ویکھیا ای ، کیسی عرض منظور حضور پئی
ایہہ خوبان جہان خنداں کیوں ہن ، اک اک دی کرے توقیر پئی
ذرا ویکھ چمن وچوں باہر آکے ، دھم چار سوہے دور دور پئی
ملک فلک تے آوندے جاوندے نیں ، کہکشاں دی ڈٹھا ایک لکیر پئی
کیوں حسین مان چشم براہ سارے ، اوہ ویکھ پری ہے تک دی دور پئی
ایس دنیا دی رحمت نے آو نائیں ، تائیں اے خوش [illegible] پئی

جگ ویکھ اے پیا راہ اس دا ، دنیا تک دی مسرور ہئی
ایس بزم دی رونق نے آونا ایں ، کر دی در و دیوار تقریر ہئی
زہرہ تک دی ہے آسمان اتوں ، جنت وچ ہے تک دی حور ہئی
اوہو نور جہان وچ آگیا اے ، جس توں جھک دی روشنی طور ہئی
بڑا کرم ہویا آروز ساڈی ، بارگاہ منظور حضور ہئی

کشن سنگھ عارف:

نام کشن سنگھ ۔ تخلص عارف ۔ آپ ۱۸۳۶ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ بازار مائی سیواں میں ان کی کتابوں کی دوکان تھی ۔ آپ گلاب داسی فرقے سے تعلق رکھتے تھے ۔ درویشی اور فقیری ان کی طبیعت میں پائی جاتی تھی ان کی متعدد تصانیف ہیں جو درج ذیل ہیں ۔ ۱ ۔ ہیر رانجھا ۲ ۔ راجہ رسالو ۳ ۔ دولا بھٹی ۴ ۔ شیریں فرہاد ۵ ۔ پورن بھگت ۶ ۔ کشن کنارا ۷ ۔ راج نیتی ۸ ۔ کافیا جیو سیاپا ۹ ۔ کورڑے ۱۰ کنڈلیاں ۱۱ ۔ قصیدہ کشن سنگھ ۱۲ ۔ دیوان ۱۳ کنارہ کشن سنگھ ۱۴ راجہ بھرتری ۱۵ ۔ بارہ ماہ ۱۶ ۔ سدھری کشن سنگھ ۱۷ بیک بان یہ سب شائع ہو چکی ہیں ۔ آپ پنجابی زبان کے بہت بڑے شاعر تھے ۔ ۱۹۰۰ء میں آپ نے وفات پائی نبی کریم کی بارگاہ رسالت میں ہدیہ تبریک پنجابی شاعراں دا تذکرہ پیش کرنے والوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے ۔

نعتیہ کلام:

زبان تابود روہان جایگیر
شای محمد بود دلپذیر
حبیب خدا اشرف انبیاء
کہ عرش ۔ مجیدش بود متکا
سوار جہانگیر یکران براق
کہ بگذشت از قصر نیلی رواق

لالہ صحرائی:

اصل نام ۔ محمد صادق ، ادبی نام ۔ لالہ صحرائی ، تخلص ۔ صحرائی ، والد صاحب کا نام چوہدری اللہ دین تھا ۔ آپ ۱۹۲۵ء میں ضلع امرتسر کے قصبہ ہستہ میں پیدا ہوئے ۔ انہوں نے میٹرک کا امتحان ضلع امرتسر سے پاس کیا ۔ عملی زندگی میں وہ کاروبار کرتے رہے ہیں اور آج کل ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہے ہیں اور جہانیاں ضلع خانیوال میں رہتے ہیں ۔

گزشتہ ۵۵ سال سے موصوف دینی و ملی موضوعات پر مختلف اصناف نثر میں لکھ رہے ہیں اور ملک کے مقتدر اخبارات جرائد و رسائل میں ان کے مضامین اور اشعار شائع ہوتے رہتے ہیں ۔ لالہ صحرائی نعتیہ شاعری بھی کرتے ہیں اور اب تک ۷۰۰ سے زائد نعتیں اور ۱۰۰ سے زائد حمدیں لکھ چکے ہیں ۔ ان کے دو نعتیہ مجموعے " لالہ زار نعت " اور " باران نعت " کے نام سے شائع ہو چکے ہیں اور ہر مجموعہ ۳۰۰ ، ۳۰۰ منظومات پر مشتمل ہے ۔ نیز ایک حمدیہ مجموعہ " قلم سجدے " کے نام سے شائع ہو چکا ہے ۔

ان کے مزید پانچ نعتیہ مجموعے زیر کتابت ہیں اور جلد ہی شائع ہونے والے ہیں ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا رنگ ملاحظہ ہو ۔

نعتیہ کلام:

اگرچہ جرم و معصیت کی انتہا ہوں میں
شفاعتوں کا مگر ، حرف ابتداء ہوں میں
میں نخل خشک تھا ، باد سموم عصیاں سے
پہ عکس گنبد خضرا سے اب ہرا ہوں میں

وجود ، پیش مورجہ مرا ہوا تحلیل
کہ ڈھل کے آنسوؤں میں فرش پر بہا ہوں میں
یہ روز حشر ہے ، نسبت نہیں کسی سے مجھے
مرے حضورؐ ! مگر پھر بھی آپ کا ہوں میں
ملے مجھے بھی شفاعت کا در شہ یثربؐ
کہوں نہ روز قیامت ، کہ بے نوا ہوں میں
دلوں میں پھول کھلاتی ہے عشق احمدؐ کے
دیار مدحت سرکارؐ کی ہوا ہوں میں
جو سب سے بڑھ کے ، شفاعت کا ہو گیا محتاج
وہ امتی ہوں میں وہ پیکر خطا ہوں میں
کہی ہیں سینکڑوں نعتیں ، بفیض رب کریم
مگر حضورؐ کے شایاں نہ کہہ سکا ہوں میں

ماہی کمبوہ:

اصل نام ۔ ماہی ، قلمی نام ۔ ماہی کمبوہ ، تخلص ۔ ماہی ، والد کا نام ۔ بدھو ، قوم کمبوہ کے چشم و چراغ تھے ۔ آپ کے والدین بھینٹھ ضلع امرتسر کے نزدیک گھوسل نامی گاؤں کے رہنے والے تھے ۔ آپ ۱۲۳۷ھ / ۱۸۲۰ء میں گھوسل ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ جب آپ کی عمر چھ سال ہوئی تو آپ اپنے والد صاحب کے ساتھ امرتسر آ گئے اور یہاں آکر محنت و مزدوری کرتے رہے ۔ آپ امی محض تھے مگر شعر بڑی روانی سے پڑھتے تھے ۔ آپ کا انتقال ۱۹۰۸ء میں امرتسر میں ہوا ۔ آپ نے داؤد بادشاہ اور ڈھول بادشاہ کے قصے تحریر کیے جو شیخ حسین اینڈ سنز لاہور نے شائع کیے ۔

نعتیہ کلام:

کھور کتاب نجومیاں اے بات سنائی
گھر عبداللہ ہوواں ایہہ خبر سنائی
اوہدا نام محمد مصطفےٰ کرسی بادشاہی
تیرا راج لے ہے اوہ اپنا دین وہائی
حکم دتا ابوجہل نے اک کنی نہ گوائی
میں ہاں بیٹا دھرم دا توں ہے میرا مائی

محکم دین:

آپ ذات کے لحاظ سے راجپوت تھے اور قریباً چار صدیاں پہلے ان کے آباؤ اجداد مشرف با سلام ہوئے۔ ابتداء میں انہوں نے سنی فرقے کے مطابق تعلیم پائی۔ بعد میں طبیعت کو رسومات قبیحہ اور شرک کا خیال تکلیف دینے لگا تو موحدین سے جا ملے جنہیں اس وقت وہابی کہتے تھے اور جو بعد میں اہل حدیث کے نام سے مشہور ہوئے۔

آپ امرتسر میں مختار عدالت کے عہدہ پر فائز تھے۔ آپ کے مفصل حالات زندگی دستیاب نہیں ہو سکے۔ آپ کی تصنیف جو "سی حرفی گیان گودڑی" کے نام سے مورخہ ۲۵ نومبر ۱۸۹۲ء کو امرتسر سے شائع ہوئی۔ اس میں مختلف موضوعات کے ساتھ ساتھ آپ نے نعتیں بھی تحریر کیں۔ اس طرح آپ کا شمار بھی امرتسر کے نعت گو شعراء میں کیا جاتا ہے۔

نعتیہ کلام:

ہے آنکھ سوئے کوئے پیغمبر لگی ہوئی
طیبہ کی دھن ہے دل کو برابر لگی ہوئی
چاروں طرف سے آتے ہیں دیدار کیجیے
اک بھیڑ زائروں کی ہے در پر لگی ہوئی

حضرت کے واسطے شب معراج عرش پر
کرسی بھی اور مسند پر زر لگی ہوئی
مدت سے یاد عشق محمدؐ جگر میں ہے
روز ازل سے چوٹ ہے دل پر لگی ہوئی
ہے آرزو کہ حشر میں جب گور سے اٹھوں
ہو تن پہ خاک کوئے پیمبر لگی ہوئی
پیاسو چلو کہ آئے ہیں محشر میں مصطفےٰ
دوڑو سبیل ہے لب کوثر لگی ہوئی
امت ہر اک نبی سے ہو محشر میں چارہ ساز
نبیوں کی آنکھ ہو تیرے در پر لگی ہوئی
کیا پوچھتے ہو مجھ سے نکیرین پوچھ لو
ہے کس کی مہر ماتھے پہ میرے لگی ہوئی

مجید جامی:

اصل نام ۔ عبدالمجید ، قلمی نام ۔ مجید جامی ، تخلص ۔ جامی ، والد کا نام ۔ حاجی غلام مصطفےٰ ، آپ ۱۹۲۴ء میں کٹڑہ باگھ سنگھ اندرون ہاتھی دروازہ ، امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ انہوں نے ایم اے او ہائی سکول امرتسر سے تعلیم حاصل کی اور پنجاب یونیورسٹی سے ادیب عالم اور ادیب فاضل کے امتحانات پاس کیے ۔

عملی زندگی میں آپ سرکاری ملازمت کرتے رہے ہیں متحدہ ہندوستان کے برطانوی صدر دفتر اور پھر نوزائیدہ پاکستان کی مرکزی حکومت میں کام کرنے کے بعد جامی صاحب ۳۴ سال اقوام متحدہ کی خدمات انجام دے چکے ہیں ۔ اب وہ دس سال سے امریکہ میں رہتے ہیں اور تصنیف و تالیف میں

مشغول ہیں ۔

آپ شعر و سخن سے دلچسپی رکھتے ہیں لیکن مجید جامی نہ کسی کے شاگرد ہیں اور نہ کسی کو اپنا شاگرد بناتے ہیں ۔ البتہ ہر ادب نواز سے تبادلہ خیالات کرتے رہتے ہیں ۔ ان کے قلمی دوست تین براعظموں کے بیسیوں شہروں میں موجود ہیں ۔ جن مشاہیر سے ان کے ذاتی مراسم رہ چکے ہیں ان میں علامہ محمد حسین عرشی مرحوم نمایاں ہیں ۔ انہوں نے عرشی مرحوم پر کئی مقالات لکھے ہیں ۔ مثلاً ارتحال حضرت عرشی ، بیاد حضرت عرشی ، علامہ عرشی کی یاد میں ، اقبال و عرشی ، تصانیف عرشی آج کل آپ عرشی مرحوم کا منتشر اور غیر مطبوعہ کلام مرتب کر رہے ہیں ۔

علامہ اقبال مجید جامی کے محبوب شاعروں میں سر فہرست ہیں اقبالیات پر ان کا مطالعہ وسیع ہے اور ان کے سلسلہ مضامین " کلام اقبال کا پس منظر " کی کئی قسطیں شائع ہو چکی ہیں ۔

مجید جامی کو ہفت زبان کہا جا سکتا ہے وہ پنجابی ، اردو ، فارسی ، عربی ، انگریزی اور فرانسیسی کے علاوہ تھائی لینڈ اور انڈونیشیا کی زبانوں سے واقف ہیں اور ترکی میں بھی شد بد رکھتے ہیں ۔ شاید اسی لئے کوئی انہیں ماہر لسانیات کہتا ہے اور کوئی چلتا پھرتا انسائیکلو پیڈیا اور کوئی زندہ لغت

مجید جامی کی نگارشات پاکستان ، برطانیہ اور کینیڈا کے مندرجہ ذیل جریدوں میں چھپ چکی ہیں ۔ حمایت اسلام ، فیض الاسلام ، ضیائے حرم ، تعمیر وطن ، مہر و ماہ ، العلم ، اظہار ، فاران ، راوی ، اخبار وطن ، صراط مستقیم ، جنگ ، امروز ، نوائے وقت ، پاکستان اوبزرور اور اقبال ریویو شامل ہیں ۔

عبدالرحمن بزمی نے مجید جامی کی نثر نگاری کو " اردوئے مبین " قرار دیا ہے ۔ آپ صاحب تصانیف ہیں پاکستان کی تاریخ " داستان پاک " کے عنوان سے چار سو اشعار میں آپ نے تصنیف کی ہے اس کے علاوہ ان کا شعری

Scanned with CamScanner

مشہور "جام جامی" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

اس کے علاوہ دیار مغرب میں مجید جامی کی کوششوں کا محور "جرم اردو" ویلس فورٹ ورتھ ہے۔ امریکہ کی ریاست ٹیکساس میں اس جرم کی جلائی ہوئی شمع سن ۱۹۸۶ء سے روشن ہے مجید جامی اس کے سرپرستوں میں پیش پیش ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا اظہار کرنے والوں میں آپ کا نام نامی بھی آتا ہے۔

نمونہ کلام:

یہ زمیں ہے جس پہ فریفتہ وہ اک آفتاب جلال ہے
یہ فلک بھی جس کا ہے شیفتہ وہی ماہتاب جمال ہے
نہ یہ کام کوئی قلم کرے کہ صفات اس کی رقم کرے
ہو کسی سے نعت کا حق ادا، یہ کہاں زباں کی مجال ہے
کہیں جس کو احمدؐ مجتبیٰ ہے وہی محمدؐ مصطفیٰ
ہے اس کی شان میں ماحقیٰ، یہ بڑا نشان کمال ہے
وہ نبی ہے افضل انبیاء ہے امام جملہ اتقیا
ہے امیر لشکر اصفیا، وہی آمنہ کا جو لال ہے
وہی جس کا امی لقب ہوا، وہ فصیح ملک عرب ہوا
وہی شہر علم و ادب ہوا، کہو اس کی کوئی مثال ہے؟
وہی صاحب ثقلین ہے، وہی مالک حرمین ہے
وہ زعیم بدر و حنین ہے، رہ حق میں جس کا قتال ہے
ہے وہی جو خیر ورئی بھی ہے، ہے وہی جو بدر دجیٰ بھی ہے
وہ کمین نار عزا بھی ہے وہ بشیر روز وصال ہے
وہی ذات با برکات ہے جو دلیل راہ نجات ہے

جو ہمیں مثالِ حیات ہے وہ اسی کا حسنِ خصال ہے
کبھی چرخ پر جو سحاب ہے یہ اسی کا عکسِ علم نہ ہو
کہیں اس کا نقشِ قدم نہ ہو یہ جو آسماں پہ ہلال ہے
وہ شفیعِ روزِ حساب ہے، بس اسی کی ایسی کتاب ہے
نہیں جس کا مثل و جواب ہے نہ فنا جسے نہ زوال ہے
ہے وہی جو والیٔ کل بھی ہے، وہی رہنمائے سبل بھی ہے
وہ رسولِ فخرِ رسل بھی ہے، وہی ماورائے خیال ہے
وہ ندیمِ ربِ جلیل ہے، وہ دعائے خاصِ خلیل ہے
نہیں پیدا جس کا مثیل ہے نہ ہی جس کی کوئی مثال ہے
وہ حبیبِ ربِ ودود ہے، وہی جانِ بزمِ وجود ہے
شب و روز جس پہ درود ہے وہ اسی کی عترت و آل ہے
یہ اسی کا لطفِ عمیم ہے، ملا جس کو خلقِ عظیم ہے
کہے نعت وہ جو اثیم ہے، جو رہینِ عجزِ خیال ہے

بخطِ شاعر

وہی ذاتِ بابرکات ہے جو دلیلِ راہِ نجات ہے
جو ہمیں مثالِ حیات ہے وہ اُسی کا حُسنِ خصال ہے
کبھی چرخ پر جو سحاب ہے یہ اُسی کا عکسِ عَلَم نہ ہو
کہیں اُس کا نقشِ قدم نہ ہو یہ جو آسماں پہ ہلال ہے
وہ شفیعِ یومِ حساب ہے، بس اُسی کی ایسی کتاب ہے
نہیں جس کا مثل و جواب ہے نہ فنا جسے نہ زوال ہے

ہے وہی جو والیٔ کُل بھی ہے، وہی ہم نمائے سُبُل بھی ہے
وہ رسولِ فخرِ رُسُل بھی ہے، وہی ماورائے خیال ہے

وہ نریم رتبۂ جلیل ہے، وہ دعائے خاصِ خلیل ہے
نہ مثیل پیدا جس کا مثیل ہے، نہ ہی جس کی کوئی مثال ہے

وہ حبیبِ ربِّ ودود ہے، وہی جانِ بزمِ وجود ہے
شب و روز جس پہ درود ہے وہ اُسی کی عترت و آل ہے

یہ اُسی کا لطفِ عمیم ہے ملا جس کو خُلقِ عظیم ہے
کہے نعت وہ جو اثیم ہے، جو رہینِ عجزِ خیال ہے

مجید جامی

محمد اسحاق:

ان کا اصل نام محمد اسحٰق ہے۔ آپ کے والد صاحب کا نام خواجہ محمد رمضان تھا۔ آپ دسمبر ۱۹۰۸ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے اور قیام پاکستان کے بعد گوجرانوالہ میں آ بسے۔ انہیں جوانی میں صوفی تبسم، سعادت حسن منٹو اور آغا خلش جیسی ادبی شخصیات کی صحبت میسر آ گئی۔ موصوف پنجابی اور اردو زبان کے مشہور شاعر تھے۔ ان کی باتیں اور یادیں بلاشبہ تاریخ کا حصہ ہیں:

نعتیہ کلام:

تیرے محتاج شفاعت ہیں ہیں ولی اور نبی
ختم تجھ پر ہو نہ کس طرح شفاعت طلبی

کیا تیری ذات مقدس ہے شہ مطلبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت ، چہ عجب خوش لقبی

ہوا باطل ترے اسلام سے دین زرتشت
ہشت جنت ترے اخلاق کے آگے یک دشت
عرش سے وزش تلک تونے کیا کیا گشت
شب معراج عروج توز افلاک گزشت
بمقامے کہ رسیدی ، نہ رسیدی ہیچ نبی

یا رسولؐ عربی ، شاہ رسل نیک صفات
مظہر نور خدا ، سرور عالی درجات
دو جہاں میں ہے تری ذات سے امید نجات
ماہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات
لطف فرما کہ زحدی گزرد تشنہ لبی

اے گل باغ نبوت شہ لاہوت مقام
لامکاں تیرا مکاں اور ملائک خدام
عام ہے گو کہ ترا لطف پڑے خیر انام
نخل بستان مدینہ زتو سر سبز مدام
زان شدہ شہرہ آفاق بہ شیرین رطبی

ذکر تیرا ہے اک اہل جہاں میں مشہور
جو ہے منظور تجھے ، وہ ہے خدا کو منظور
اک جہاں تیری عنایت سے ہوا ہے معمور
ذات پاک تو درین ملک عرب کرد ظہور
زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

اے شہ ملک عرب ، خسرو اقلیم عجم
خاک نعلین مبارک ہے تری افسر جم
رتبہ خسرو و جمشید ترے سگ سے ہے کم
نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم
زان کہ نسبت بہ سگ کوے تو شد بے ادبی

محمد اسمعیل منظر:

اصل نام ۔ محمد اسمعیل ، قلمی نام ۔ میاں محمد اسمعیل ، تخلص منظر ، آپ ۶ ستمبر ۱۹۱۰ء کو امرتسر کے ایک گاؤں جگدیو کلاں میں پیدا ہوئے ۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم وہیں سے حاصل کی ۔ تقسیم ہند کے بعد آپ پاکستان چلے آئے اور گوجرانوالہ کے ایک گاؤں کریال کلاں میں رہائش اختیار کی اور یہاں سے مڈل اور ایس ٹی کا امتحان پاس کیا ۔ اس کے بعد ۱۸ سال کی عمر میں بحیثیت سکول ٹیچر اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا ۔ چالیس سال خدمات انجام دینے کے بعد آپ ۱۹۶۸ء میں گورنمنٹ مڈل سکول کریال کلاں سے بحیثیت ہیڈ ماسٹر ریٹائر ہوئے ۔

دوران ملازمت آپ نے ہومیو پیتھک کا کورس MBH بھی کر لیا اور ۱۹۴۷ء سے آپ ہومیو مطب بھی کر رہے ہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ

یونانی طب میں رجسٹرڈ پریکٹشنر ہیں ۔

آپ زراعت میں بھی دلچسپی رکھتے ہیں اور باغبانی ان کا مشغلہ ہے ۔ ان کے دادا کے نام سے کڑیال کلاں ضلع گوجرانوالہ میں ایک سوسائٹی "سائیں مولا شاہ ویلفیئر سوسائٹی" کے نام سے قائم ہے جس کے آپ صدر ہیں موسیقی سے آپ کو خاص لگاؤ ہے ۔

شعر و شاعری کا شوق آپ کو بچپن سے ہے اور قیام پاکستان سے پہلے آپ کا ایک مجموعہ کلام "گلدستہ منظر" کے نام سے شائع ہوا تھا جو اب نایاب ہے ۔ قیام پاکستان سے پہلے آپ دوسرا مجموعہ شائع کرنے کا ارادہ رکھتے تھے لیکن فسادات کی وجہ سے وہ کلام ضائع ہو گیا تھا ۔ "نوائے منظر" اور "ندائے منظر" کے نام سے ان کا کلام موجود ہے ۔

آپ اردو اور پنجابی میں بڑی روانی سے شعر کہتے ہیں ۔ آپ کے کلام میں فرمائشی نظمیں ، غزلیں ، دوہڑے ، کافیاں ، ملی ترانے نعتیں اور قوالیاں مشہور ہیں ۔ آج کل آپ کڑیال کلاں ضلع گوجرانوالہ میں رہائش پذیر ہیں ۔

نمونہ کلام:

محمدؐ جیا ہور ہونا نہ ہویا
سینے جوڑے عرشاں تے کیڑا کھلویا
کنے چن نوں کیتا ٹکڑے دو ٹکڑے
کنے آن کے بیچ وحدت دا بویا
جے سچ پچھدا ایں محمدؐ خدا اے
خدا اے محمدؐ فرق نہ ذرا اے
خدا بن محمدؐ ای دنیا تے آیا
جدھے سرتے بدلاں نے کیتا سی سایا

Scanned with CamScanner

شجر جس نوں تکے سلاماں ہی کردے
ملائک تے حوراں بوھا کر پڑھدے
ایہہ منظر تیرا آسرا تے سہارا
ایہہ شملہ دو جہاناں دا اکھیاں دا تارا

محمد ایوب اظہر:

اصل نام ۔ محمد ایوب ، قلمی نام ۔ ایوب اظہر ، تخلص ۔ اظہر ، والد کا نام ۔ غلام محی الدین مغل ، آپ ۱۹۳۱ء میں کٹڑہ بھائیاں امرتسر میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم امرتسر سے حاصل کی ۔ پاکستان بننے کے بعد آپ اپنے والدین کے ساتھ لاہور آ گئے اور شاد باغ میں رہائش اختیار کی ۔ میٹرک تک تعلیم لاہور میں مکمل کی اور پھر اپنا آبائی کام سیکھنے لگے ۔ اظہر خراد کے بہت بڑے ماہر تھے اور مختلف فیکٹریوں میں کام کرتے رہے ، پھر سعودی عرب چلے گئے ۔ وہاں کام کے دوران پاؤں کے انگوٹھے پر زخم ہو گیا جس کی وجہ سے تکلیف بڑھ گئی اور واپس پاکستان آ گئے ۔ مگر شفا نہ ہوئی اور اسی زخم کی وجہ سے ۱۹۸۶ء میں وفات پا گئے اور لاہور شاد باغ کے قبرستان میں دفن ہوئے ۔

ایوب اظہر خوش اخلاق ملنسار انسان تھے اور انہیں شعر و ادب سے بہت دلچسپی تھی ۔ اظہر پاکستان آ کر شعر کہنے لگے اور لاہور میں منعقد ہونے والے ہفتہ وار مشاعروں میں شریک ہوتے رہے ۔ ۱۹۶۸ء میں وہ سائر بٹ کے شاگرد ہو گئے اور لاہور ، گوجرانوالہ ، فیصل آباد اور سیالکوٹ کے مشاعروں میں بھی شرکت کرنے لگے ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی عقیدت دیوانی تھی سان کے ہر مصرعے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا اظہار ملتا ہے

گھر گھر پتھر خدا سن بنے ہوئے گھر گھر وچہ سن ڈیرے جہالتاں دے
جوا قتل ، شراب حرام خوری ایہہ سن عمل جو ڈیرے جہالتاں دے
ہویا اوکھا غلاماں نوں ساہ لینا ڈاہڈے جنگ جنگ سن گھیرے جہالتاں دے
اطہر حق دا سورج طلوع ہویا ہو گئے دور ہنیرے جہالتاں دے

محمد ایوب رضوی:

اصلی نام ۔ محمد ایوب ، تخلص ۔ رضوی والد کا نام ۔ برکت اللہ
آپ یکم نومبر ۱۹۳۲ء کو کنڈو رام سنگھ امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ آپ راجپوت
کھوکھر گھرانے کے چشم و چراغ ہیں ۔ سرکاری کاغذات میں آپ کی تاریخ
پیدائش یکم مئی ۱۹۳۲ء درج ہے ۔ ان کے والد صاحب امرتسر میونسپل پریس
میں کام کرتے تھے ۔ موصوف ابتداء میں میونسپل پرائمری سکول رام باغ میں
داخل ہوئے ۔ جب ان کے والدین شریف پورہ میں آباد ہو گئے تو ان کو مسلم
ہائی سکول امرتسر میں داخل کروا دیا ۔ وہاں سے میٹرک کا امتحان پاس کیا ۔
تقسیم ہند کے بعد آپ لاہور چلے آئے اور یہاں آپ نے
پرائیویٹ امیدوار کی حیثیت سے ایف اے ۔ بی اے ۔ ایم اے اسلامیات اور
ایم اے عربی کا امتحان پاس کیا ۔ اس دوران پرائیویٹ ملازمت انجام دیتے
رہے ۔ اس دوران آپ کو علامہ علاء الدین صدیقی اور ڈاکٹر سید عبداللہ سے
فیض حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا ۔

انہوں نے ابتداء میں اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور میں لیکچرار
کی حیثیت سے ملازمت اختیار کی اور بعد ازاں ۱۹۷۳ء میں سرکاری ملازمت مل
جانے سے آپ نے اسلامیہ کالج ریلوے روڈ سے استعفیٰ دے دیا اور گورنمنٹ
ملازمت میں آ گئے ۔ آپ مختلف گورنمنٹ کالجز میں خدمات سر انجام دینے کے
بعد ۱۹۹۲ء میں گورنمنٹ کالج راوی روڈ شاہدرہ سے ریٹائر ہوئے اور آج کل

گلشن راوی کے عقب میں مدینہ کالونی میں رہائش پذیر ہیں۔

آپ جب آٹھویں جماعت میں پڑھتے تھے تو شاعری کا شوق پیدا ہوا۔ آپ نے ۱۹۴۵ء سے شاعری کا آغاز کیا اور ابتداء میں چند پنجابی نعتیں تحریر کیں جو قیام پاکستان کے وقت وہ ضائع ہو گئیں۔ قیام پاکستان کے بعد یہ سلسلہ دوبارہ شروع ہوا جو آج تک جاری ہے۔ اخبارات میں بھی مختلف اسلامی موضوعات پر طبع آزمائی کرتے رہے آپ کی تصنیفات زیادہ تر سکول اور کالج کے نصاب پر مشتمل ہیں اور ان کی تعداد ۳۲ کے قریب ہیں اور یہ عربی اور اسلامیات کے مضامین پر مشتمل ہیں۔ "سبد گل" کے نام سے آپ کا شعری مجموعہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

نعتیہ کلام:

ناگفتہ بہ ہے زندگی جاناں تیرے بغیر
بیکار محض گردش دوراں تیرے بغیر
لاکھوں جہاں میں آئے ادھورا ہی رہ گیا
افسانہ جہان کا عنوان تیرے بغیر
درد فراق سوز محبت یہ اضطراب
رضوی کا ہو سکے گا نہ درماں تیرے بغیر

اے کہ تیرا وجود ہے باعث بزم کائنات
منبع رحمت خدا مرجع خلق تیری ذات
مقبولیت کو ہے فقط جنبش لب کا انتظار
ہونٹوں پہ تیرے آ گئی ٹل نہ سکی کبھی وہ
رضوی ہے در سے کھڑا فیض رساں ہے در تیرا
کچھ تو عطاء ہر صاحب کون و مکان شش جہات

محمد بخش فرشی:

اصل نام ۔ محمد بخش ، تخلص ۔ فرشی ، والد کا نام میاں لیکو ، ذات کشمیری اور امرتسر کے رہنے والے تھے ۔ ان کی پیدائش ۱۸۹۲ء میں امرتسر میں ہوئی ۔ ان کے والد کا ذریعہ معاش آتش بازی کے سامان کی تیاری تھا ۔ آپ بھی شروع میں اپنے والد کے ساتھ آتش بازی کے سامان کی تیاری کا کام کرتے تھے ، لیکن امرتسر کے علمی و ادبی ماحول سے آپ بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور امرتسر میں منعقد ہونے والے مشاعروں میں شریک ہوا کرتے تھے ۔

جب انہیں شاعری کا مزید شوق پیدا ہوا تو غلام رسول نائب کی شاگردی اختیار کی اور ان کی رہنمائی میں شعر و شاعری شروع کی ۔ ان کے بلند تخیلاتی ذہن نے انہیں بہت کم عرصے میں ہی فرش سے عرش تک پہنچا دیا ۔

محمد بخش فرشی ان پڑھ تھے لیکن اس کے باوجود ان کی شاعری میں بڑا وزن تھا ۔ انہوں نے بے شمار چھوٹے اور بڑے قصے لکھے ۔ ان قصوں میں ڈھول اور شمس رانی شامل ہیں ۔ نعتیہ شاعری میں ان کا مقام بہت بلند ہے ۔ ان کے نعتیہ کلام میں محمدی جوگن بہت مشہور ہے ۔ ان کا یہ کلام کئی مرتبہ چھپا ۔ اس طرح غازی علم دین شہید کے بارے میں آپ نے جو قصہ تحریر کیا وہ کوئی تین لاکھ کے قریب فروخت ہوا ۔ آخر کار فرنگی حکومت نے اسے ضبط کر لیا ۔

زندگی کے آخری دنوں میں انہوں نے منشی نجم الدین عزیز الدین کتابوں والوں کے ہاں ملازمت کر لی اور اس شرط پر ملازمت کی کہ ہر ماہ ۲۰۰ کہانیاں ضرور لکھوں گا ۔ آپ کئی سال تک ان کے ہاں ملازم رہے اور تقریباً ۶۰۰ کے قریب قصے اور کہانیاں تحریر کیں ۔ ان میں زیادہ تر نعتیہ کلام تحریر کیا آپ کا انتقال ۱۹۳۶ء میں امرتسر میں ہوا ۔

Scanned with CamScanner

نمونہ کلام:

اج رات برات محمدؐ دی عرشاں تے جاوے گی
میں صدقے عربی لاڑے توں جنج خوب سہاوے گی
ساری امت دا سردار بن کے لاڑا ہویا تیار
آکھن اج احمدؐ مختار دی اسواری آئے گی
اج رات برات محمدؐ دی عرشاں تے جاوے گی
میں صدقے عربی لاڑے توں جنج خوب سہاوے گی

بن کے جوگن مدینے نوں جاواں گی میں
بیتی جو جو نبی نوں سناواں گی میں
گیری نال رنگاواں گی سب کپڑے
لٹاں کھول گے وچ پاواں گی میں
پھڑ کے چمٹا تے ہتھ وچ بیراگن سیو
نام احمد دا دم دم دھیاواں گی میں
بن کے جوگن مدینے نوں جاواں گی میں

محمد جلال الدین شاہ صاحبؒ:

اصل نام ۔ محمد جلال الدین ، تخلص ۔ جلال ، آپ ۱۸۷۰ء میں کشمیر میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے والد ماجد کا نام سید محمد شاہ تھا ۔ آپ نے پندرہ سال کشمیر میں رہ کر اپنے بزرگوں کی زیر نگرانی مختلف علوم و فنون کی کتابیں پڑھیں اور فارسی اور عربی میں کمال حاصل کیا اس کے بعد مزید علمی پیاس بجھانے کے لئے ہندوستان کے مختلف شہروں کا رخ کیا اور دہلی اندور ، جے پور ، ٹونک ، سہارنپور ، بریلی ، بمبی اور پونا وغیرہ میں فیض حاصل کرتے

رہے اور اس کے ساتھ ساتھ تبلیغ کا نور پھیلاتے رہے اور آخر میں امرتسر میں مقیم ہو گئے ۔ قیام بے پور کے دوران آپ نے قاضی خدا بخش کی صاحبزادی کے ساتھ شادی کر لی ۔

آپ نے علوم دینیہ کے بعد باطنی علوم کی تکمیل کے لئے سلسلہ عالیہ چشتیہ کے ایک بزرگ حضرت خواجہ مہر الدین شاہ کاشمیری کے دست حق پرست پر بیعت کی ۔ جامع مسجد کٹڑہ کرم سنگھ نئی سڑک پر " باب العلم حنفیہ نظامیہ " کے نام پر آپ نے ایک دینی درسگاہ کی بنیاد رکھی ۔ جہاں مختلف شہروں اور بیرون ملک سے طالب علم آکر فیضیاب ہوتے رہے ۔ آپ کچھ دیر لاہور اندرون موچی گیٹ ، تکیہ سادھواں مدرسہ عربیہ حنفیہ میں صدر مدرس کی حیثیت سے تفسیر قرآن ، حدیث ، فقہ کے علاوہ صرف و نحو کا درس بھی دیتے رہے ۔ امرتسر میں آپ جامع مسجد محمد شاہ مرحوم میں امام و خطیب تھے ۔

آپ کا انتقال ۲۱ ذوالحجہ ۱۳۵۵ ھ جمعتہ المبارک بعد نماز عصر امرتسر میں ہوا اور آپ کے جسد خاکی کو قبرستان بلاقا سنگھ بیرون غزنہ گیٹ میں دفن کیا گیا ۔

آپ کے صاحبزادگان میں مولانا ریاض الدین ریاض کراچی حکیم عبدالخالق شاہ اور سید شریف الدین نیر سہروردی لاہور میں سکونت پذیر ہیں ۔

آپ کا شمار امرتسر کے نعت گو شعراء میں ہوتا ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں نذرانہ عقیدت کے پھول بکھیرنے والوں میں آپ نمایاں ہے ۔ آپ کا کلام گونا گوں حقیقتوں سے مزین اور عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز ہے ۔

نمونہ کلام :

کون ہے جو پر کرے دفتر تری توصیف کا
کون ایسا ہے جو پائے سر تری توصیف کا

باز نر پرواز سے تھک کر گرا ہے چشم بند
جب کہ دیکھا صید بالا تر تری توصیف کا
دوربین آنکھیں بھی چوکھٹ کا پتہ پاتی نہیں
کس قدر اونچا ہے یا رب در تری توصیف کا
غوطہ زن عمان کے حیران ہیں عربا کی طرح
دیکھ کر سورج قمر ، گوہر تری توصیف کا
جس نے آوازہ سنا دل سے ہوا ہے معترف
قل ھو اللہ احد سنکر تری توصیف کا
آسماں پر قدسیوں کے واسطے شام و سحر
عرش اعظم خاص ہے منبر تری توصیف کا
سید کونین ختم المرسلین ، شاہ عربؐ
مظہر حمد و ثنا مظہر تری توصیف کا
زنگ خور عاصی جلال کاشمیری کی زبان
کر سکے کیونکر صنعا خنجر تیری توصیف کا

محمد حسین شاہؒ:

حضرت محمد حسین شاہؒ ۱۸۶۶ء میں گاؤں چھینہ انارکلی ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ آپ نے حضرت محمد خیر بہاز سجادہ نشین دربار فاضلیہ راجہ سانسی کے دست حق پرست پر بیعت کی ۔ شیخ سے ان کا تعلق خاطر اتنا بڑھا کہ زیادہ وقت شیخ ہی کی صحبت میں بسر کرنے لگے ۔ یہ ان کے شیخ کی تربیت کامل اور عقیدت و محبت کا کمال تھا کہ حضرت خیر بہاز کی وفات کے بعد ان کو وہاں کا سجادہ نشین منتخب کر لیا گیا ۔

حضرت بابا حسین شاہ طویل عرصہ تک راجہ سانسی میں مقیم رہے اور ارادت مندوں کی تربیت روحانی فرماتے رہے ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کا واقعہ رونما ہوا تو ان کے لئے وہاں رہنا مشکل ہو گیا۔ چنانچہ اپنے مریدوں کے ہمراہ وہاں سے چل پڑے اور موضع چنڈالی ضلع گوجرانوالہ میں مقیم ہو گئے اور تادم آخر یہیں سے اپنے سلسلہ روحانی کو فروغ دیتے رہے۔

آپ نوے برس کی طویل عمر پا کر بالآخر جون ۱۹۵۶ء کو اس دار فانی سے کوچ کر کے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کا مزار آپ کے عقیدت مندوں کے لئے مرجع فیوض روحانی ہے۔

حضرت بابا محمد حسین شاہ اس کاروان شاعری کے ایک رکن ہے جس کا ہر فرد دولت ایمانی سے مالا مال ہوتا ہے۔ ان کی غزلیات، قطعات اور رباعیات کا ایک مجموعہ ان کی وفات کے بعد ۱۹۵۷ء میں "دیوان ضیا حسین" کے نام سے شائع ہو چکا ہے جس میں ان کی بیسیوں نعتیں اور دوسری نظمیں شامل ہیں۔ مثنوی کی صورت میں طویل نظمیں بھی ہیں۔ کلام کا بیشتر حصہ پنجابی اردو اور فارسی زبان میں ہے۔ نعتیہ شاعری کے حوالے سے آپ بلند مقام رکھتے ہیں۔

نعتیہ کلام:

محمدؐ کا نقشہ ہے نقشہ خدا کا
جو منشاء خدا کا وہی مصطفےٰؐ کا
جمال الٰہی اگر دیکھنا ہو
تو دیدار کافی ہے خیرالورے کا
جو تیرا کہا دے وہ کس در پہ جاوے
کہ رحمن کا در ہے در مصطفےٰ کا

عشق نے باندھا تصور جب رسول اللہ کا
علم میں تب آگیا نقشہ صفی اللہ کا
نقطہ علم الٰہی ہے محمدؐ مصطفےٰ
اس لیے امی لقب ہے اس حبیب اللہ کا
جنبش نقطہ سے ہے سارے دفاتر کی نبا
لب سے پیغمبر کے نازل ہے کلام اللہ کا

جز تمہارے کچھ نہیں ہر دو جہاں میں رونما
کون ہے جز آپؐ کے جس سے مری امداد ہو
آپ کے کہلاتے ہیں ہم کہ برے ہیں یا بھلے
ہم کہاں جائیں ترا در چھوڑ کر ارشاد ہو
جلوہ ریز زمانے میں وہ اللہ اللہ کون ہوا
عارض رنگین ، کاکل مشکیں ، روئے محلی کون ہوا
گیسو کالے کنڈل والے کون سنبھالے کون بتا
چشماں مست الست کرشمہ نور تجلی کون ہوا
نور جمالی لب کی لالی ، کاکل عارض پہ
صورت عالی بھبن نرالی ماشاء اللہ کون ہوا

محمد حسین عرشی:

اصل نام ۔ محمد حسین ، قلمی نام ۔ علامہ عرشی ، تخلص ۔ عرشی ، علامہ عرشی ۱۸۹۲ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم کے بعد انہوں نے علامہ حکیم فیروز الدین فیروز طغرائی کی شاگردی اختیار کی اور ان سے عربی زبان صرف و نحو ، عروض اور فارسی ادب کی کتابیں پڑھیں ۔ خواجہ احمد دین سے

تفسیر قرآن اور حضرت مولانا محمد عالم آسی سے عربی ادب میں استفادہ کیا اور طب حکیم زاہد علی سے پڑھی ۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری سے بھی آپ نے کسب فیض کیا۔

کوچہ شیخاں امرتسر میں عرشی صاحب کی دوکان تھی جہاں بابو کرم امرتسری اور دوسرے اہل علم جمع ہوتے تھے ۔ عرشی صاحب کچھ عرصہ کھلونیاں والے بازار کی مسجد کے امام بھی رہے ۔

عرشی مرحوم شعر و شاعری کا ذوق سخن رکھتے تھے ۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں مناظرہ کا بھی شوق تھا ۔ ڈھاب کھٹیکاں کے باغ میں عرشی صاحب نے کئی مشاعرے منعقد کروائے ۔

تقسیم ملک کے بعد آپ لاہور چلے آئے اور یہاں آنے کے بعد بھی اپنی ادبی سرگرمیوں کو جاری رکھا ۔ آپ ماہنامہ فیض الاسلام راولپنڈی کے ایڈیٹر رہے ۔ نثر میں چند رسائل اور کتب آپ کی تصنیفات میں شامل ہیں ملت ابراہیم ، تحقیق قربانی ، اقبال کی پیشگوئیاں ، براہین وحی ، ترجمہ مقدمہ زندگانی ، علوم اسلام اور انکار ، حجیت حدیث اور مسیحیت کی آغوش میں ۔ اس کے علاوہ علامہ اقبال سے عرشی صاحب کی خط و کتابت تھی جو " خطوط اقبال بنام عرشی " شائع ہو چکی ہے ۔ نثر کے ساتھ ساتھ علامہ عرشی نے فارسی اور اردو میں بکثرت غزلیں اور نظمیں لکھیں ۔ آپ کا اردو کا شعری مجموعہ " رسوا کیا مجھے " ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا اور فارسی کلام " نقش ہائے رنگ رنگ " کے نام سے طبع ہوا ۔ نعتیہ شاعری کے حوالے سے بھی آپ امرتسری شعراء سے پیچھے نہیں رہے آپ کا نعتیہ کلام اکثر ماہنامہ " فیض الاسلام " راولپنڈی میں چھپتا رہا ۔

آپ کا انتقال ۳ جون ۱۹۸۵ء کو لاہور میں ہوا ۔ آپ کے جسد خاکی کو بس اسٹینڈ سے قریب بادامی باغ لاہور کے قبرستان میں دفن کیا گیا ۔

Scanned with CamScanner

نعتیہ کلام:

رہبر راہ رواں نقش کف پا تیرا
شرف کون و مکاں نقش کف پا تیرا
اولیا اور آئمہ متعلم تیرے
جاوداں درس رواں نقش کف پا تیرا
اہل بخشش کو بصیرت ترے صدقے میں ملی
سرمہ دیدہ وراں نقش کف پا تیرا
قافلے بادیہ پیما ہیں تری راہوں میں
رہنمائی کا نشاں نقش کف پا تیرا
تری رفتار ابد اور تری گفتار دوام
فارغ از ظرف و زماں نقش کف پا تیرا
حادثے دہر کے محو اس کو نہیں کر سکتے
بر تراز نقص وزیاں نقش کف پا تیرا
عالم غیب میں ہے رتبہ عالی مشہود
چشم ظاہر سے نہاں نقش کف پا تیرا
دولت و ثروت ارباب و و خاک قدم
گوہر تاج شہاں نقش کف پا تیرا
میں کہ ہوں عجز و قصور اور سرا پائے نیاز
میں کہاں اور کہاں نقش کف پا تیرا

محمد حنیف رہبر:

اصل نام ۔ محمد حنیف ، ادبی نام ۔ حنیف رہبر ، تخلص ۔ رہبر ؛ آپ کے والد کا نام اللہ بخش تھا ۔ آپ ۱۹۰۰ء میں ضلع امرتسر کی تحصیل اجنالہ کے گاؤں وچھویا میں پیدا ہوئے ۔ آپ نے اسلامیہ ہائی سکول فتح گڑھ چوڑیاں

سے آٹھویں تک تعلیم حاصل کی تھی کہ تقسیم ہند کا واقعہ رونما ہو گیا اور آپ کے والدین ہجرت کر کے پاکستان چلے آئے۔

پاکستان آنے کے بعد آپ کے والدین کاہنہ نو میں آباد ہو گئے آپ نے ڈی۔ بی۔ ہائی سکول کاہنہ نو سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور اس کے بعد پنجابی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ بعد ازاں آپ نے ساندہ کلاں چانڑی چوک لاہور میں رہائش اختیار کر لی اور یہاں پر ہی کاروبار کا سلسلہ شروع کیا اور اب تک ساندہ میں ہی رہائش پذیر ہیں۔

انہیں شعر و شاعری سے دلچسپی استاد اللہ دتہ صابر امرتسری کی صحبت میں رہنے کی وجہ سے پیدا ہوئی اور گزشتہ بتیس تینتیس سال سے شاعری کر رہے ہیں۔ آپ کا تمام تر کلام غیر مطبوعہ ہے اور اب اسے شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ شاعری میں استاد اللہ دتہ صابر امرتسری کو اپنا استاد مانتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ امرتسر سے تعلق رکھنے والے شعراء اور دوسرے شعراء حضرات کی محافل میں وقت گزارتے رہے ہیں۔ استاد اللہ دتہ صابر پر اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی شعبہ پنجابی کے طالب علم واحد جاوید نے ۱۹۸۸ء میں جو مقالہ تحریر کیا ہے اس میں زیادہ تر حالات و واقعات کے چشم دید گواہ محمد حنیف رہبر صاحب ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا رنگ ان کی نعتوں میں پایا جاتا ہے۔

نمونہ کلام:

نبی دے ہولاں تے ہے زندگی توں ٹوریا نہ دس پھر بندیا گزار کیویں ہوئے ؟
دلوں جانوں منیاں نہ ہے توں سوہنے نبیؐ تائیں دس پھر سوہنے دا نظارہ کیویں ہوئے ؟
نبیؐ نے جو حکم کیتا او ہے راہ تے پئی جا
امتی توں ہون دا ثبوت پورا دئی جا

ایتی ہے ہون وا ثبوت پورا دتا نہ توں ایہہ دے میرا ایتی اظہارہ کیویں ہوئے گا۔

بھلیاں نوں آکے سوہنے سدے نے راہ پایا اے
کہنا سڈے پیارے نبی کرم اے کمایا اے

نبیؐ کولوں ذرا وی کوئی دور رہوے دسو پھر آپ گنہگاراں دا سہارا کیویں ہوئے گا۔

ہادی گلاں دسیاں جو سینے وچ پا لیئے
چگے پاسے پے کے نے بھاگ جگا لیئے

عمل ہے کیتا نہ حضور دیاں گلاں اتے سڈا حالی نبیؐ پاک پیارا کیویں ہوئے گا۔

نبیؐ دے پیار بانجھوں سڈی کتے ڈھوئی نہیں
ایتھے لوتھے دونویں پاسے حالی سا ڈاکوئی نہیں

رہبر ہے خیاں نہ اساں پیارے نبیؐ نائیں جنہاں وچ جان لئی اے چارہ کیویں ہوئے گا

محمد حنیف نازش قادری:

اصل نام ۔ محمد حنیف ، قلمی نام ۔ حنیف نازش قادری ، تخلص نازش ۔ آپ ۱۹۳۵ء میں امرتسر کی تحصیل اجنالہ کے قصبہ گگو ماہل میں پیدا ہوئے ۔آپ شیخ فیملی سے تعلق رکھتے ہیں ۔ آپ تقسیم ہند کے بعد پاکستان آئے اور گوجرانوالہ کی تحصیل کاموکی کے ایک گاؤں میں رہائش اختیار کرلی ۔ آپ نے میٹرک کا امتحان کاموکی ضلع گوجرانوالہ کے ایم بی ہائی سکول سے امتیازی حیثیت سے پاس کیا ۔ اوائل عمر میں آپ کی شادی ہو گئی ۔ اس لئے اسلامیہ کالج گوجرانوالہ میں داخلہ لینے کے باوجود تعلیم جاری نہ رکھ سکے ۱۹۵۶ء سے آپ چادل کی تجارت سے منسلک ہیں اور تین مرتبہ حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ منورہ سے شرف یاب ہو چکے ہیں ۔

انہیں شعر و شاعری کا چسکہ سکول کی زندگی ہی پڑ گیا تھا ۔

آپ باقاعدہ نعت ، غزل اور نظم کے شاعر ہیں اور اردو اور پنجابی دونوں زبانوں

میں شعر کہتے ہیں۔ آپ کی اردو نعت کی ایک کتاب "سخن سخن خوشبو" کے ہ
سے زیر طبع ہے۔ آپ قادری پلازہ، قادر چوک کامونکی میں رہائش پذیر ہیں۔

نعتیہ کلام:

رکھیے مدنظر بس ایک اصول
ہو دل و جاں سے پیروی رسولؐ
انؐ کے رب کی ثنا میں دن گزرے
رات ہو انؐ کی نعت میں مشغول
یوں کھلاتے رہو ثنا کے گلاب
دور ہوں تم سے غفلت کے ببول
پر لگیں گے درود کے جسدم
ہر دعا ہو گی خود بخود مقبول
نذر کیجیے سلام کے گجرے
وارئیے درختوں کے انؐ پر پھول
وصف کیجیئے بیان نبیؐ کے سدا
ہو توجہ اسی طرف مبذول
سائر لامکاں کی لکھیے نعت
لامکاں جس کا کوئی عرض نہ طول
نازش ان کے کرم سے خاک مری
راہگزار مدینہ کی ہو دھول

محمد دین تاثیر:

اصل نام۔ محمد دین، قلمی نام۔ ایم ڈی تاثیر، تخلص۔ تاثیر
آپ ۱۹۰۱ء میں تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ لاہور سے ایم اے

امتحان پاس کرنے کے بعد آپ کئی برس تک اسلامیہ کالج لاہور میں انگریزی کے استاد رہے۔ اس کے بعد کیمبرج چلے گئے جہاں سے انہوں نے انگریزی میں پی ایچ ڈی کی ڈگری لی۔ وہ پہلے ہندوستانی تھے جنہوں نے یہ اعزاز حاصل کیا۔ آپ ۱۹۳۷ء میں ہندوستان واپس آئے اور ایم اے او کالج امرتسر کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ اس وقت ایم اے او کالج امرتسر میں فیض احمد فیض بحیثیت لیکچرار انگریزی خدمات انجام دے رہے تھے۔ ایم اے او کالج امرتسر کے بعد آپ سری پرتاپ کالج سری نگر کے پرنسپل مقرر ہوئے۔

ڈاکٹر محمد دین تاثیر شیخ محمد عبداللہ کے قریبی دوستوں میں سے تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کے مابین تجدید تعلقات کے لئے کوشش کیں۔ ڈاکٹر محمد دین تاثیر نے سری نگر سے پاکستان مبارک کے عنوان سے ۱۸ مضامین لکھے جو پاکستان ٹائمز لاہور میں بھی شائع ہوئے۔

قیام پاکستان کے بعد ان کا تقرر اسلامیہ کالج لاہور میں بحیثیت پرنسپل ہوا۔ ان کا انتقال ۳۰ نومبر ۱۹۵۰ء کو لاہور میں ہوا۔ آپ کے جسد خاکی کو قبرستان میانی صاحب میں دفن کیا گیا۔

آپ کا شمار بحیثیت شاعر، ماہر تعلیم اور نقاد کے ہوتا تھا وہ نہ صرف ایک معلم کی حیثیت سے مشہور تھے بلکہ ادب میں بھی نمایاں مقام حاصل کیا تھا ڈاکٹر تاثیر لاہور کی ادبی محفلوں کے روح رواں بھی تھے۔ جولائی ۱۹۲۲ء میں حکیم یوسف حسن نے " نیرنگ خیال " کے نام سے ایک رسالہ جاری کیا جس میں عبدالرحمن چغتائی اور تاثیر ان کے معاون تھے۔ آپ کی تصانیف میں کنول (ناول) آتش کدہ (منظوم کلام) مقالات تاثیر، نثر تاثیر مرتبہ فیض احمد فیض قابل ذکر ہیں۔

Scanned with CamScanner

شاعری میں ڈاکٹر تاثیر کا مقام بہت بلند ہے نعتیہ شاعری کے حوالے سے گو آپ نے زیادہ نعتیں نہیں کہیں ہیں۔ لیکن جو چند ایک نعتیں لکھی ہیں وہ قابل تحسین ہیں۔

نعتیہ کلام:

یہی تھا مدعا تکمیل دیں ، ختم رسالت کا
کہ اب آغاز ہے نشو و نمائے آدمیت کا
یہ شرکت تھی محبت کی ، یہ ساجھا تھا معیشت کا
نمازوں کی صفوں میں رہے گا چرچا اخوت کا
شب معراج پردہ اٹھ گیا روئے حقیقت کا
رہا باقی نہ کوئی تفرقہ غیب و شہادت کا
وہ جو چاہیں ، وہ جو کر دیں وہی کچھ عین قدرت ہے
نہ میں قائل خوارق کا نہ میں قائل کرامت کا
چلا ہے کاروان شوق آ پہنچا وہ آ پہنچا
وہ ہریالا افق وہ گنبد خضرا ہے حضرت کا
سنبھل اے چشم تر ، اے آہ مہلت دے کہ کچھ کہہ لیں
بڑی مشکل سے ہاتھ آیا ہے موقع آج خلوت کا

تجھے دار و رسن ، رنج و محن ، کچھ بھی نہیں حاصل
تو پھر تاثیر کس برتے پہ دعوے ہے محبت کا

محمد دین غریب:

اصل نام ۔ محمد دین ، تخلص ۔ غریب ، والد کا نام ۔ عنایت اللہ تھا ۔ آپ ضلع امرتسر کے ایک گاؤں فتح آباد میں ۱۸۸۴ء میں پیدا ہوئے۔

ابتداء میں آپ نے مڈل تک تعلیم حاصل کی اس کے بعد پٹوار کا امتحان پاس کیا لیکن بحیثیت پٹواری ملازمت نہ کی اور سکول ٹیچر بننے کے لئے ٹیچر ٹریننگ سکول میں داخلہ لیا اور ۱۹۰۶ء میں ٹیچنگ کی سند حاصل کی۔

۱۹۱۱ء میں آپ تلاش معاش کے لئے امرتسر میں تشریف لائے امرتسر میں حکیم معراج دین مدیر "الفقیہ" نے آپ کی رہائش کا اہتمام کیا اور ایک سکول میں معمولی مشاہرہ پر تعلیم اطفال کی ملازمت مل گئی۔ امرتسر میں حضرت مولانا محمد عالم آسی کے علم کا شہرہ تھا۔ آپ نے ان سے اکتساب علم کیا۔ ظاہری علوم کے بعد باطنی علوم کی فکر ہوئی تو سلسلہ چشتیہ صابریہ بھیکیہ کے معروف بزرگ شاہ محمد فاروق حنفی رام پوری کے دست حق پرست پر بیعت کی اور روحانیت میں کمال حاصل کیا۔ ۱۹۲۴ء میں جوتش، رمل، نجوم اور شاعری پر مشتمل ایک اخبار "کشاف" کے نام سے آپ نے امرتسر سے جاری کیا جس میں علم و ادب کے ساتھ ساتھ روحانیت کے موضوع پر بھی مضامین شائع ہوتے تھے۔ آپ ایک جنتری بھی نکالا کرتے تھے آپ شاعر بھی تھے اور اس فن میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اور علامہ حسین میر کاشمیری اور مولانا غریب کے شاگرد تھے۔ ہر ماہ آپ اپنے پیر کا عرس کرواتے تھے جس میں سماع ضروری ہوتا تھا۔

جفر، رمل، نجوم اور ریاضی کے آپ ماہر تھے۔ اس وقت کے ریاضی کے بڑے بڑے پروفیسر ریاضی کے سوالات کے سلسلہ میں آپ سے راہنمائی حاصل کرتے تھے۔ آپ نے ۱۹۱۵ء تا ۱۹۱۹ء تا "منظور عالم" جنتری شائع کی۔ آپ کی عمر عزیز کا زیادہ حصہ اسلامیہ ہائی سکول امرتسر میں گزرا۔

آپ طبعاً درویش صفت، حلیم الطبع اور شفیق انسان تھے۔ آپ کے کلام میں معرفت کا انداز پایا جاتا ہے آپ کی پنجابی کی مختلف تصانیف ہیں۔ جن میں بھاں بھاں بلیاں، بھنڈا بھنڈاریاں، ٹٹیاں دوستیاں، جنت دا

مسیلہ ، سنگھنی لسی وغیرہ وغیرہ ۔ آپ کی شاعری میں بھی نعتیہ رنگ نمایاں ہے "نظارہ عالم" آپ کا نعتیہ مجموعہ ہے ۔

آپ آٹھ مہینے صاحب فراش رہ کر ۳ جولائی ۱۹۳۱ء کو قبل نماز جمعہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور آپ کو امرتسر میں دفن کیا گیا ۔

نعتیہ کلام:

ہے صلے علیٰ نام ان کا محمدؐ
وسلم علیہ محمدؐ محمدا
بلا میم احمدؐ ہے نام ان کا عالی
عرب ہیں بلا عین یثرب کے والی
ہیں در یتیم آپ یکتا لالی
ہے تابع ہر اک شے جمالی ، جلالی

محمد رمضان گوہر:

اصل نام ۔ محمد رمضان ، تخلص ۔ گوہر ، والد کا نام چوہدری لال دین ۔ آپ ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۲ء کو تحصیل تارن گاؤں ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ ابھی آپ بچے ہی تھے کہ تقسیم ہند کا واقعہ پیش آ گیا ۔

قیام پاکستان کے بعد آپ کے امرتسر سے لاہور چلے آئے لیکن ابتداء میں لاہور میں کچھ عرصہ قیام کے بعد قصور چلے گئے ۔ کچھ عرصہ بعد آپ کے والدین نے مستقل طور پر ملتان میں رہائش اختیار کر لی ۔

آپ نے ۱۹۶۶ء میں گورنمنٹ کالج بوسن روڈ ملتان سے ایم اے اکنامکس کا امتحان پاس کیا ۔ آج کل آپ بحیثیت چیف اسسٹنٹ اکانومسٹ پنجاب سول سیکرٹریٹ میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں ۔

آپ شعر و سخن کا ذوق رکھتے ہیں ۔ بچوں کی کئی کتابوں کے

Scanned with CamScanner

مصنف ہیں ۔ آپ کی تصانیف میں روشنی کے نغمے ، لنگڑا چڑا ، آزادی کا لہو ، چھ ستمبر ۱۹۶۵ء جرات اور بہادری کی سچی کہانیاں ، پیارے بچے ، پیارے گیت ، درویش بابا ، طوطا اور مسافر اور سونے کے انڈے شامل ہیں ۔ آپ کی درج ذیل کتابیں زیر طبع ہیں ۔ جن میں دیس دیس کی کہانیاں ، ٹیپو سلطان ، بچوں کی کہانیاں ، ہجرت کی کہانیاں ، ماں کی ممتا ، چھم چھم ، بچوں کی مختصر نظمیں شامل ہیں ۔ اس کے علاوہ آپ کی غزلوں کا مجموعہ بھی زیر ترتیب ہے ۔

نعتیہ کلام :

فروغ انس نبی سے مدام ملتا ہے
انہیں سے جاں کو سکون دوام ملتا ہے
ہر اک کتاب سماوی میں روشن و تاباں
رسول پاک کا تحریر نام ملتا ہے
متاع دہر انہیں کچھ نہیں کہ حضرت سے
جنہیں کہ بادہ وحدت کا جام ملتا ہے
حضور شافع محشر ہیں رحمت عالم
انہیں سے فیض ہمیں صبح و شام ملتا ہے
نبی کریمؐ سے ہی عزم ہر بھلائی کا
رہ حیات ہمیں گام گام ملتا ہے
مرے یقین کی دولت ہے جوش حب نبیؐ
اسی سے عرصہ امن و سلام ملتا ہے
حضور پاک کی رحمت کے سائے میں گوہر
بشر کی ذات کو روشن مقام ملتا ہے

Scanned with CamScanner

محمد صادق ضامن:

اصل نام ۔ محمد صادق ، تخلص ۔ ضامن ، والد کا نام ۔ رحمت خاں بھٹی ، آپ ۱۹۲۹ء میں بالہ ضلع گرداسپور میں پیدا ہوئے ۔ جب آپ کی عمر ۶ سال ہوئی تو ان کے والدین امرتسر کے محلہ جیلی گھر آ بسے ۔ امرتسر آنے کے بعد آپ نے تعلیم کی بجائے محنت مزدوری کی طرف توجہ دی اور قالین بافی کا کام سیکھا جو آج تک جاری ہے ۔

انہیں شعر و شاعری کا شوق وراثت میں ملا ۔ کیونکہ آپ کے والد صاحب کو شعر و شاعری کا ذوق تھا آپ اپنے والد کے ساتھ مشاعروں میں شریک ہوا کرتے تھے اور یہیں سے آپ کو بھی شعر گوئی سے دلچسپی پیدا ہوئی ۔

قیام پاکستان کے بعد آپ لاہور آگئے لاہور میں مختلف مقامات پر رہائش کے بعد آپ نے المدد کالونی راوی روڈ میں مکان بنایا اور وہیں مستقل رہائش اختیار کرلی ۔ پاکستان آکر آپ ساغر بٹ کے شاگرد ہو گئے ۔ آپ نے سیاسی شاعری کا آغاز ۱۹۶۴ء سے کیا اور مسلم لیگ سے وابستہ رہے ۔

محمد صادق ضامن کی شاعری میں مزاح سیاست اور اصلاح معاشرہ کے پہلو نمایاں حیثیت رکھتے ہیں شعر پڑھنے کا انداز بھی خوبصورت ہے لوگ ان کو عوامی شاعر کہتے ہیں ۔

نعتیہ کلام:

آئے فرش اوتے سایہ عرش اوتے رتبہ کنا بلند حضور دا ای
جیہڑا موسے نے ویکھیا طور اوتے چمکارا محمدؐ دے نور دا ای
خاندانی عداوتاں مک گئیاں اثر اسلامی دستور دا ای
اوس مقام تے ضامن حضور پہنچے دخل نہ ساڈے شعور دا ای

صبح شام درود سلام گھلاں ختم الانبیاء شاہ لولاک اتے
نال شوق دے میں سر دے بھار جاواں رکھاں پیر نہ طیبہ دی خاک اتے

اللہ پاک خود درود پڑھدا میرے شہنشاہ دی ذات پاک اتے
کرو میری دعا منظور آقا کرم کر دیو ضامن غمناک اتے

سارے رنگ جہان دے مٹ جاندے پکا نیک اعمالاں دا رنگ ہندا
اوہنوں شہنشاہ آکے سلام کر دے کملی والے دا چیہڑا منگ ہندا
اوہدے دل دی ہندی مراد پوری جس فقیر نوں منگن دا ڈھنگ ہندا
ضامن ذکر محمدؐ دا کرن والا نہ اوہ دکھی ہندا نہ اوہ تنگ ہندا

محمد کبیر احمد مظہر سید

اصل نام ۔ محمد کبیر احمد ، تاریخی نام ۔ مختار حسن ، قلمی نام ۔ سید کبیر احمد مظہر ، والد کا نام ۔ مولانا محمد یوسف نقشبندی ہے ۔ موصوف ۲۱ مارچ ۱۹۴۰ء کو بھیٹھہ ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے آباو اجداد موضع جعفر کوٹ تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے ۔

آپ نے ایم اے عربی و اسلامیات کی اسناد لیں اور اس کے ساتھ ساتھ درس نظامی اور فاضل طب یونانی کی بھی اسناد حاصل کیں ۔ علاوہ ازیں دورہ حدیث بھی مکمل کیا ۔ عملی زندگی میں آپ تدریس کے شعبہ کے وابستہ ہیں اور بحیثیت ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی میں خدمات انجام دے رہے ہیں آپ ۱۴ سے زائد کتابوں کے مصنف بھی ہیں اس کے علاوہ مختلف تحقیقی موضوعات پر آپ مقالہ جات بھی تحریر کرتے رہتے ہیں

مظہر صاحب شعر و سخن سے وابستگی رکھتے ہیں ۔ خصوصاً نعتیہ شاعری سے انہیں دلی لگاؤ ہے ۔

نعتیہ کلام:

اللہ پاک خود درود پڑھدا میرے شہنشاہ دی ذات پاک اتے
کرو میری دعا منظور آقا کرم کر دیو ضامن غمناک اتے

سارے رنگ جہان دے مٹ جاندے پکا نیک اعمالاں دا رنگ ہندا
اوہنوں شہنشاہ آکے سلام کر دے کملی والے دا جیہڑا ملنگ ہندا
اوہدے دل دی ہندی مراد پوری جس فقیر نوں منگن دا ڈھنگ ہندا
ضامن ذکر محمدؐ دا کرن والا نہ اوہ دکھی ہندا نہ اوہ تنگ ہندا

محمد کبیر احمد مظہر سید

اصل نام ۔ محمد کبیر احمد ، تاریخی نام ۔ مختار حسن ، قلمی نام ۔ سید کبیر احمد مظہر ، والد کا نام ۔ مولانا محمد یوسف نقشبندی ہے ۔ موصوف ۲۱ مارچ ۱۹۴۰ء کو محیشھ ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے آباو اجداد موضع جعفر کوٹ تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے ۔

آپ نے ایم اے عربی و اسلامیات کی اسناد لیں اور اس کے ساتھ ساتھ درس نظامی اور فاضل طب یونانی کی بھی اسناد حاصل کیں ۔ علاوہ ازیں دورہ حدیث بھی مکمل کیا ۔ عملی زندگی میں آپ تدریس کے شعبہ کے وابستہ ہیں اور بحیثیت ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی میں خدمات انجام دے رہے ہیں آپ ۱۴ سے زائد کتابوں کے معتقد بھی ہیں اس کے علاوہ مختلف تحقیقی موضوعات پر آپ مقالہ جات بھی تحریر کرتے رہتے ہیں

مظہر صاحب شعر و سخن سے وابستگی رکھتے ہیں ۔ خصوصاً نعتیہ شاعری سے انہیں دلی لگاؤ ہے ۔

نعتیہ کلام:

کیسے راتی ہے ہو جاوے عنایت یا رسول اللہؐ
شرف پاوے مرا شوق زیارت رسول اللہؐ
مری ایہ چشم وی دیکھے تہاڈا حسن لاثانی
جویں ہے ام معبدؓ توں روایت یا رسول اللہؐ
تہاڈی پاک تے پرنور محبت دا ملے حصہ
تے نطق خاص دی ہوئے سماعت یا رسول اللہؐ
بنا دتے ابوبکرؓ و عمرؓ جس فیض تھیں آقا
کدی آوے اساں تے وی اوہ ساعت یا رسول اللہؐ
خدا جنت چہ تھاں دیوے تے اوتھے وی عطا ہووے
تہاڈی بزم اعلیٰ دی رفاقت یا رسول اللہؐ
سدا روشن رہوے مظہر دے باطن دے جہان اندر
تہاڈے رخ دا خورشید ہدایت یا رسول اللہؐ

محمد یونس حسرت امرتسری:

اصل نام ۔ محمد یونس ، ادبی نام ۔ یونس حسرت امرتسری ، تخلص ۔ حسرت ، آپ ۲۰ مئی ۱۹۳۸ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ موصوف بی اے اور فاضل پنجابی ہیں ۔ آپ پنجاب زرعی ترقیاتی و سپلائیز کارپوریشن لاہور میں ملازم ہیں ۔ ۱۹۴۷ء سے آپ شاعری کا شغل اختیار کئے ہوئے ہیں اور ساغر صدیقی کے شاگرد ہیں ۔ موصوف حضرت یزدانی جالندھری سے بھی استفادہ کرتے ہیں اور نعت اور غزل بھی کہتے ہیں ۔

نعتیہ کلام:

سرخم بتوں کے سامنے کرنے نہیں دیا
دامن کسی کو آگ سے بھرنے نہیں دیا

غاران کی جوئیوں سے وہ ابھرا ہے آفتاب
تاریکیوں کو جس نے ابھرنے نہیں دیا
سہرو وفا کے چاند کی کرنیں اچھال کر
جو رو جفا کا چہرہ نکھرنے نہیں دیا
تھے راہ زندگی میں کئی موڑ مہری کے
مجھ بھٹکنے انؐ کی نظر نے نہیں دیا
جب بھی چلا ہوں دل میں بسا کے میں انؐ کی یاد
تھکنے مجھے طویل سفر نے نہیں دیا
خیرالوریٰؐ کا درد ہے حسرت کمال زیست
جس نے میری انا کو بھی مرنے نہیں دیا

مسلم اویسی امرتسری:

مسلم اویسی امرتسر کے بہت بڑے شاعر تھے جن کے متعلق یہ بات مشہور ہے کہ کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ لکھنے کی صلاحیت ان میں موجود تھی۔ ان کا نعتیہ کلام آج بھی لوگ ریڈیو پر سنتے ہیں۔ اس کے علاوہ اولیاء اللہ کے مزارات پر بھی ان کا کلام گایا جاتا ہے۔

مسلم اویسی کی ذہانت کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ کسی قوال نے ایک ہوٹل میں بیٹھ کر ان سے چائے کا کپ آنے سے پہلے نعت تحریر کرنے کے لئے کہا جب تک ویٹر چائے کا کپ لے کر آیا اتنی دیر میں مسلم اویسی نے مکمل نعت تحریر کرکے قوال کو دے دی۔

مسلم اویسی کا شمار امرتسر کے بڑے شعراء میں ہوتا تھا۔ مشاعروں میں کئی شاعر ان سے کتراتے تھے۔ پیشہ ور قوال اور نام نہاد شاعر اپنی جھوٹی عزت و شہرت کے لئے کوڑیوں کے بھاؤ ان سے کلام خریدتے رہے۔

لیکن کسی آدمی نے ان کے جسم کے اندر جو بیماری تھی اس کے بارے میں کوئی پتہ نہ چلایا۔ اپنے انتقال سے کچھ دن پہلے انہوں نے اپنے ملنے والوں سے یہ کہا کہ "میرے ڈھڈ چوں گیھاں الھدیاں نیں جنہاں پاروں میرا دماغ چکراوندا تے دل ڈب دا جا رہیا اے" لیکن ان لوگوں نے سنی ان سنی کر دی آخر کار مسلم اویسی جیسے شاعر اس دنیا سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے انتقال کے وقت ان کی عمر قریباً ۵۱ سال تھی۔ آپ ۱۴ جنوری ۱۹۶۷ء کو لاہور انتقال کر گئے۔

نعتیہ کلام:

اک وکھری چلدا چال ڈٹھا
مست وچ اوہ اپنے حال ڈٹھا
اوہدا کوئی نہ ویکھیا یار بیلی
سایا اک اوہدا اوہدے نال ڈٹھا
کے رکھ دے وانگ حمیش اوہنوں
جنگل سوچ اندر کئی سال ڈٹھا
چھیتی شعراں دے ہار پروندا سی
بولی اپنی دالج پال ڈٹھا
سڑ دا اپنے جگر دی اگ اندر
نادم اوس جیہا خال خال ڈٹھا
نعت نبیؐ کریم دی لکھن والا
مسلم شاعر باکمال ڈٹھا

معراج دین اختر:

اصل نام۔ معراج دین، قلمی نام۔ معراج دین اختر، تخلص۔

اختر، والد کا نام ۔ امام دین تھا ۔ آپ ۱۹۱۴ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ ان کا آبائی پیشہ موسیقی تھا جب انہوں نے ہوش سنبھالا تو کسی درسگاہ میں تعلیم حاصل کرنے کی بجائے اپنے والد صاحب سے موسیقی کی تعلیم حاصل کرنے لگے آپ کو موسیقی پر مکمل عبور حاصل تھا اور قوالی بھی کرتے رہے ۔

تقسیم ملک کے بعد آپ لاہور آئے اور چونہ منڈی میں رہائش اختیار کی ۔ موصوف نہایت شریف الطبع ، ملنسار اور پیار والے انسان تھے ۔ ان کی زبان اتنی رسیلی تھی کہ ہر ملنے والا احترام کرتا تھا ۔

آپ کو بے شمار شعراء کا کلام یاد تھا ۔ آہستہ آہستہ آپ خود بھی شعر کہنے لگے ۔ جب استاد کی ضرورت محسوس ہوئی تو مشہور نعت گو استاد و شاعر ماسٹر صادق کے شاگرد ہو گئے ۔ آپ پنجابی میں پر لطف شعر کہتے تھے ۔

آپ ۲۶ جولائی ۱۹۷۶ء کو لاہور میں فوت ہوئے اور قبرستان میانی صاحب میں آپ کے جسد خاکی کو دفنایا گیا ۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر ۶۰ سال کے قریب تھی ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عقیدت کے پھول نچھاور کرنے والوں میں آپ کا نام نامی بھی آتا ہے ۔

نمونہ کلام:

خدا کرے کدی بلھی دے سفر وچ ہوواں
اوہدی محفل چہ کدی اوس دے گھر وچ ہوواں
مینوں کرلین او بس اپنے غلاماں وچ شمار
غیر تھیں کوئی وی غم اوہدی نظر وچ ہوواں
مہک دے رہن میرے باغ دے پھل تے کلیاں
میں سدا نیک درختاں دے ثمر وچ ہوواں
ہر قدم تے اوہدی رحمت اے محافظ میری

فیر کیویں میں کے خوف خطر وچ ہوواں
مہر لگی اے میرے دل تے میرے آقا دی
کس طرح فیر کے فیر اثر وچ ہوواں
اوہدی رحمت دا میرے ہتھاں چہ ہووے پلہ
رد برد اوسدے جد پیش حشر وچ ہوواں
ایہو اک عرض وی اے ایہو تمنا اختر
اوس دے قدماں دیوچہ اوہدے نگر وچ ہوواں

معراج دین معراج امرتسری:

اصل نام ۔ معراج الدین ، تخلص ۔ معراج ، صوفی صاحب مرحوم موضع چیمہ باٹھ ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے اور حضرت سید برکت علی شاہ گیلانی چلیانوی کے اخص الخواص مریدوں میں سے تھے ۔ تدریس ان کا پیشہ تھا ۔ تقسیم ہند کے بعد انہوں نے فیصل آباد میں رہائش اختیار کرلی تھی ۔ غالباً ۱۹۹۰ء میں قریباً ۷۵ سال کی عمر میں آپ واصل بحق ہوئے ۔ انہوں نے اپنے مرشد ارشد کی سوانح حیات بنام " تجلیات برکت " لکھی جو متعدد مرتبہ چھپ چکی ہے ۔

نعتیہ کلام:

ہشیاروں کا رہبر ہے دیوانہ محمدؐ کا
داناؤں کا حادی ہے مستانہ محمدؐ کا
دیرینہ تمنا ہے ہو جاؤں تصدق میں
ہو سامنے آنکھوں کے کاشانہ محمدؐ کا
میں دل کو کروں قربان اور جان کو کروں صدقے
واللہ سر کو کروں نذرانہ محمدؐ کا

کیا نذر کرے کوئی باقی ہی رہا کیا ہے
سب کچھ تو کیا حق نے نذرانہ محمدؐ کا
دل میرا جو ویران ہے سو ناز مجھے اس پر
صد فخر گلستان ہے ویرانہ محمدؐ کا
میخوارو چلے آؤ اطراف و جوانب سے
تم آکے ذرا دیکھو میخانہ محمدؐ کا
ہر روز کے پینے سے اس چڑھنے اترنے سے
بچ جاؤں جو آکر پیمانہ محمد کا
ہم نعت جو پڑھتے ہیں تصنیف یہ جس کی ہے
معراج بھی ہے کوئی پروانہ محمدؐ کا

معراج الدین معراج:

اصل نام ۔ معراج الدین ، قلمی نام ۔ معراج الدین معراج ، تخلص ۔ معراج ، آپ امرتسر کی تحصیل اجنالہ کے ایک گاؤں " اگو رونک " میں پیدا ہوئے ۔ ان کے باپ کا نام شیخ نواب دین تھا ۔ ان کی والدہ ان کے بچپن میں ہی وفات پا گئیں تھیں ۔ آپ کی سوتیلی والدہ نے آپ کی پرورش کی ۔ گھریلو حالات کی وجہ سے تعلیم کا سلسلہ جاری نہ رکھ سکے اور ابتدائی کلاس سے ہی آپ کے والد صاحب نے آپ کو سکول سے اٹھوا لیا ۔ کسب معاش کے سلسلہ میں ریڑھا بان سے پھیری والا ، سنار ، درزی اور حکمت تک کے پیشے اپنائے ۔

۱۹۳۲ء میں آپ کی شادی ہوئی ۔ حصول رزق کے سفر میں سخت سے سخت حالات میں خدا کے سوا کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلایا ۔ آپ نے روحانی تربیت سائیں حسین شاہ قادریؒ ، راجہ سانسی کے دست حق پرست پر

حاصل کی اور ساری زندگی اسی بیعت پر قائم رہے۔

تقسیم ہند کے بعد ہجرت کرکے آپ لاہور چلے آئے۔ ابتداء میں لاہور کی نواحی بستی مغل پورہ کے علاقہ رام گڑھ میں رہائش اختیار کی لیکن جب آپ کے پیر و مرشد حضرت بابا حسین شاہ قادری، راجہ سانسی والے بھی لاہور چلے آئے تو آپ نے ان سے ملاقات کی تو ان کے کہنے کی بناء پر رام گڑھ والا مکان چھوڑ کر گنج مغلپورہ میں کرائے کا مکان لے کر رہائش اختیار کرلی اور اس علاقہ میں مطب کھول لیا بعد میں یہ مطب پرچون کی دوکان میں بدل گیا۔

آپ زندگی میں تین مرتبہ حج کی سعادت سے سرفراز ہوئے اور آخر کار ۳۰ جنوری ۱۹۶۴ء بمطابق ۱۷ شعبان المعظم بروز اتوار صبح ادائیگی نماز فجر اور تلاوت قرآن حکیم کے بعد حسب معمول ذکر کرتے ہوئے گھر کے صحن میں چکر لگا رہے تھے کہ روح جسم کا ساتھ چھوڑ گئی اور آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ الحاج معراج الدین مراج امرتسری کے صوفیانہ اور واعظانہ کلام پر مشتمل شعری مجموعہ "پچھتاوا" کے نام سے نیازی پرنٹنگ پریس ہسپتال روڈ لاہور نے شائع کیا ہے

:

"پچھتاوا" جسے حاجی صاحب مرحوم نے "راہ ہدایت" کا نام دیا دراصل ایک عشقیہ کہانی ہے جس سے بندے کا اپنے خالق سے محبت اور امتی کا اپنے رسولؐ سے عقیدت کا پتہ چلتا ہے:

نعتیہ کلام:

خود ہی لائے باغ میں اور خود ہی لے کر جائینگے
پھڑکے پڑ پاک نبیؐ دا خوشی خوشی ہم جائینگے
نہ ہمارا باغ ہے، نہ باغ میں حصہ کوئی
ہم مسافر جا رہے ہیں، کیا اٹھا لے جائینگے
یہ تمہارا باغ سارا یوں پڑا رہ جائیگا

ہم تو کھانے کو ہیں آئے ، کھا کھلا کر جائینگے
شکر ہے تیری ذات کا ، مرشد ہمیں ملا دیا
مرشد کی صورت دیکھ کر سجدے ہی کرتے جائینگے
آیگا جب حکم تیرا پھر مرا کیا عذر ہے
پڑھ کے کلمہ پاک نبیؐ دا علی علی کرتے جائینگے
سب جہاں ہے آپؐ کا ہم تو آدم کے خادم ہیں
روتے روتے آئیں ہیں ، فریاد کرتے جائینگے
گناہوں سے بھرپور ہوں ، معراج میرا نام ہے
لا تردوا سائل کے گیت گاتے جائینگے

موج فتنگڑھی:

آپ ضلع امرتسر کے گاؤں فتح گڑھ سے تعلق رکھتے ہیں ۔ آپ کے تفصیلی حالات نہیں مل سکے ۔ لیکن تحقیق جاری ہے ۔

نعتیہ کلام:

نور ہی نور ہے تا عرش بریں آج کی رات
راستہ بھولے ہیں جبریل امیں آج کی رات
ہیں وہی پھول وہی روز کے ماہ و انجم
جانے کیں لگتی ہے ہر چیز حسین آج کی رات
بن کے گہوارہ مطلوب دو عالم یہ زمیں
بڑھ گئی چاند ستاروں سے کہیں آج کی رات
دیکھ کر عرش پہ محبوب خدا کی آمد
رک گئی گردش افلاک و زمیں آج کی رات
ایک لمحہ میں سفر اور زمیں سے تا عرش

ایک انساں ہوا سدرہ نشیں آج کی رات
جلوہ افروز ہے وہ نور یقیں نور تمام
عرش اور فرش میں کچھ فرق نہیں آج کی رات
جذبہ عشق کی وارفتگی شوق نہ پوچھ
اپنی ہستی کا بھی احساس نہیں آج کی رات
قابل فخر ہے یہ رات کہ اک ابن بشر
بن گیا راز الٰہی کا امیں آج کی رات
مذہب و قوم سے محدود نہیں فیض رسولؐ
بھک گئی سارے زمانے کی جبیں آج کی رات
تھی جہاں بارش انوار زمیں سے تا عرش
کاش ہوتا دل ناداں بھی وہیں آج کی رات
موج طوفان عقیدت کا کرشمہ یہ ہے
کشتی دل بھی ہے ساحل کے قریب آج کی رات

مولا بخش کشتہ:

اصل نام ۔ مولا بخش ، قلمی نام ۔ مولا بخش کشتہ ، تخلص ۔ کشتہ ۔ آپ جولائی ۱۸۷۶ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے والد کا نام سلطان بخش بھٹی تھا ۔ ابتداء میں آپ گورنمنٹ ہائی سکول امرتسر میں چوتھی جماعت تک تعلیم حاصل کی ۔ اس کے بعد ان کے والد انہیں لاہور لے آئے ۔ لاہور میں انہوں نے کتابت اور سنگسازی کا کام سیکھا اور گلزار ہند پریس میں بحیثیت سنگساز ملازمت اختیار کرلی اور اس کے ساتھ ساتھ اردو اور فارسی پڑھتے رہے ۔ شاعری کا شوق یہیں سے پروان چڑھا اور خلیفہ قمر دین عرف قمرو کی شاگردی اختیار کرلی ۔ یہ بات ۹۲ ۔ ۱۸۹۱ء کی ہے ۱۸۹۸ء میں آپ امرتسر

واپس آ گئے اور یہاں پر شعر، شاعری اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع ہو گیا

ابتداء میں کشتہ اردو میں شعر کہتے تھے بعد میں پنجابی شاعری میں بڑا نام پیدا کیا۔ آپ نے سب سے پہلے "فصیح الملک" کے عنوان سے ماہنامہ جاری کیا جو کچھ عرصہ بعد "مسیحا" کے نام سے شائع ہوتا رہا ہے۔ ۱۹۰۵ء میں آپ نے امرتسر سے "ضیاء الاسلام" کے نام سے ایک مذہبی اصلاحی ہفتہ وار جاری کیا۔ ۱۹۱۶ء میں ایک اخبار "اتحاد" شائع کیا۔ آپ کی تصنیفات میں سے "دیوان کشتہ" ہیر رانجھا، پنجاب دے ہیرے اور پنجابی شاعراں دا تذکرہ بہت مشہور ہیں۔

۱۹۱۴ء میں امرتسر میں ریاست حیدر آباد دکن کے وزیر اعظم مہاراجہ سر کشن پرشاد کی آمد پر انہیں ہیر رانجھا کے شعر سنانے کی بناء پر دو پونڈ انعام ملا۔ اس کے بعد انہوں نے امرتسر میں کتابوں کی دوکان کھول لی۔ تقسیم ہند تک آپ امرتسر میں کتابوں کی دوکان کرتے رہے اور آزادی کے بعد میں لاہور چلے آئے۔ آپ کا انتقال ۱۹ جون ۱۹۵۵ء کو لاہور میں ہوا اور ان کا جسد خاکی قبرستان مسافر خانہ گڑھی شاہو لاہور میں سپرد خاک کیا گیا۔

نعتیہ کلام:

کیا یہ کام دنیا میں محمد مصطفیٰ تو نے
بروں کو نیک، نیکوں کو بنایا پارسا تو نے
نہ کیونکر تیری باتوں کی بنا ہو پند حکمت پر
خدا نے جس قدر فرمایا، اتنا ہی کہا تو نے
لقب اس واسطے ہے رحمۃ للعالمینؐ تیرا
کہ ہر اپنے پرائے کا بھلا چاہا سدا تو نے
اجالا کر دیا جس نے شبستان ضلالت میں

کیا دنیا میں روشن وہ ہدایت کا دیا تو نے
نہ کیوں تاثیر عالمگیر ہو تعلیم تیری
دکھایا خود عمل کرکے سبق جو کچھ دیا تو نے
وہ تو ہی تھا کہ جب غلبہ ہوا تجھ کو مخالف پر
بجائے بدلہ لینے کے کیا عفو و خطا تو نے
نوازا اپنے احسان سے شہنشاہ زمیں ہو کر
کہ سودا بوڑھوں بیواؤں کو خود لا کر دیا تو نے
بنا دے کشتہ الفت کو اکسیر اک توجہ سے
نظر سے اپنی اک عالم کو کندن کر دیا تو نے

مولا شاہ سائیں:

آپ کا اصل نام مولا بخشاور قلمی نام سائیں مولا شاہ تھا۔ آپ راجپوت جندراہ ذات سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ مجیٹھہ ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ زندگی کا ابتدائی حصہ ضلع گرداسپور کے گاؤں دھرم کوٹ بگھیاں میں گزارا اس کے بعد آپ آپ کے والدین آپ کو امرتسر میں لے آئے۔ یہاں پر آپ نے کٹڑہ بگھیاں اور کٹڑہ گھنیاں میں وقت گزارا۔ آپ کے والد صاحب کا نام کریم بخش تھا جو مہتاب دین کے بیٹے تھے۔ آپ نے باقاعدہ طور پر کسی مدرسے سے تعلیم حاصل نہیں کی۔ بلکہ آپ کے والد کریم بخش صاحب نے آپ کو مولوی غلام می الدین کی نگرانی میں دے دیا۔

مولوی غلام محی الدین سے آپ نے روحانی تربیت حاصل کی۔

آپ کچھ دیر مجیٹھہ ضلع امرتسر رہے پھر امرتسر کے کٹڑہ بگھیاں میں رہائش اختیار کرلی اور بعد میں کٹڑہ گھنیاں میں عمر کا زیادہ تر حصہ گزارا

عملی زندگی میں آپ نے کچھ عرصہ آبزی کا کام کیا اس کے بعد

جانوروں کی خرید و فروخت کا کام کرتے رہے ۔ آخری عمر میں درویشانہ زندگی اختیار کرلی ۔ آپ ان پڑھ ہونے کے باوجود معمولی طور پر لکھ پڑھ سکتے تھے لیکن اس کے باوجود آپ صاحب تصانیف ہیں اور اس فن میں آپ نے اپنے مرید عبدالرحیم سے کتابت کا کام لیا ۔ آپ بولتے جاتے تھے اور رحیم صاحب لکھتے جاتے تھے یوں آپ نے اپنا کلام مرتب کروایا ۔

آپ کا انتقال ۶ ستمبر ۱۹۴۴ء بمطابق ۲۲ بھادوں ۲۰۰۱ ب ک ۔ ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ بروز منگل ضلع گرداسپور کے گاؤں تبڑ تبڑی میں ہوا ۔

قیام پاکستان کے بعد آپ کا یادگاری دربار کڑیال کلاں ضلع گوجرانوالہ میں بنوایا گیا ۔ جہاں ان کے صاحبزادے سائیں حیدر شاہ ۲۵ محرم الحرام کو عرس منعقد کراتے رہے ہیں ۔ آج کل سائیں مولا شاہ کے پوتے میاں محمد اسماعیل منظر جیٹھ کی ۱۴ تاریخ کو عرس منعقد کرتے ہیں ۔

آپ شعر و شاعری کا ذوق رکھتے تھے اور زیادہ تر آپ نے پنجابی زبان میں شعر و شاعری کی ہے آپ کی تصنیفات درج ذریل ہیں ۔ ۱ کافیاں مولا شاہ ۱۸۵۶ء ۔ ۲ قصہ سی پنوں ۱۹۵۷ء ، ۱۹۱۴ء ۔ ۱۹۲۲ء پاکستانی ایڈیشن ۱۹۸۰ء ۔ ۳ ڈاچی مولا شاہ ۔ ۴ مرزا صاحباں ۱۹۰۹ء ۔ ۵ بگامل بشنو ۱۹۱۰ء ، ۱۹۹۲ء ۔ ۶ ہیر رانجھا ۱۹۱۴ء ، ۷ ست گنج آرسی نامہ عرف زہرہ مشتری ۱۹۳۸ء ، ۸ باراں امام ، کئی پاکستانی پبلشرز نے شائع کئے ہیں ۔ ۹ لشکیں لشکیں آگیا (کافیاں) ۱۹۸۸ء ۔ ۱۰ پھر گیاں رتاں (باراں ماہ) ۱۹۸۸ء ۔ ۱۱ گفت گفتار (سی حرفیاں) ۱۹۸۸ء ۔

نحیہ کلام:

سید پاک سر درود جی صفت بولو جس نے ظاہر ہو جگت جگائیا ای
صورت مصطفےٰ پگڑ کے احداللہ احمدؐ اپنا نام دھرائیا ای
سر تے تاج لو لاک لما والا گھنگھٹ ، میم دا مکھ تے پائیا ای
ویکھن لپنے آپ دیدار خاطر مولا اپنا بھیس وٹائیا ای

جیڈ شان سرورؔ کے ہور دی نہ سر تے بدلی کیڑا سائیا ای
سایہ کدی نہ ویکھیا نال احمدؐ یاراں لکھ وار آزمائیا ای
احمدؐ احد دی کنہہ نوں کون جانے اوہ جس پیر پڑھا پائیا ای
مولا شاہ نکتے دی خبر تینوں نکتے کیڈ دوہا ودھائیا ای

مونس امرتسری:

اصل نام ۔ غلام محی الدین ، قلمی نام ۔ مونس امرتسری ، تخلص مونس ، والد کا نام محمد دین کاشمیری تھا ۔ مونس مرحوم کے آباد اجداد کشمیر کے رہنے والے تھے بعد میں ان کے بزرگ کشمیر سے امرتسر آباد ہو گئے تھے ۔ استاد مونس ۱۹۰۳ء میں محمدؐ دین کاشمیری کے گھر امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ ہوش سنبھالا تو والد نے انہیں سکول میں داخل کرا دیا ۔ بڑے ہوئے تو انہیں نقاشی کا شوق پیدا ہوا اور کاغذ پر پنسل سے اور زمین پر نقشے بنانے لگے ۔ آٹھویں جماعت تک پہنچے تو یہ شوق جنون کی حد تک پہنچ گیا اور تعلیم سے دلچسپی نہ رہی تو والد محمد دین کاشمیری نے اس وقت کے مشہور عالم شاعر اور نقاش مولانا غلام محمدؐ ترنم مرحوم کا شاگرد بنا دیا ۔

مولانا مرحوم کی سرپرستی میں نقاشی کے ساتھ ساتھ شعر بھی کہنا شروع کر دیا ۔ ان دونوں فنون میں آپ نے بہت شہرت پائی اور استاد کہلانے لگے ۔ پھر آپ ایک قالینوں کی فیکٹری میں بحیثیت نقاش ملازم ہو کر کشمیر چلے گئے اور پاکستان بننے کے بعد کشمیر سے راولپنڈی آ گئے پھر آپ لاہور آ گئے اور قالینوں کے نقشے بنانے کا کام کرتے رہے ۔ کچھ عرصہ لاہور میں قیام کرنے کے بعد آپ راولپنڈی واپس چلے گئے ۔ آخر کار ۱۹۵۶ء میں آپ راولپنڈی میں فوت ہو گئے اور آپ کے جسد خاکی کو راولپنڈی میں ہی دفن کیا گیا ۔

آپ بہت مخلص ، ہنس مکھ اور ملنسار انسان تھے ۔ آپ نے

نقاشی کے ساتھ ساتھ فن شاعری میں بھی کمال حاصل کیا۔ آپ کے شاگردوں میں اللہ دتہ ناظر، محمد اقبال بالا، ساغر بٹ اور اللہ دتہ صابر مشہور شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔

آپ نے ہر صنف میں شعر کہے اور نظم، غزل، مرثیہ، منقبت اور نعت جو بھی کہتے خوب کہتے۔ کربلا کے حوالے سے اپنی زندگی میں ایک تصنیف بنام "ضرب حسین" شائع کی جو کہ بہت مقبول ہوئی۔

نمونہ کلام:

شب وصل محمدؐ دے پاک جلوے کھہندے جاندے سن عرش معلے وچال
جبرائیل دی دم نہ مار سکیا جلدے پر سن تاب تحملے وچال
آئی ندا کہ طور نئیں دے دلبر در اللہ ہے ویکھ تسلے وچال
بندہ رب دا بن گیا رب مونس مل گیا محمدؐ جد اللہ وچال

وائے عرب نوں جاندیئے واسطہ ای میریاں ویکھ جاویں خستہ حالیاں نوں
سارا حال بے حال دا عرض کر دئیں پھڑکے روضے رسولؐ دئیاں جالیاں نوں
کہہ دئیں فقط دیدار دے بھکڑے ہاں ہور کجھ نئیں چاہیدا سوالیاں نوں
جلے مونس تے فضل دا مینہ پا کے کردے سبز امید دئیاں ڈالیاں نوں

منیر سیفی:

اصل نام۔ محمد منیر، قلمی نام۔ منیر سیفی، تخلص منیر اور سیفی دونوں شعری ضرورت کے پیش نظر استعمال کرتے ہیں والد کا نام حاجی بشیر احمد۔ آپ ۲ دسمبر ۱۹۴۰ء کو ٹھنڈا تالاب نزد پھولوں والا چوک امرتسر میں پیدا ہوئے۔

ابھی آپ سال دوم کے طالب علم تھے کہ تقسیم ملک کے

باعث امرتسر چھوڑنا پڑا اور لاہور آئے ۔ پنجاب یونیورسٹی سے آپ نے بی اے کیا ۔ موصوف جنوری ۱۹۶۳ء سے بنک میں خدمات انجام دے رہے ہیں ۔ ملازمت کا آغاز لاہور سے کیا اور گزشتہ گیارہ برس سے کراچی میں رہائش پذیر ہیں ۔

شعر و سخن سے وابستگی رکھتے ہیں آپ کی غزلیات کا مجموعہ "نصاب" کے نام سے جلد ہی شائع ہو رہا ہے ، آج کل نعت ، حمد اور پنجابی غزل کا مجموعہ ترتیب دے رہے ہیں ۔

نمونہ کلام:

ندی تھا ، وہ دریا تھا ، سمندر تھا ، وہ کیا تھا
کشتی تھا ، کنارا تھا ، وہ لنگر تھا ، وہ کیا تھا
دیوار کبھی اور کبھی در تھا وہ کیا تھا
وہ خاک نشیں ، نور کا پیکر تھا ، وہ کیا تھا
سرشار بھی تھا میں در رحمت پہ پہنچ کر
پھر بھی وہ مرے دل میں جو اک ڈر تھا ، وہ کیا تھا
خوشبو سی وہ کیا تھی جو رگ جاں سی تھی اتری
سایا سا ابھی جو مرے سر پر تھا ، وہ کیا تھا
وہ جس کے لئے خلق کیا سارے جہاں کو
وہ اپنے قبیلے ہی میں بے گھر تھا ، وہ کیا تھا
پیوند تھے ملبوس پہ اس کے ولے سیفی
تہذیب و تمدن کا وہ محور تھا ، وہ کیا تھا

منیر قصوری:

اصل نام ۔ محمد منیر ۔ قلمی نام ۔ منیر قصوری ، تخلص ۔ منیر ،

Scanned with CamScanner

آپ ۲۰ دسمبر ۱۹۴۷ء کو بھنڈر ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد والدین کے ہمراہ قصور آ گئے۔ قصور میں انہوں نے ابتدائی تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۷۰ء میں آپ نے میں ایم اے عربی کیا اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔ ۱۹۷۰ء میں گورنمنٹ کالج باغبانپور میں لیکچرار کی حیثیت سے انکا تقرر ہوا۔ کچھ عرصہ انہوں نے سعودی کونسلیٹ لاہور میں ترجمان کے طور پر کام کیا۔ پھر گورنمنٹ کالج شیخوپورہ سے وابستہ ہو گئے۔ ازاں بعد پنجاب ٹیکسٹ بورڈ سے وابستگی اختیار کر لی۔

نعت گوئی میں ملکہ حاصل ہے "چادر رحمت" "آیہ رحمت" ان تصانیف میں چہ حدیث طیبہ گفتم جان دو عالم دامان کرم زیر ترتیب ہیں۔ آپ نے نعتیہ موضوع پر ایک جریدہ ایوان نعت بھی جاری کیا تھا۔

نعتیہ کلام:

میں اذن زیارت کی دعا مانگ رہا ہوں
سرکار کی قربت کی دعا مانگ رہا ہوں
میں بھی کسی دن نعت پڑھوں باب کرم پر
اس خوبی قسمت کی دعا مانگ رہا ہوں
پھر نرغہ دشمن میں مسلمان گھرے ہیں
ان کے لئے رحمت کی دعا مانگ رہا ہوں
اے خواجہ گیہاں مرے ہاتھوں کی طرف دیکھ
بیداری ملت کی دعا مانگ رہا ہوں
پھر ملت بیضا کو عطا عہد سلف ہو
ایام خلافت کی دعا مانگ رہا ہوں
ناموس رسالتؐ پہ مری جان فدا ہو
اعزاز شہادت کی دعا مانگ رہا ہوں

اس وقت ، میر اور تو کچھ یاد نہیں ہے
میں شہر بہت کی دعا مانگ رہا ہوں

میاں مقبول احمد:

اصل نام ۔ مقبول احمد ، قلمی نام ۔ میاں مقبول احمد ، تخلص مقبول ، والد کا نام ۔ میاں محمد اسمٰعیل منظر ہے ۔ آپ پنجابی کے مشہور شاعر ہاشم شاہ کی اولاد میں سے ہیں ۔ میاں صاحب ، نومبر ۱۹۳۳ء کو جگدیو کلاں ، ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم امرتسر سے حاصل کی ۔ قیام پاکستان کے بعد ان کے والدین پاکستان چلے آئے اور کوریال کلاں ضلع گوجرانوالہ میں رہائش اختیار کی ۔ آج کل آپ شیخوپورہ میں رہائش پذیر ہیں ۔

پاکستان آنے کے بعد میاں صاحب نے تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا ۔ آپ نے ایم ۔ اے اردو فارسی کے امتحان پاس کئے اس کے بعد بی ایڈ اور ایل ایل بی کی تعلیم بھی حاصل کی ۔

عملی زندگی میں آپ تدریس کے پیشہ سے منسلک ہو گئے اور آخر کار بحیثیت پرنسپل گورنمنٹ کالج راوی روڈ شاہدرہ لاہور سے نومبر ۱۹۹۳ء میں ریٹائر ہوئے اور آج کل ریٹائرڈ زندگی بسر کر رہے ہیں ۔

میاں صاحب بنیادی طور پر انشائیہ نگار ہیں اور ان کی متعدد انشائیہ کتب شائع ہو چکی ہیں ۔ جن میں سے خاص طور پر باتوں باتوں میں اور باتوں میں باتیں قابل ذکر ہیں اس کے علاوہ ان کی متعدد کتب شائع ہو چکی ہیں ۔

میاں صاحب نے اپنی ملازمت کے آغاز میں جب آپ ملتان میں تعینات تھے تو چند نعتیں تحریر کی تھیں جن میں آپ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا اظہار ہوتا ہے ۔ اس کے علاوہ جب آپ پرنسپل گورنمنٹ

کالج راوی روڈ شاہدرہ ، لاہور میں خدمات سر انجام دے رہے تھے تو آپ کی سرپرستی میں کالج کا مجلہ " اوج " نعت نمبر کے حوالے سے شائع ہوا تھا۔

نعتیہ کلام:

اک نظر کرم حال غریباں پہ بھی کر دے
خالی نہ مجھے بھیجنا جھولی میری بھر دے
ہے فیض ترا نیا وعقبے میں برابر
تو نظر کرم حال پریشان پہ بھی کر دے
روشن ہیں تیرے نور سے یہ چاند ستارے
خاک کف پاسے منور مجھے کر دے
ہے شوق تیرے روضے کی ہو جائے زیارت
گلیوں میں مدینے کی گدائی کا امر دے
وہ نار جو گلزار نبی کس طرح کیسے ؟
میں بھی تو جانوں ایسا کوئی مقبول ہنر دے

میر سعید اللہ سعید امرتسری:

اصل نام ۔ میر سعید اللہ ، ادبی نام ۔ میر سعید اللہ سعید ، تخلص ۔ سعید ، والد کا نام ۔ حاجی میر غلام محمود بن میر غلام رسول تھا ۔ آپ ۱۸۸۴ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ آباؤ اجداد کا پیشہ پشمینہ کی سوداگری تھا ۔ میر سعید اللہ محکمہ نہر میں ڈپٹی کلکٹر کی آسامی پر فائز تھے ۔ جبکہ ان کے دوسرے چار بھائی بھی دولت و شہرت کے لحاظ سے یکتائے روزگار تھے ۔ ان کا تمام خاندان حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری سے بیعت تھا

میر صاحب اردو اور پنجابی میں شاعری کرتے تھے ۔ ان کا تمام

کلام نعت اور پیر و مرشد کے مناقب و قصائد پر مبنی ہے۔ میر صاحب کا مجموعہ کلام پہلی بار ۱۹۱۸ء میں "ذخیرہ آخرت" کے نام سے چھپ کر مفت تقسیم ہوا تھا اور ۱۹۳۴ء تک چوتھا ایڈیشن ان کے چھوٹے بھائی میر ہدایت اللہ کی زیر نگرانی طبع ہوا۔ میر صاحب کی وفات ۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ء / ۲۵ جمادی الاول ۱۳۴۵ھ بروز جمعتہ المبارک علی الصبح دو بجے ہوئی اور امرتسر میں ہی آسودہ خاک ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا اظہار ان کے نعتیہ کلام میں ملاحظہ ہو۔

نعتیہ کلام:

آپ کے دم سے کائنات کی ہے
ابتداء انتہا رسولؐ اللہ

ہم غریبوں پہ بھی نظر کیجئے
شاہ ہر دوسرا رسولؐ اللہ

آئیے پہنچیے مدد کیجئے
میرے مشکل کشا رسولؐ اللہ

آپ کے در کو چھوڑ جائے کہاں
عاصی پر خطا رسولؐ اللہ

چار سو ہو گا غل یہ محشر میں
بخشوا! بخشوا! رسولؐ اللہ

رحم کیجیے کہ آپ رحمت ہیں
غم میں ہوں مبتلا رسولؐ اللہ

عرش سے فرش، شرق سے تا غرب
سب کے ہیں پیشوا رسولؐ اللہ

عاجز و بیکس و غریبوں کے

تم ہو حاجت روا رسولؐ اللہ
مرتے دم غیب سے مدد کیجے
ہووے لب پہ ندا رسولؐ اللہ
نام تیرا خدا کے نام کے ساتھ
سب جگہ ہے لکھا رسولؐ اللہ
نور رحمت سے آپ دے دیویں
سب کے دل کو جلا رسولؐ اللہ
التحیات میں مخاطب ہو
باقی پردہ ہے کیا رسولؐ اللہ
بھولا پھرتا ہے یہ سعید تیرا
سیدھا رستا دکھا رسولؐ اللہ

میر منظور ولی وارثی:

اصل نام ۔ منظور ولی ، قلمی نام ۔ منظور ولی وارثی ، تخلص ۔ ولی ، جناب میر منظور ولی وارثی امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ آپ امرتسر کے ایک معزز گھرانے کے چشم و چراغ تھے ۔ وارثی صاحب اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے اور امرتسر کے سربر آوردہ اہل قلم کے تلامذہ سے تھے ۔ آپ نے دینی اور عربی علوم استادالکل حضرت مولانا محمد عالم آسی سے حاصل کیے تھے ۔ آپ شعر و شاعری کا ذوق رکھتے تھے اور فن شاعری میں حکیم الشعراء علامہ فیروز الدین فیروز احمد طغرائی سے فیض یاب ہوئے تھے ۔ آپ نے ہند و پاک کے بٹوارے سے بہت زیادہ متاثر ہو کر ناول بھی لکھے جس میں معاشرہ کی اصلاح کے لئے قدم اٹھایا گیا ۔

آپ نے نظم اور نثر دونوں میں کتابیں تحریر کی ہیں ۔ میر منظور

ولی وارثی کا مقصود یہ تھا کہ معاشرہ صاف ستھرا ہو اور انسانی ہمدردی کو دل میں جگہ ملے ۔ آپ کے کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے پروفیسر شمس العلماء مولانا محمد حسین دہلوی اور حضرت اختر شیرانی فرماتے ہیں " آپ کی شاعرانہ حسن کاریوں سے ہندوستان اور علی الخصوص صوبہ پنجاب کے ادبی حلقے عام طور پر باخبر اور متعارف ہیں ۔ اس نوجوان شاعر کا وطن فخر سرزمین امرتسر کو حاصل ہے اور وہ امرتسر کو " رخ بہ تماشا گہہ ناز آورم " کی حیثیت رکھتا ہے ۔

تقسیم ملک کے بعد آپ موہنی روڈ ، دت سٹریٹ لاہور میں رہائش پذیر ہو گئے تھے ۔ غالباً ۱۹۹۰ء میں آپ نے وفات پائی ۔

آپ کی مندرجہ ذیل کتابیں چھپ چکی ہیں ان میں ایک نسخہ " بہار جاوداں " جس کو پنجاب اکاڈمی ہال بازار امرتسر نے چھاپا ہے اس کے علاوہ گرداب سے ساحل تک ، قحبہ خانے میں ایک رات ، ادھورے گیت ، بہار جاوداں اور نور خدا قابل ذکر ہیں ۔

نمونہ کلام :

غم محبت احمدؐ اگر سوا ہو جائے
میرے لئے یہی سرمایہ بقا ہو جائے
جو چشم شوق کا سرمہ ہو خاک راہ حجاز
نظر نظر پہ عیاں نور کبریا ہو جائے
کبھی جو خواب میں انوار مصطفےٰؐ دیکھوں
ہجوم جلوہ سے دل کو نہ جانے کیا ہو جائے
نکل ہی جائے بغور سے سفینہ امید
جو فیض شاہؐ عرب اس کا نا خدا ہوئے
حقیر جان کے رحم آگیا انہیںؐ مجھ پر
ہجوم داغ معاصی تیرا بھلا ہو جائے

زرد گہر سے الٰہی جنہیں نوازا ہے
انہیں مذاق محبت بھی کچھ عطا ہو جائے
صنم پرستوں کو انوار بخشنے والے
ولی کا دل بھی کبھی نور آشنا ہو جائے

نادم عصری:

اصل نام ۔ اللہ داد ، قلمی نام ۔ نادم عصری ، تخلص ۔ نادم ،
آپ اپریل ۱۹۲۴ء کو امرتسر میں ٹوکریاں والے بازار میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے والد کا نام خلیفہ غلام محمدؒ تھا جو امرتسر بکر منڈی میں کاروبار کرتے تھے ۔ ان کو شعر و شاعری سے خاص لگاؤ تھا ۔ مشاعروں میں بڑے شوق سے جایا کرتے تھے ۔ انہیں بہت سے شعراء کا کلام انہیں زبانی یاد تھا اور امرتسر کے مشہور شاعر بابو کرم امرتسری کے ساتھ ان کی دوستی تھی ۔

اللہ داد نادم عصری جب چھ ، سات سال کی عمر کو پہنچے تو ان کے والد خلیفہ غلام محمدؒ نے انہیں امرتسر کارپوریشن کے سکول میں داخل کروا دیا ۔ وہاں سے پرائمری کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپ اسلامیہ ہائی سکول امرتسر کٹڑہ خزانہ میں داخل ہو گئے ۔ آپ کو بچپن سے ہی شعر و شاعری کا شوق تھا اس لئے وقت کے ساتھ ساتھ یہ شوق جنون کی حد تک بڑھ گیا ۔ مڈل کے بعد سکول کو خیر باد کہہ دیا ۔ اس کے بعد مشاعروں میں جانا شروع کر دیا ۔ اس دوران بابو کرم امرتسری جنہوں نے فتح شاہ بخاریؒ کے مزار کے پاس تکیہ بنایا ہوا تھا ان کے پاس جانا شروع کر دیا ۔ وہاں آپ کی ملاقاتیں ماسٹر شرم ، عطاء محمد عزت ، خلیفہ الفت اور عبدالرحمن پیر والا سے ہوتی رہیں ۔ اس جگہ پر آپ نے پہلی مرتبہ استاد دامن کے کلام کو سنا جو امرتسر فتح شاہ بخاریؒ کے مزار پر گئے ہوئے تھے ۔ ۱۹۴۴ء میں آپ اللہ داد سے نادم عصری بن گئے اور اس کے

Scanned with CamScanner

بعد نادم عصری کے نام سے ہی ساری زندگی مشہور ہوئے۔

تقسیم ہند کے موقع پر آزادی کی تحریک میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور قیام پاکستان کے بعد لاہور چلے آئے اور موہنی روڈ لاہور میں رہائش اختیار کرلی۔ آپ کا شمار بحیثیت پنجابی شاعر، تذکرہ نگار اور ناول نگار کے ہوتا ہے۔ نادم عصری اردو اور پنجابی دونوں زبانوں کے شاعر اور ادیب تھے لیکن ان کو زیادہ شہرت پنجابی شاعری میں حاصل ہوئی۔ ان کی شاعری میں وطن پرستی اور ملک سے محبت کی جھلک نمایاں ہے۔ ان کی تصنیفات میں سب سے زیادہ شہرت ان کی کتاب (تارے نیل گگن دے) کو حاصل ہوئی جس میں انہوں نے پنجابی کے صوفی شعراء کا تذکرہ اور ان کا کلام تحریر کیا۔ وار داتاں جذبہ آزادی، اک انکھی دھی پنجاب ان کی تصنیفات میں شامل ہیں آپ ۲۷ نومبر ۱۹۸۴ء کو لاہور میں انتقال کر گئے اور ان کے جسد خاکی کو قبرستان میانی صاحب میں مشہور صحافی ظہور عالم کے مرقد سے قریب آپ کو دفن کیا گیا۔

نعتیہ کلام:

اونہاں دسیا جگ دے داسیاں نوں باطل کیہہ تے حق دی بات کہہ اے
کیتا کن تھیں پیدا جہان جنہیں بے نیاز اوہ رب دی ذات کیہہ اے
کیہہ کیہہ بیٹھ پاتال ہووے حدوں دور اتے سموات کیہہ اے
لوح و قلم ملائیکہ عرش کرسی جمادات کیہہ ایہ نباتات کیہہ اے
مد و جزر سمندر دا چیز کیہہ یہ ہلچل اک اندر کائنات کیہہ اے
کیویں ازل دی صبح طلوع ہوئی ابد کیہہ معراج دی رات کیہہ اے
روشن دلاں دے کرے ہنیر خانے سچی بندگی دی واردات کیہہ اے
رو رو لائی نبوت دے دیدیاں نے غار حرا اندر اوہ برسنا کیہہ اے
نباں بندگی اپنے آپ اتے بندہ آپ بارے ذرا جھات کیہہ اے

جیہڑی آدمی دا کرے بول بالا دین حق دی اوہ مساوات کیہہ اے
اللہ پاک قرآن دے وچ دسے اوہدی ذات اعلیٰ باصفات کیہہ اے
پاک نبی دی صفت میں لکھاں نادم میں کیہہ تے میری اوقات کیہہ اے

نازش کاشمیری:

اصل نام ۔ محمد محمود صادق ، ادبی نام ۔ نازش کاشمیری ، تخلص نازش ، والد صاحب کا نام غلام محمد نقاش تھا ۔ آپ ۱۹۲۶ء میں بازار شیخ صاحب طلق چوک فرید امرتسر میں پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم حضرت غلام رسول شاہ سے حاصل کی ایم اے او ہائی سکول امرتسر میں داخلہ لیا لیکن کلکتہ اور لاہور کا سفر کرنے کی بناء پر پرائیویٹ طالب علم کی حیثیت سے تعلیم حاصل کی ۔

انہوں نے ادبی سفر کا آغاز ۱۹۳۶ء سے کیا اور ابتداء میں دہلی سے شائع ہونے والے ماہنامہ جریدہ " آرٹسٹ " میں ان کے مضامین شائع ہوتے رہے روز نامہ زمیندار ، احسان ، انقلاب ، اور شہباز میں آپ کا کلام شائع ہوتا رہا ۔ ابتداء میں استاد شمس بینائی امرتسری سے متاثر ہوئے بعد میں انہوں نے احسان دانش صاحب سے بھی اصلاح لی ۔

تحریک پاکستان کے ضمن میں امرتسر میں قید رہے اور قیام پاکستان کے بعد لاہور آئے ۔ یہاں آکر آپ انجمن ترقی پسند مصنفین سے وابستہ ہو گئے اور انجمن کی لاہور شاخ کے سیکرٹری کی حیثیت سے خدمات انجام دیں ۔ روز نامہ امروز ، ہلال پاکستان وغیرہ میں آپ " درویش " اور " دیدہ ور " کے قلمی نام سے کالم نویس کی حیثیت سے لکھتے رہے ۔

انہوں نے بعض ادبی و فلمی ماہناموں اور ہفت روزہ رسائل کی ادارت کا فریضہ بھی ادا کیا ۔ بالخصوص ۱۹۵۰ء کے عشرہ میں ہفت روزہ " یادگار " کی ادارت کی ذمہ داری نبھائی اور کم و بیش ۵ سال تک ہر ماہ ہفت روزہ

"یادگار" کے تین ویکلی اور ایک ماہانہ ایڈیشن باقاعدگی سے شائع کرتے رہے، مذکورہ پرچے کی ادارت کے دوران دور حاضر کے بیشتر نامور ادیبوں، مشاعروں اور دانشوروں کو متعارف کروانے کا فخر بھی آپ کو حاصل ہے۔ موصوف ریڈیو اور ٹی وی کے کئی پروگراموں میں حصہ لیتے رہے ہیں اور سکرپٹ بھی لکھتے رہے۔ گزشتہ ۲۵ سال سے پاکستان فلم انڈسٹری میں بطور گیت نگار اور سکرپٹ رائٹر کام کر رہے ہیں غالباً ۷۰ تا ۸۰ پنجابی اور اردو فلموں میں نغمے، کہانیاں سکرین پلے اور منظر نامے لکھ چکے ہیں جن میں سے مشہور فلموں کے نام یہ ہیں۔ چھو منتر، ظلم دا بدلہ، جیلر تے قیدی، ڈنکا، بادل، عورت ایک کہانی اور باغی قابل ذکر ہیں۔

آج کل موصوف بطور آزاد صحافی کے خدمات انجام دے رہیں ہیں۔

نعتیہ کلام:

زینت ارض و سما، نور الہدیٰ، صل علیٰ
منبع جود و سخا، مہر و وفا، صل علیٰ!
عبقری ہر زماں، علم و بیاں، کون و مکاں
مخزن حلم و حیا، دارالشفاء، صل علیٰ!
عظمت آدم کا یہ سارا بھرم، ہے تیری ذات،
آپ ہیں خیرالبشر، خیرالوریٰ، صل علیٰ!
جز ندامت، میرے دامن میں بھلا، رکھا ہے کیا
رحمتوں کا آسرا، صبر و رضا، صل علیٰ
آرزوئیں بارہا پوری ہوئیں تیرے طفیل
شافع روز جزا، ظل خدا، صلی علیٰ

آخری خواہش ہے ، بطحا کی فضا میں سانس لوں
زار راہ من گدا ، تیری عطا صل علی !
خلوت غار حرا کا واسطہ ، دل میں سما
نازش حسن ثناء بدرالدجیٰ ، صل علی

نرمل امرتسری:

سوامی نرمل امرتسری نے بڑے سادہ آسان اور ہلکے پھلکے انداز میں نعتیں کہی ہیں ۔ ان کے نمونہ کلام کے طور پر نعت کے اشعار پیش خدمت ہیں ۔

نعتیہ کلام:

سیاسیات سے مذہب ملا دیا تو نے
کہ دین و دنیا کا سب انتظام ہو جائے
عرب کو تونے جہالت سے پاک کر ڈالا
تو کیوں نہ دل میں ترا احترام ہو جائے
ترے خیال میں یہ سخت نا مناسب تھا
بشر کوئی بھی بشر کا غلام ہو جائے
رفاہ عام ہی تیرا تھا جب کہ نصب العین
لقب نہ کیوں ترا خیرالانبیاء ہو جائے

نبی بخش اسد امرتسری:

اصل نام ۔ نبی بخش ، قلمی نام ۔ نبی بخش اسد ، تخلص ۔ اسد ، آپ ۱۸۷۹ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے اور بیسویں صدی کے ابتدائی حصے میں بلوچستان چلے گئے ۔ مختلف عہدوں پر تعینات رہ کر پچپن سال کی عمر میں ۱۹۳۴ء میں ریٹائر ہوئے ۔ پھر لسبیلہ ریاست میں وزیر بھی رہے ۔

Scanned with CamScanner

تقسیم ملک کے وقت اپنے وطن مالوف امرتسر میں تھے ۔ وہاں سے ہجرت کی تو سارا کلام وہیں رہ گیا جو فسادات میں ضائع ہو گیا ۔

موصوف فارسی اور اردو میں شعر کہتے تھے ۔ ۱۹۱۱ء کے لگ بھگ لورا لائی بلوچستان میں مشاعروں کا آغاز ہوا تو ان مشاعروں میں اسد بھی شرکت کرکے اپنے کلام سے نوازتے رہے ۔ امرتسر سے ہجرت کرنے کے بعد انہوں نے کوئٹہ کو مستقل وطن بنا لیا تھا اور وہیں ۱۹۴۷ء کے بعد وفات پائی

نبی بخش اسد نے حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی فاروقی نقشبندی کے دست حق پرست پر بیعت کی ہوئی تھی ۔ اسد متشرع شکل و صورت رکھتے تھے انہوں نے تمام زندگی نیک نامی سے کی ۔

عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سے مالا مال تھے " سلام و التجا " کے نام سے ایک پمفلٹ لکھا تھا جس کے چار بند اور تیس شعر تھے ۔

نمونہ کلام :

باعث ایجاد عالم نور یزداں کو سلام
سید اولاد آدم ظل سبحاں کو سلام
مطلع صبح سعادت ، مہر تاباں کو سلام
مصدر جود و کرم ابر بہاراں کو سلام
دستگیر عاجزاں پشت و پناہ بے کساں
دلنواز عاشقاں خستہ حالاں کو سلام
افتخار تازیاں و مایہ ناز عجم
بادشاہ انس و جاں و شاہ شاہاں کو سلام
معدن خوبی و خیر و مصدر حسن و جمال

خاندان ہاشمی کے مہر رخشاں کو سلام
یا خدا بہر محمد مصطفیٰ
افسر و سالار فوج انبیاء
عظمت شیخینؓ و عثمانؓ و علیؓ
خاصہ معصوی آل نبیؐ
صفدران خیر و بدر و حنین
نور چشم فاطمہؓ ، حسنؓ و حسینؓ
شاہ ابوالخیر اعنی مخدوم اسد
مورد الطاف اللہ الصمد
از برائے صاحب خلق عظیم
صحت کامل عطا کر ائے کریم

نفیس خلیلی:

نیلی آنکھیں ، کشادہ پیشانی ، چوڑا چکلا سینہ ، لمبا قد ، آپ کلانور کے رہنے والے تھے ۔ آپ کے والد صاحب لوہار کے پیشہ سے وابستہ تھے لیکن آپ وائل عمر میں ہی امرتسر آبسے تھے اور امرتسر کے محلہ حسین پورہ میں آپ کی رہائش تھی ۔ آپ ریلوے میں بحیثیت ڈرافٹسمین کام کرتے تھے ۔ امرتسر سے ہر روز صبح باؤ ٹرین میں لاہور ملازمت کے سلسلہ میں سفر کرتے تھے ۔ پاکستان بننے کے بعد آپ لاہور چلے آئے اور یہاں پر ریڈیو پاکستان لاہور کے ڈراموں میں بھی آپ نے کام کیا ۔ اس کے علاوہ آزاد کشمیر ریڈیو میں بھی کام کرتے رہے اور ریڈیو پاکستان لاہور میں سٹاف آرٹسٹ کے طور پر بھی کام کیا ۔

نفیس خلیلی صاحب کے مفصل حالات کے بارے میں علم نہیں ہو سکا کہ ان کی پیدائش کب ہوئی ؟ تعلیم کہاں سے حاصل کی ۔ کب

امرتسر آئے اور وفات کب ہوئی ۔ جب سے زبانی جو معلومات حاصل ہو سکیں وہ بیان کر دی گئی ہیں ۔ (بقول اے حمید) آپ کی وفات بعارضہ فالج میو ہسپتال نارتھ میڈیکل وارڈ میں ہوئی ۔

شعر و شاعری کے حوالے سے نفیس خلیلی صاحب کا مقام بہت بلند ہے ۔ امرتسر میں الہ دیئے کے ہوٹل میں ان کی محفلیں جمتی تھی ۔ موصوف رجز گو شاعر کہلاتے تھے ۔ آپ کی متعدد تصانیف بھی ہیں ، جن میں ماضی و حال ، کتاب تیغ و قرآن ، فتح بیت المقدس ، کار زار اور قدسی ، شامل ہیں ۔

آپ نعتیہ شاعری بھی کرتے تھے اور آپ کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے ایک کتاب قدسی کے نام سے تاج کمپنی نے شائع کی تھی ۔

نعتیہ کلام :

قضا دائیں قدر بائیں جلو میں
یقین کا سور پیشانی کی ضو میں
لوائے فقر و فخری سایہ افگن
جلال ، ادنیٰ سا اک عبد فرد تن
وطن چاوش ، ملت چوب بردار
ملوکیت ترحم کی طلب گار
بہ صحن رحمتہ للعالمینی
سر پر آرائے ختم المرسلینی
حضوری میں سیادت دست بستہ
مگس رانی کو تائیدوں کا دستہ
رواں مہر نبوت عام جس کی
سواری ابلق ایام جس کی

حکومت جس کی صد دور کمالات
قیام عدل و احسان و مساوات

نقش ہاشمی:

اصل نام ۔ غلام محمد ، ادبی نام ۔ نقش ہاشمی ، تخلص ۔ نقش ۔
آپ ۶ مئی ۱۹۱۹ء کو بھکنہ کلاں ضلع امرتسر میں نبی بخش ہاشمی کے ہاں پیدا ہوئے
۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۸ء تک فوج میں رہے ۔ قیام پاکستان کے بعد موصوف ۱۹۵۰ء تا
۱۹۸۱ء تک مریدکے میں سکول ٹیچر رہے ۔ آج کل آپ مریدکے میں رہائش پذیر
ہیں ۔

غزل ، نظم ، قطعہ ، رباعی ، مخمس ، مسدس ، مرثیہ ، قصیدہ
وغیرہ سب کچھ لکھا ۔ آپ کی سات کتب شائع ہو چکی ہیں ۔

نعتیہ کلام

زہے نصیب اقبال مسندی مسعود
ثنائے خواجہ کونین ہوا مرا مقصود
وہ ذات اول و آخر جسے کہیں معبود
اسی کے پرتو انوار سے ہے تیرا وجود
بہار صبح گلستاں شہنشہہ لولاک
ازل سے ہی تیری ہستی ہے شاہد و مشہود
نگار خانہ اول کے پیکر نوریں
جہان حد گماں کے ہو شعلہ بے دود
مدار ارض و سماء آفتاب عالم تاب
ترے وجود سے ہے دود مان چرخ کبود
حبیب داور محشر رمیز کون و مکاں
متاع صبح ازل بزم کن کا ہو مقصود

دو نیم اشارہ انگشت سے مہ کامل
شجر حجر ہوئے تیرے حضور سر بسجود
اک انقلاب حیاد پر آسماں آیا
کہ منہ چھپانے لگے خود ہی ظلمتوں کے وجود
ہلاکے رکھ دیئے ایوان قیصر و کسریٰ
حدیں بلندی و پستی کی تونے کیں نابود
تجلیات کے سرچشمہ جمال افروز
وقار صبح ازل ہو شان ہست و بود
تیرے ہی دم سے سنے تھے دم شب اسریٰ
وہ حورعین کے صد نغمہ ہائے کہف و سرود
عطاء بخشش وجود سخا کے ابر بہار
کرم کے منبع و مبدا ہو رحمتوں کے نمود
بشر وہ ہو ہو جسے خیر البشر کہے خالق
تمہیں ہو دونوں جہانوں میں افضل و محمود
تمہیں ہو نقش و نگار الست کی بنیاد
ہزار تجھ پہ سلام اور لاکھ تجھ پہ درود

ہاشم شاہؒ:

حضرت ہاشم شاہ پنجابی کے مایہ ناز شاعر تھے ۔ آپ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ہم عصر اور اپنے وقت کے خدا رسیدہ بزرگ تھے ۔ آپ ۲۲ رجب ۱۱۴۸ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۷۳۵ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے والد کا نام حضرت سید محمد شریف تھا جو عرب کے ایک بزرگ سید گھرانے کے چشم و چراغ تھے ۔ آپ کے والد جب ہندوستان تشریف لائے تو اس وقت ہاشم

شاہ کی عمر ۴ سال تھی ۔ جب آپ ۱۵ سال کی عمر کو پہنچے تو والد ماجد کا انتقال ہو گیا ۔

آپ کے والد صاحب نے جگدیو کلاں گاؤں تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر میں رہائش اختیار کی اور حضرت ہاشم شاہ نے اپنی زندگی کے کم و بیش ایک سو چار سال اسی گاؤں میں گزارے ۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی ۔ آپ مزید بھی اپنے والد ہی کے تھے دینی و دنیوی علوم انہی سے حاصل کیے جلد ہی فارسی ، عربی ، حکمت ، نجوم ، سنسکرت اور پنجابی میں مہارت حاصل کی ۔ آپ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی سے نہایت درجہ عقیدت رکھتے تھے ۔

آپ نے ۲۶ رمضان المبارک ۱۲۵۹ھ مطابق ۲۵ اکتوبر ۱۸۴۳ء کو جگدیو کلاں ضلع امرتسر میں انتقال کیا ۔ آپ کو وصیت کے مطابق تھرپال لا کر سپرد خاک کیا گیا جہاں آپ کا عرس ہر سال ۴ جون کو منایا جاتا ہے ۔

آپ کی تصانیف میں سے بہار بہار ، سسی ہاشم شاہ قابل ذکر ہیں ۔

نعتیہ کلام :

شاہ کونین و پناہ دو جہاں
بحر غفراں شفیع عاصیاں
صاحب معراج تاج الانبیاء
خاک پاء اوست جملہ اولیاء
ذرہ ہا از نور اوست آفتاب
نہ فلک در بحر احسانش حباب
دو جہاں در بحر سرش موج ہست
اوج ادبر اوج بالس اوج ہست

است بیشک رحمت للعالمین
من چرا از غم شوم با غم عزین
از شفاعت او که شد سیدوار
رفت در جنت تو هم امیدوار

Scanned with CamScanner

ماخذ و مراجع

اس کتاب کی تیاری میں خاص طور پر جن کتب، رسائل، اخبارات اور جن شخصیات کے خطوط سے مدد ملی، وہ یہ ہیں

ابر کاشمیری، عکس خیال یار، الحمد پبلی کیشنز، رانا چیمبرز، لیک روڈ، انار کلی لاہور۔

ابو مہیر چشتی، شمیم ولائت، تذکرہ بزرگان چشت اہل بہشت۔

احمد بدر انخلاق، تذکرہ مشائخ ارائیاں، شاد باغ، لاہور۔

اختر امرتسری، مجموعہ افکار، ایس ٹی پرنٹرز، راولپنڈی۔

اسحاق امرتسری، سیل اشک، دین محمدی پریس، لاہور۔

اختر حسین شیخ، بنجر ہتھیلیاں، مصباح برادرز پرنٹرز، دربار مارکیٹ لاہور۔

اختر حسین اختر، کھرے موتی، پنجابی ادبی سنگت، لاہور۔

اللہ دتہ صابر، تکھیاں سولاں، پنجابی ادبی بورڈ، لاہور۔

انعام الحق کوثر، ڈاکٹر، بلوچستان میں اردو، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد۔

اقبال احمد فاروقی، تذکرہ اہل سنت و جماعت لاہور، مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور۔

امانت ندیم، مقبول نعتوں کا عظیم الشان انتخاب، اخبار مارکیٹ، کالج روڈ، راولپنڈی۔

امین گیلانی صنم کدے میں اذان، ادارہ السعادت، سادات کالونی، شیخوپورہ۔

اے حمید، امرتسر کی یادیں، مکتبہ عالیہ، اردو بازار، لاہور۔

اے حمید، یادوں کے گلاب مکتبہ عالیہ، اردو بازار، لاہور

بشیر رزمی، آئینہ میر (رباعیات) ڈائمنڈ پبلیکیشنز، لاہور کینٹ۔

بہاء الحق قاسمی مولانا، تذکرہ اسلاف، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور

بابا عالم شاہ، خزینہ توحید، شیروکی، پنواں تحصیل و ضلع شیخوپورہ

حسن بخت، ہر شاخ گل صلیب، مکتبہ الممتاز، گاندھی اسکوائر، گوالمنڈی، لاہور۔

Scanned with CamScanner

حمید اللہ شاہ ہاشمی، پنجابی ادب دی مختصر تاریخ، تاج بکڈپو، اردو بازار، لاہور۔

جاں نثار مرزا، حیات امیر شریعت، مکتبہ تعمیر، لالہ زار کالونی، کشمیر روڈ، لاہور۔

جاں نثار مرزا، لختِ جاں نثار، شاہ نفیس اکیڈمی، ختم نبوت سٹریٹ، سیالکوٹی دروازہ، گوجرانوالہ

جلیل عالی، خواب دریچہ، مطبع امپیریل آفسٹ پرنٹرز، لاہور۔

جمیل الدین شرقپوری، پارہ کوٹ، پاکو کمپنی لمیٹڈ، بادامی باغ، لاہور۔

خواجہ افتخار، جب امرتسر جل رہا تھا، نسبت روڈ، گوالمنڈی، لاہور۔

راجہ رشید محمود، پاکستان میں نعت، ۴۰ کمرشل ٹریڈرز، اردو بازار، لاہور۔

راجہ رشید محمود، نعت خاتم المرسلین،

زاہد حسین انجم، قائد اعظم انسائیکلوپیڈیا، مقبول اکیڈمی، مال روڈ، لاہور۔

سعید بطیر اللہ پاکستانی روپڑی، سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم، کتاب مرکز، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ

ساغر صدیقی، سبز گنبد،

سعید جعفری، ساتھیاں پیڑاں، مجلس اردو، لاہور۔

شفقت رضوانی ڈاکٹر، آئینہ احساس، انجمن ارباب ذوق، مجرہ شاہ مقیم، ضلع اوکاڑہ

شمس بیتابی، جامِ بیتابی، مطبع رام ناتھ پرنٹر امرتسر 1946ء۔

شہباز اللہ حق، آزادی دے مجاہد لکھاری، مکتبہ میری لائبریری، لاہور۔

شیخ محمد عارف اختر، قوس و قزح، سراج محمدی پریس، سرکلر روڈ، لاہور۔

صادق امرتسری، دیوان صادق، پبلشر میر محمد صدیقی ازہر امرتسری لاہور۔

صابر خلیلی، مستور دلی وارثی، بہار جاوداں، پنجاب اکاڈیمی، بال بازار، امرتسر۔

ضمیر اطہر، حسن غزل، حریم ادب ڈی سیکٹر خیابان سرسید کالونی، راولپنڈی

ضیاء اللہ ضیاء، سوہے اتھرو، مجلس پاک پنجاب، سوتر منڈی، لاہور۔

ضیاء محمد ضیاء، طاہر شادانی، قدیم و جدید شعراء کا حمدیہ کلام، علمی کتاب خانہ، اردو بازار، لاہور۔

طاہر مسعود، صحافت کی ایک نادر، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور

طفیل دارا، ساہواں دے پرچانویں، مطبع طفیل آرٹ پرنٹرز، لاہور۔

ظفر اقبال، سو مشہور شعراء، شاہین پبلشرز، فیڈرل بی ایریا، کراچی۔

ظفر علی خاں، مولانا، چمنستان، یونائیٹڈ پبلشرز، چوک انارکلی، لاہور۔

ظفر مقبول ، میاں ، بول حیدری ، سائیں حیدر شاہ دی حیاتی تے فن ، مولا شاہ سوسائٹی کڑیال کلاں ، گوجرانوالہ ۔

ظفر مقبول ، میاں ، لنگیں لنگیں آگیا ، کافیاں سائیں مولا شاہ ، مولا شاہ سوسائٹی کڑیال کلاں گوجرانوالہ ۔

ظہیر صدیقی ، خیر الوریٰ ، ایجوکیشنل پرنٹرز ، لاہور ۔

عارف عبد المتین ، بے مثال ۔

عالیہ تبسم ، مقالہ نگار ، قمر اجنالوی شخصیت اور فن ، شعبہ اردو ، گورنمنٹ ایف سی کالج ، لاہور

عبد الرحیم امرتسری ، گلدستہ عقیدت ، جھنگ روڈ ، فیصل آباد

عبد الرحیم عاجز ، عاجز داد کھڑا ، آفتاب برقی پریس ، امرتسر ۔

عبد الخالق گوہر سہروردی ، الجلال ، مرکزی جمعیت عالیہ سہروردیہ خالقیہ پاکستان چوک ، سنت نگر ، لاہور ۔

عصمت اللہ زاہد ، ڈاکٹر ، کھلرے موتی ، اے ون پبلشرز ، اردو بازار ، لاہور ۔

عطاء اللہ ساگر وارثی ، تذکرہ شعرائے وارثیہ ۔

علی محمد ملوک ، مور مچلدیاں سوچاں ، مجلس میاں محمد ، نیو فیشن ہاؤس مدوریوالہ ۔

غلام قادر فرخ ، خون کی ہولی ، نسبت روڈ ، لاہور

غلام مصطفےٰ بسمل ، حفیظ ایم ۔ اے ، چن حرادا ، پنجاب ادبی مرکز ، گوجرانوالہ ۔

غلام مصطفےٰ تبسم ، صوفی ، کلیات طنزائی ، مسلم پریس ، لاہور ۔

لالہ صحرائی ، باران نعت ، ادارہ مطبوعات ، عمبیر ، نامکو سنٹر ، کیمبل سٹریٹ ، کراچی ۔

فاضل مشہدی ، یہ باتیں ہیں جب کی ، تخلیق مرکز ، ۱۳۳ اے شاہ عالم گیٹ ، لاہور ۔

فانی مراد آبادی ، ہندو شعراء کا نعتیہ کلام ، عارف پبلشنگ ہاؤس ، لائل پور ۔

فرمان فتحپوری ، ڈاکٹر ، اردو کی نعتیہ شاعری ، آئینہ ادب ، چوک یتیم ، انار کلی ، لاہور ۔

فیض احمد فیض ، نسخہ ہائے وفا ، مکتبہ کارواں ، کچہری روڈ ، انار کلی ، لاہور ۔

قاضی عبد الرحمن ، ھوائے طیبہ ، آئینہ ادب ، چوک یتیم ، انار کلی ، لاہور ۔

قربان علی نوشاہی ، ڈاکٹر ، رشنائی ، مکتبہ عالمگیر ادب ، چیمبرلین روڈ ، گوالمنڈی ، لاہور ۔

قمر اجنالوی ، قصیدہ خیر الانام ، مکتبہ القریش ، اردو بازار ، لاہور

قمر اجنالوی ، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ، مکتبہ القریش ، اردو بازار ، لاہور ۔

قیوم نظر ، نعتیں ، نگارش پبلشرز ، لاہور ۔

Scanned with CamScanner

کشن سنگھ عارف، ہند نامہ عرف کریا

گوہر ملسیانی، عصر حاضر کے نعت گو، گوہر ادب پبلی کیشنز، مظہر فرید کالونی، صادق آباد۔

گلزار احمد، پروفیسر، کلیات صوفی تبسم، ماورا پبلشرز، بہاولپور روڈ، لاہور۔

محمد اسلم، پروفیسر، خفتگان خاک لاہور، ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، لاہور۔

محمد دین فوق، اخبار نویسوں کے حالات، مطبوعہ اکتوبر 1912ء

محمد ایوب رضوی، پروفیسر، سبد گل، ریڈرز بک ہاؤس، اردو بازار، لاہور۔

محمد کبیر احمد مظہر، پروفیسر، عنوان ثنا، آستانہ عالیہ جمیسیہ گجرات، حبیب اکیڈمی، گجرات۔

محمد اسلم، پروفیسر، وفیات مشاہیر پاکستان، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد۔

محمد اسمٰعیل مظفر، میاں، نوائے مظفر، مولا بخش سوسائٹی، کڑیال کلاں، گوجرانوالہ۔

محمد موسیٰ امرتسری، حکیم، سوانح حضرت برکت علی شاہ خلیفہ نوی۔

محمد موسیٰ امرتسری، حکیم، سوانح حضرت مولانا غلام محمد ترنم، ناشر، انجمن تبلیغ احناف (امرتسر) لاہور 1971ء

محمد منظور الحق قادری، تذکرہ اخیار، علی پبلشرز، کوٹ خواجہ سعید، لاہور۔

محمد طفیل بدر امروہوی، ذکر و فکر، ناشران تاج کمپنی، لاہور۔

محکم دین، سی حرفی گیان گوڈری،

معراج الدین معراج، پچھتاوا، نیازی پرنٹنگ پریس، ہسپتال روڈ، لاہور۔

منظور ولی وارثی، نور خدا، دت سٹریٹ، موہنی روڈ، لاہور۔

سیف احمد، خواجہ، لمعات شرقی، نثار آرٹ پریس، چیمبرلین روڈ، لاہور۔

مقصود ایاز، محمد ناصر، شخصیات کا انسائیکلوپیڈیا، شعاع ادب، چوک یتیم، انارکلی، لاہور۔

مولا شاہ سائیں، سسی، مولا شاہ سوسائٹی، کڑیال کلاں، گوجرانوالہ۔

مولا بخش کشتہ، دیوان کشتہ، مکتبہ پنج دریا ٹمپل روڈ، لاہور۔

نادم عصری، وارداتاں، قاضی آرٹ پریس، لاہور۔

نادم عصری، تارے نیل گگن دے

نادم عصری، نگینے

نصر اللہ خاں، کیا قافلہ جاتا ہے، (کراچی)

Scanned with CamScanner

نفیس خطیبی، قدسی، تاج کمپنی، لاہور۔

واعظ ہادیہ، مقالہ نگار، استاد اللہ وہ صابر حیاتی تے کلام، شعبہ پنجابی، اورینٹل کالج، لاہور۔

یونس شاہ، پروفیسر، تذکرہ نعت گویان اردو، مکہ بکس ۱۰ بخشی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔

یاران نو، کلام و سوانح، انجمن ترقی ادب ماڈل ٹاؤن، لاہور۔

مجلہ "اوج" قرارداد پاکستان گولڈن جوبلی نمبر، گورنمنٹ کالج راوی روڈ، شاہدرہ، لاہور، 1991ء۔

مجلہ "اوج" نعت نمبر گورنمنٹ کالج راوی روڈ، شاہدرہ، لاہور، 1993ء۔

مجلہ "کریسنٹ" گورنمنٹ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ، لاہور، 1949ء۔

مجلہ "چھیماہی" کھوج "شعبہ پنجابی، اورینٹل کالج لاہور، مختلف شمارے

مجلہ "مہک" گوجرانوالہ نمبر، گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ، 1982ء۔

مجلہ "مخزن" لاہور نمبر، ادارہ فروغ اردو، لاہور، 1982ء۔

مجلہ "سہ ماہی" مفیض "عارف عبدالمتین نمبر گوجرانوالہ ستمبر دسمبر 1993ء۔

ماہنامہ "ادبی دنیا" کشمیر نمبر، لاہور، 1962ء۔

ماہنامہ "الرشید" نعت نمبر، مختلف شمارے

ماہنامہ "الفیض" امرتسر تاریخ (ندارد)

ماہنامہ "انوار فرید" ساہیوال مئی، 1993ء۔

ماہنامہ "پگڈنڈی" مکتب الٰہی نعت شریف نمبر، ادارہ پاکستان پنجابی ادبی پریشد، لاہور۔

ماہنامہ "پیام سحر" نعت نمبر، لاہور (مختلف شمارے)

ماہنامہ "فیملی" ہومیو پیتھک رسالہ، ریلوے روڈ، لاہور، 1993ء۔

ماہنامہ "کائنات" امرتسر جولائی 1938ء۔

ماہنامہ "کاوش ادب" لاہور، اپریل 1994ء۔

ماہنامہ "نعت" نعت نمبر لاہور (مختلف شمارے)

ماہنامہ "نقیب ختم نبوت" امیر شریعت، نمبر، ملتان دسمبر 1992ء۔

ہفت روزہ "تعمیر" قادری طریقت نمبر، اشاعت خصوصی۔ گجرات 1994ء۔

روزنامہ "تنظیم" اہل حدیث روڈ، 13، دسمبر 1945ء۔

روزنامہ "خبریں" لاہور، 3 نومبر، 1994ء۔

Scanned with CamScanner

روزنامہ "مشرق" لاہور یکم جنوری، 1990 ۔

ذاتی ڈائری، آغا طورش کاشمیری، لاہور

ذاتی ڈائری، حکیم عبدالرشید، قلعہ گجر سنگھ، لاہور۔

ذاتی ڈائری، غلام محمد بیدل امرتسری۔

مکتوب اعجاز فاروقی بنام راقم لاہور، مورخہ 25 مارچ 1995 ۔

مکتوب پروفیسر ایوب رضوی بنام راقم لاہور، مورخہ 9 اکتوبر 1994 ۔

مکتوب تجمل حسین بنام راقم لاہور، مورخہ 6 فروری 1995 ۔

مکتوب جلیل عالی بنام راقم راولپنڈی، مورخہ 27 جنوری 1995 ۔

مکتوب رفیق تشنہ بنام حامد حسن حامد، فیصل آباد، مورخہ 9 مارچ 1995 ۔

مکتوب زاہد الحسن زاہد بنام حامد حسن حامد، لاہور، مورخہ 6 جون 1995 ۔

مکتوب ساغر بٹ بنام راقم لاہور، مورخہ 10 نومبر 1994 ۔

مکتوب سرور کاشمیری بنام حامد حسن حامد لاہور، مورخہ 16 جون 1995 ۔

مکتوب شوکت راز بنام حامد حسن حامد لاہور، مورخہ 8 اگست 1995۔

مکتوب شہزاد احمد بنام راقم لاہور مورخہ 10 نومبر 1994 ۔

مکتوب صادق قصوری بنام راقم قصور، مورخہ 16 فروری 1995 ۔

مکتوب صادق قصوری بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری قصور، مورخہ 11 مارچ 1993 ۔

مکتوب صدیق کلیم بنام راقم لاہور، مورخہ 23 فروری 1995 ۔

مکتوب صوفی گلزار احمد بنام راقم لاہور، مورخہ 25 جون 1995 ۔

مکتوب ضمیر اطہر بنام راقم راولپنڈی، مورخہ 25 جون 1995 ۔

مکتوب ضیاء الحق قاسمی بنام راقم کراچی، مورخہ 17 اپریل 1995 ۔

مکتوب طفیل دارا بنام حامد حسن حامد لاہور، مورخہ 17 مارچ 1995 ۔

مکتوب عارف امرتسری بنام راقم لندن، مورخہ 7 جون 1995 ۔

مکتوب عبیر ابوذری بنام حامد حسن حامد فیصل آباد، مورخہ 4 جون 1995 ۔

مکتوب غلام نبی حکیم بنام راقم لندن، مورخہ 7 جون 1995 ۔

مکتوب لالہ صحرائی، بنام راقم جہانیاں، مورخہ 18 جنوری 1995 ۔

Scanned with CamScanner

مکتوب قاضی حبیب الرحمن بنام راقم، ساہیوال، مورخہ 23 مارچ 1995 ۔

مکتوب قمر رعینی مدیر ماہنامہ فیض اسلام راولپنڈی بنام راقم مورخہ 21 مارچ 1995۔

مکتوب مجید جامی بنام راقم امریکہ، مورخہ 15 اپریل 1938 ۔-

مکتوب محمد حنیف نازش قادری بنام حامد حسن حامد کامونکی مورخہ 22 نومبر 1994 ۔

مکتوب محمد صدیق خورشید خواہرزادہ مسلم اویسی امرتسری بنام راقم مورخہ 27 فروری 1995 ۔

مکتوب منیر سیفی بنام راقم کراچی، مورخہ 31 مئی 1995 ۔لاہور

مکتوب یونس حسرت امرتسری بنام حامد حسن حامد لاہور مورخہ 17 اگست 1995 ۔

Scanned with CamScanner

مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی کی زیرِ طبع کتب

سائنسی کتب

۱۔ جدید سائنسی موضوعات	منتخب مضامین
۲۔ کیڑے مار کیمیا (۱۴۷)	ڈاکٹر ظفر اقبال
۳۔ ریڈیو لوجی (۱۴۳)	ڈاکٹر محمد مقصود احمد
۴۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور	پروفیسر ایم مقصود
۵۔ ایٹم (جوہر) اور انسان	ایم مقصود

کتابیات اسلام

۴۔ کتابیات اسلام (۲) فارسی مخطوطات (۱۴۲، ۱۴۳)	سید جمیل احمد رضوی
۵۔ تفاسیر کے اردو فارسی عربی تراجم (۸) (۱۳۶، ۱۴۲)	محمد نذیر رانجھا

کتابیات ادب اردو

۶۔ کتابیات ادب اردو (۵) شیرپرت لال ورمن کی مطبوعہ تصانیف کی توضیحی فہرست پہلا حصہ (۱۴۷)	محمد انصار اللہ نظر
۷۔ کتابیات ادب اردو (۶) توضیحی کتابیات لسانیات (جلد دوم)	سید جمیل رضوی

کتب حوالہ

۷۔ کشاف اصطلاحات فلسفہ (۱۵۹)	ڈاکٹر سی اے قادر و رانا اکرام
۸۔ تذکرہ کاملان اردو (۱۵۷)	لوارہ
۹۔ مختصر اردو لغت محاورات (۱۵۸)	مقبول بیگ بدخشانی
۱۵۔ اردو میں سائنسی اور علمی کتابیں (۳۰)	ڈاکٹر سید عبداللہ
۱۶۔ فرہنگ فارسی اردو (۷۸)	پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی

Scanned with CamScanner

کلچر و پاکستانیات

۱۷۔ کلچر کا مسئلہ (۱۵۱)	ڈاکٹر سید عبداللہ
۱۸۔ پاکستان تعبیر و تعمیر (۱۵۲)	ایضاً

فنون و پیشہ وارانہ علوم

۱۹۔ سماجی طب (۱۵۶)	ڈاکٹر ایم اے صوفی
۲۰۔ قانون مساوات (۱۵۶)	مرزا انور
۲۱۔ مسلمانوں کا نظام تعلیم (۱۲۴)	غلام عابد خاں

ادب

۲۲۔ ولی سے اقبال تک (۱۵۰)	ڈاکٹر سید عبداللہ
۲۳۔ نقد میر (۱۵۳)	ایضاً
۲۴۔ وجہی سے عبدالحق تک (۱۵۴)	ایضاً
۲۵۔ تنوع (۱۱۳)	ڈاکٹر سلیم اختر
۲۶۔ نظامیات اردو (۱۲۳)	ڈاکٹر سہیل بخاری
۲۷۔ پنجاب میں اردو ادب کا ارتقاء (۱۱۸)	ڈاکٹر ممتاز گوہر
۲۸۔ میزان شعر (۱۳۱)	آغا شاہد اکاشمیری
۲۹۔ غالب اور فلسفہ وحدت الوجود (۱۴۱)	ڈاکٹر محمد ایوب شاہد
۳۰۔ اردو ادب کی تاریخ (۱۳۸)	ڈاکٹر ابو سعید نور الدین
۳۱۔ حامد حسن قادری۔ ادبی کارنامے (۱۱۵)	ڈاکٹر سرور اکبر آبادی
۳۲۔ کلاسیکی ادب کا تحقیقی مطالعہ (۸۰)	ڈاکٹر وحید قریشی
۳۳۔ اردو پر تمل کے اثرات (۱۲۸)	ڈاکٹر انصار اللہ نظر
۳۴۔ سرسید کی صحافت	اصغر عباس

Scanned with CamScanner

۳۵۔ کلاسیکی شعراء پر تنقیدی مقالات	ایم حبیب خان
۳۶۔ پاک و ہند میں ایرانی ادب	ڈاکٹر ظہور الدین احمد
۳۷۔ اصلاحات شعر (اول و دوم)	مہذب لکھنوی
۳۸۔ تکوین	عرش صدیقی
۳۹۔ دلی کا شاعرانہ ماحول	ڈاکٹر۔ا۔د۔ نسیم
۴۰۔ مشرقی شعریات اور اردو تنقید اردو لٹریچر	ابوالکلام قاسمی
۴۲۔ مکاتیب صوفی تبسم	نثار قریشی
۴۳۔ تنقیدی افکار	روف انجم
۴۴۔ پاکستان میں اردو غزل کا ارتقاء	ڈاکٹر انور صابر
۴۵۔ ہماری قومی زبان	ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی
۴۶۔ بزم صبوحی	اسلم فرخی
۴۷۔ سرسید احمد خاں اور ان کے رفقاء	ڈاکٹر سید عبداللہ
۴۸۔ تنقید مغرب میں	شیما مجید
۴۹۔ مقالات پطرس	سید احمد بخاری پطرس
۵۱۔ افکار و حوادث (جلد دوم)	محمد حمزہ فاروقی
۵۲۔ معاشرتی طب (حصہ اول)	ڈاکٹر ایم اے صوفی
۵۳۔ کتاب نما۔ شبلی	اختر رای
۵۴۔ معرکہ زمیندار و انقلاب	حمزہ فاروقی
۵۵۔ پنجابی زبان کا ارتقاء	سلیم خاں گمی
۵۶۔ آغا حشر کاشمیری اور ڈرامہ	ڈاکٹر انجمن آرا انجم
۵۷۔ اردو کے کلاسیکی شعراء	ایم حبیب خان
۵۸۔ چودھری افضل حق (مرحوم)	شمیم منیر
۵۹۔ بنگال کے دو نامور ڈرامہ نگار	ادیب سہیل
۶۰۔ اردو شاعری کی مذہبی اور صوفیانہ	ڈاکٹر۔الف۔د۔ نسیم
۶۱۔ حسرت موہانی، حیات اور کارنامے	ڈاکٹر احمد لاری

Scanned with CamScanner

۶۳۔ مقالات وحید و مقالات تحقیقی (حصہ دوم) — ڈاکٹر وحید قریشی
۶۴۔ افسانہ اور قبول عام — سید جعفر رضا
۶۵۔ دو آشہ — کرنل منظور احسن

تاریخ

۴۵۔ لاہور (تاریخ کے آئینے میں) — پروفیسر محمد اسلم
۴۶۔ افسانہ شاہاں (اردو ترجمہ) — پروفیسر محمد اسلم
۴۷۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق کی اقبال شیدائی سے مراسلت — پروفیسر محمد اسلم
۴۸۔ وقائع اسد بیگ قزوینی (اردو ترجمہ) — پروفیسر محمد اسلم
۴۹۔ آل انڈیا مسلم لیگ برصغیر میں مسلمانوں کی سیاسی تنظیم و استحکام کی تاریخ — ڈاکٹر محمد سلیم احمد

فارسی ادب

۵۰۔ سوویتی تاجکی ادبیات کے بانی (۱۴۷) — ڈاکٹر کبیر احمد جائسی

انگریزی کتب

۵۱۔ پک آف میر (۱۶۱) — ڈاکٹر راجندر سنگھ ورما
۵۲۔ لینگویج کنٹرووری ان انڈو پاک (۱۳۱) — ڈاکٹر سید عبداللہ
۵۳۔ کراس کرنٹس ان اردو لٹریچر (۱۰۰) — ڈاکٹر جیلانی کامران
۵۴۔ ماڈرن اردو شارٹ سٹوریز (۱۲۴) — ڈاکٹر اشفاق نقوی
۵۵۔ سٹڈیز ان کلاسیکو میڈیول اردو لٹریچر (۱۰۸) — پروفیسر ڈاکٹر اللہ احسن

Scanned with CamScanner

تاریخ اس پر شاہد ہے کہ طارق بن زیاد کے ۷۱۱ء میں سپین میں داخلے سے قبل یہ ملک تاریکی اور جہالت کے دبیز پردوں میں چھپا ہوا تھا اور کوئی نامور عیسائی عالم یا فنکار وہاں پیدا نہیں ہوا تھا۔ جب مسلمانوں کے قدوم میمنت لزوم اس زمین پر پڑے تو ایک ایک شہر اور قصبے میں بین الاقوامی شہرت کے حامل اہل فضل و کمال پیدا ہوئے جن پر آج بھی عالم اسلام فخر کر سکتا ہے۔ جب ۱۴۹۲ء میں مسلمان سپین سے نکلے تو یہ ملک دوبارہ تاریکی اور جہالت کی لپیٹ میں آگیا۔ بقول شاعر مشرق۔

نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے
وہی آب و گل ایراں وہی تبریز ہے ساقی

کچھ ایسا ہی معاملہ امرتسر کا ہے۔ آزادی سے قبل اس شہر مینو نظیر نے جتنی بڑی تعداد میں عالم اور شاعر پیدا کئے اتنے پنجاب کے کسی اور شہر میں پیدا نہیں ہوئے اور جب ۱۹۴۷ء میں مسلمانوں نے امرتسر سے ہجرت کی تو یہ جیتا جاگتا اور ہنستا بستا شہر گھپ اندھیرے میں ڈوب گیا۔ عزیز محترم محمد سلیم چوہدری نے بڑی عرق ریزی سے اسی جیتے جاگتے اور ہنستے بستے شہر کے شعراء کے سوانح حیات اور نعتیہ کلام کو محفوظ کر لیا ہے۔ ان میں ایسے شعراء بھی شامل ہیں جن پر ڈاکٹریٹ کے لئے مقالے لکھے جا سکتے ہیں۔ فاضل مصنف کی یہ کاوش لائق صد تحسین ہے اور مجھے یقین کامل ہے کہ علمی اور دینی حلقوں میں اس کی پذیرائی ہوگی۔ **وکان سعیکم مشکوراً**

محتاج دعا
پروفیسر محمد اسلم

Scanned with CamScanner